مسائل صراط الجنان علی مذہب النعمان

مسائل
صراط الجنان

(حصہ ٦)

مؤلف:
خالد تسنیم المدنی

SABIYA
VIRTUAL PUBLICATION

مسائل صراط الجنان علی مذہب النعمان

مسائل صراط الجنان

(حصہ ٦)

مؤلف:

خالد تسنیم المدنی

SABIYA
VIRTUAL PUBLICATION

تفصیلات

نام:

مسائل صراط الجنان (حصہ ۶)

از قلم:

خالد تسنیم المدنی

صفحات:
212

سنہ اشاعت:
رمضان المبارک ۱۴۴۴ھ
MARCH 2023

OUR DESIGNING PARTNER
PURE SUNNI GRAPHICS

PUBLISHER
SABIYA VIRTUAL PUBLICATION
SABIYA VIRTUAL PUBLICATION

AMO
POWERED BY ABDE MUSTAFA OFFICIAL

info@abdemustafa.com

© 2023 All Rights Reserved.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

Contents

ناشر کی طرف سے کچھ اہم باتیں 13

پیش لفظ 15

تعارف صراط الجنان 16

کلماتِ تحسین 19

سورۃ اَلزُّخْرُف 24

اللہ تعالیٰ کی مَشِیَّت اور رضا میں بہت فرق ہے: 24

شریعت کے مقابلے میں آباؤ اَجداد کے رسم و رواج (Tradition) کی پابندی کرنا بد ترین جرم ہے: 25

قیامت کے قریب حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا تشریف لانا برحق ہے: 26

قیامت کی 10 علامات: 28

سورۃ اَلدُّخَان 30

کفار کے مکانات میں رہنے کا شرعی حکم 30

سورۃ اَلْجَاثِیَۃ 32

زمانے کو برا کہنے کا شرعی حکم: 32

سورۃ اَلْاَحْقَاف 33

اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ لذیذ چیزوں سے فائدہ اٹھانے کی مذموم اور غیر مذموم صورتیں:
.... 33
سورۃ مُحَمَّد 37
کفر نیک اعمال کی بربادی کا سبب ہے: 37
زمانۂ کفر کے گناہوں (حُقُوقُ الْعِباد) کا معاملہ: 40
اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرنے کی 7 صورتیں: 40
بندوں سے مدد مانگنا (Seeking help) شرک نہیں: 41
عمل کو باطل کرنا منع ہے: 42
سورۃ اَلْفَتْح 43
تعظیم مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم شرک نہیں: 43
بیعت کے وقت مصافحہ کا ثبوت 45
حج میں حلق تقصیر سے افضل ہے: 46
سورۃ اَلْحُجُرٰت 47
علماءِ کرام کے آگے چلنا بے ادبی ہے 47
قرآن شریف کی طرف پیٹھ نہ کرنے کی اصل: 48
بارگاہِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میں آواز بلند کرنے کا شرعی حکم: 49

علماءِ کرام انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے وارث ہیں 49
گناہ سے انسان کافر نہیں ہوتا: 50
کون سی صلح کروانا سنت ہے؟ 51
عورتوں کا آپس میں مذاق کرنے کا شرعی حکم: 58
مذاق اُڑانے کا شرعی حکم: 59
خوش طبعی کرنے کا شرعی حکم: 61
برے نام رکھنے سے کیا مراد ہے؟ 63
مسلمان بھائی کو نسبی طعنہ دینے کا شرعی حکم: 64
گمان کی اَقسام اور ان کا شرعی حکم: 65
بدگمانی کا شرعی حکم: 66
مسلمانوں کے عیب تلاش کرنے کا شرعی حکم: 67
غیبت کی تعریف (Definition of backbiting): 67
غیبت (Backbiting) سے متعلق چند شرعی مسائل: 68
کیا مردہ شخص (Deceased) کی بھی غیبت ہوتی ہے؟ 69
غیبت (Backbiting) سننے والا کیا کرے؟ 70
غیبت سے توبہ (Repentance from backbiting) اور معافی سے متعلق چند

شرعی مسائل: 70
غیبت (Backbiting) میں معافی مانگنے کا طریقہ: 70
سورۃ قٓ 73
انسان کا جسم مرنے کے بعد مٹی ہو جائے گا: 73
انبیاء، شہداء اور اولیاء اپنے اَجسام اور کفنوں کے ساتھ زندہ ہیں: 74
اعمال لکھنے والے فرشتوں سے متعلق 3 اہم باتیں: 76
سورۃ اَلذّٰرِیٰت 77
سلام کرنا بڑی پرانی سنت ہے: 77
سورۃ اَلنَّجْم 78
حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے معراج کی رات اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا: 79
گناہوں کی معافی کے معاملے میں اصول: 81
سورۃ اَلْقَمَر 82
قرآنِ پاک یاد کرنے کا شرعی حکم: 82
سورۃ اَلْوَاقِعَۃ 83
اللہ تعالیٰ کے لئے جمع کا صیغہ (Plural form) استعمال کرنا کیسا ہے؟ 83
قرآن پاک چھونے سے متعلق 7 اَحکام: 85

جنبی کو قرآن چھونے کا شرعی حکم: 85
قرآن مجید کی ٹرانسلیشن (Translation) کو بے وضو چھونے کا شرعی حکم 86
سورۃ اَلْحَدِیْد 87
بدعتِ حَسنہ جائز اور بدعتِ سَیِّئہ ممنوع و ناجائز ہے: 87
سورۃ اَلْمُجَادَلَۃ 90
ظِہار کی تعریف (Definition): 90
ظِہار سے متعلق 4 شرعی اَحکام 91
اہم نوٹ: 92
ظِہار کا کفارہ (Compensation) کب واجب ہے؟ 93
ظِہار کا کفارہ (Compensation) ادا کرنے کا طریقہ: 93
ظِہار کا کفارہ (Compensation) ادا کرنے سے متعلق 10 شرعی مسائل: ... 94
کفارے کا کھانا کھلانے میں پیٹ بھر کر کھلانا شرط ہے 97
کسی کے سامنے سرگوشی کرنے کی ممانعت: 99
بزرگانِ دین کی تعظیم کرنا سنت ہے: 100
فضیلت اور مرتبے والوں کو اگلی صفوں میں بٹھایا جا سکتا ہے: 101
فضیلت اور مرتبے والے خود کسی کو اٹھا کر اس کی جگہ نہ بیٹھیں: 101

اولیاءِ کرام کے مزارات پر شیرینی لے جانے کی دلیل: 103
سورۃ اَلْحَشْر 104
کفار کا مال برباد کرنے کا شرعی حکم 104
رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی مدد کرنا اللہ تعالیٰ کی مدد کرنا ہے 105
مُراقبہ کی اصل: 106
سورۃ اَلْمُمْتَحِنَة 109
کبیرہ گناہ کرنے سے انسان کافر نہیں ہوتا 110
رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی پیروی مُطلقاً لازم ہے 112
کن کفار کے ساتھ اِقساط کی ممانعت نہیں؟ 113
کفار کے ساتھ بِر و صِلہ کی تین صورتیں: 114
اقساط کا مفہوم اور اس کی شرعی حکم: 115
کفار کے ساتھ دوستی (Friendship) کی صورتیں اور ان کے اَحکام: 116
حضرت ہند بنتِ عتبہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا اور دیگر خواتین کی بیعت: 119
عورتوں سے بیعت کی کیفیت (Method): 121
بیعت سے پہلے سابقہ گناہوں سے توبہ کرانے کا ثبوت 122
مشائخ کے ہاتھ پر بیعت ہونے کا شرعی حکم 122

بیعت کی اقسام 123
سورۃ اَلصَّفّ 123
اللہ تعالیٰ کے بندوں سے مدد مانگنا انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی سنت ہے
.... 124
سورۃ اَلْجُمُعَۃ 125
رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم دنیا میں کسی کے شاگرد نہیں 126
موت کی تمنا کرنے کا شرعی حکم: 126
نمازِ جمعہ اور سعی الی الجمعہ کے احکام 128
جمعہ کی وجہِ تَسمِیَہ: 129
تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا پہلا جمعہ: 130
نمازِ جمعہ کی فرضیت سے متعلق شرعی مسائل: 130
نماز جمعہ کا شرعی حکم: 130
جمعہ کی شرائط 130
جمعہ فرض ہونے کی شرائط: 131
سورۃ اَلْمُنٰفِقُوْن 133
مومن کی عزت دائمی ہے 133

نفاق کی اَقسام اور ان کا شرعی حکم 134

عملی منافقوں کی علامات: 135

سورۃ اَلتَّغَابُن 136

سورۃ اَلطَّلَاق 137

بیوی کو طلاق دینے کا طریقہ(Method of Divorce) 138

عورت کو طلاق دینے سے متعلق چند شرعی احکام: 138

کس عورت کو حیض(Menstruation)کے دنوں میں طلاق دینا جائز ہے؟. 139

عدت کا شمار مرد کرے گا یا عورت؟ 140

گھر میں عدت گزارنے سے متعلق چند شرعی مسائل: 140

عورت کی عدت شوہر کے گھر میں ہوگی 140

عدت میں گھر سے نکلنے کا شرعی حکم 141

طلاق یافتہ عورت(Divorcee)سے رجوع کرنے سے متعلق شرعی مسائل: 142

رجوع کی تعریف: 142

رجوع کرنے کا طریقہ 142

کیا رجوع کے لئے عورت کا راضی ہونا شرط ہے؟ 143

جن عورتوں کو حیض (Menstruation)نہیں آتا ان کی عدت سے متعلق شرعی

مسائل: 144
حاملہ عورت(Pregnant)کی عدت 144
طلاق یافتہ عورت(Divorcee)کو عدت کے دوران رہائش اور نفقہ دینے سے
متعلق دو شرعی مسائل: 146
مطلقہ(Divorcee)کو نان و نفقہ اور مکان دینا شوہر پر واجب ہے 146
بچے کو دودھ پلانے(Breast-feeding)سے متعلق شرعی مسائل: 146
بچے کو دودھ پلانا(Breast-feeding)ماں پر واجب نہیں 147
سورۃ اَلتَّحْرِیْم 148
قسم کھانے کی شرعی حیثیت 149
دَم کرنا فرشتوں کی سنت ہے 151
سورۃ نُوْح 152
قبر کا عذاب(Torment of grave) برحق ہے: 152
انتقال کر جانے والوں(Deceaseds)کے لئے مغفرت کی دعا کرنی چاہیے: 153
سورۃ اَلْجِنّ 154
اولیاء کے لئے غیب کا علم نہ ماننے والوں کا رد: 155
سورۃ اَلْمُزَّمِّل 158

اُمّت کے حق میں تہجُّد کی فرضِیَّت منسوخ ہوچکی ہے: 158
زیادہ محبوب نمازِ داؤدی ہے 162
سورۃ اَلْقِیَامَۃ 163
حضور پُرنور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کسی مخلوق کے شاگرد نہیں: 163
سورۃ اَلدَّھر (اَلْاِنْسَان) 164
مَنَّت کی دو صورتیں: 164
انسان مختارِ مُطْلَق نہیں ہے: 166
سورۃ اَلْمُرْسَلٰت 167
قیامت کی تین علامتیں: 167
سورۃ اَلنّٰزِعَات 169
ہر کام وسیلے کے ذریعے ہونا اللہ تعالیٰ کا قانون ہے: 169
بعض اللہ تَعَالٰی کے نام مخلوق کے بھی نام ہوسکتے ہیں 169
سورۃ اَلتَّکْوِیْر 170
سورۃ اَلْاِنْشِقَاق 171
شَفَق (Twilight) سے کیا مراد ہے؟ 171
سجدہ تلاوت سے متعلق 8 شرعی مسائل: 172

سجدہ تلاوت کی شرائط (Conditions) 173
سورۃ اَلْبُرُوْج 174
سورۃ اَلطَّارِق 176
سورۃ اَلْاَعْلٰی 177
قرآنِ پاک کی آیات میں مفہومِ مخالف کا اعتبار نہیں ہوتا: 178
سورۃ اَللَّیْل 180
اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں سے دین و دنیا کی بھلائیاں طلب کرنا جائز ہے: 180
سورۃ اَلضُّحٰی 182
نمازِ چاشت کا شرعی حکم: 182
نمازِ چاشت کا وقت: 183
سورۃ اَلَمْ نَشْرَح 184
نماز کے بعد دعا کا حکم 184
مروجہ محافل و اجتماعات قابلِ توجہ ہیں 184
سورۃ اَلْعَلَق 187
تلاوت کرنے سے پہلے "بِسْمِ اللہ" پڑھنے کا شرعی حکم: 187
سورۃ اَلْبَیِّنَة 188

آسمانی کتابوں پر ان کے منسوخ ہونے کے بعد ان پر عمل کرنے کا شرعی حکم 189
سورۃ قُرَیْش 189
سورۂ قریش کی آیت نمبر3 سے حاصل ہونے والے مسائل: 189
کفار بھی شرعی عبادات کے مکَلَّف ہیں 190
سورۃ اَلْمَاعُوْن 192
سورۃ اَلْکَافِرُوْن 193
کفار سے دینی صلح کرنے کا شرعی حکم 195
کفار کے مذہبی اَیّام (Religious days) کی تعظیم کرنے کا شرعی حکم 195
سورۃ اَلْفَلَق 195
تعویذات (Amulets) سے متعلق ایک اہم شرعی مسئلہ: 196
سورۃ اَلنَّاس 198
وسوسہ اور اِلہام میں فرق: 198
ہماری اردو کتابیں: 200

ناشر کی طرف سے کچھ اہم باتیں

مختلف ممالک سے کئی لکھنے والے ہمیں اپنا سرمایہ ارسال فرمارہے ہیں جنھیں ہم شائع کر رہے ہیں۔ ہم یہ بتانا ضروری سمجھتے ہیں کہ ہماری شائع کردہ کتابوں کے مندرجات کی ذمہ داری ہم اس حد تک لیتے ہیں کہ یہ سب اہل سنت و جماعت سے ہے اور یہ ظاہر بھی ہے کہ ہر لکھاری کا تعلق اہل سنت سے ہے۔ دوسری جانب اکابرین اہل سنت کی جو کتابیں شائع کی جارہی ہیں تو ان کے متعلق کچھ کہنے کی حاجت ہی نہیں۔

پھر بات آتی ہے لفظی اور املائی غلطیوں کی تو جو کتابیں "ٹیم عبد مصطفی آفیشل" کی پیشکش ہوتی ہیں ان کے لیے ہم ذمہ دار ہیں اور وہ کتابیں جو ہمیں مختلف ذرائع سے موصول ہوتی ہیں، ان میں اس طرح کی غلطیوں کے حوالے سے ہم بری ہیں کہ وہاں ہم ہر ہر لفظ کی چھان پھٹک نہیں کرتے اور ہمارا کردار بس ایک ناشر کا ہوتا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ کئی کتابوں میں ایسی باتیں بھی ہوں کہ جن سے ہم اتفاق نہیں رکھتے۔ مثال کے طور پر کسی کتاب میں کوئی ایسی روایت بھی ہو سکتی ہے کہ تحقیق سے جس کا جھوٹا ہونا اب ثابت ہو چکا ہے لیکن اسے لکھنے والے نے عدم توجہ کی بنا پر نقل کر دیا یا کسی اور وجہ سے وہ کتاب میں آگئی جیسا کہ اہل علم پر مخفی نہیں کہ کئی وجوہات کی بنا پر ایسا ہوتا ہے۔ تو جیسا ہم نے عرض کیا کہ اگرچہ ہم اسے شائع کرتے ہیں لیکن اس سے یہ نہ سمجھا

جائے کہ ہم اس سے اتفاق بھی کرتے ہیں۔ایک مثال اور ہم اہل سنت کے مابین اختلافی مسائل کی پیش کرنا چاہتے ہیں کہ کئی مسائل ایسے ہیں جن میں علماے اہل سنت کا اختلاف ہے اور کسی ایک عمل کو کوئی حرام کہتا ہے تو دوسرا اس کے جواز کا قائل ہے۔ ایسے میں جب ہم ایک ناشر کا کردار ادا کر رہے ہیں تو دونوں کی کتابوں کو شائع کرنا ہمارا کام ہے لیکن ہمارا موقف کیا ہے، یہ ایک الگ بات ہے۔ ہم فریقین کی کتابوں کو اس بنیاد پر شائع کر سکتے ہیں کہ دونوں اہل سنت سے ہیں اور یہ اختلافات فروعی ہیں۔

اسی طرح ہم نے لفظی اور املائی غلطیوں کا ذکر کیا تھا جس میں تھوڑی تفصیل یہ بھی ملاحظہ فرمائیں کہ کئی الفاظ ایسے ہیں کہ جن کے تلفظ اور املا میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اب یہاں بھی کچھ ایسی ہی صورت بنے گی کہ ہم اگرچہ کسی ایک طریقے کی صحت کے قائل ہوں لیکن اس کے خلاف بھی ہماری اشاعت میں موجود ہو گا۔ اس فرق کو بیان کرنا ضروری تھا تاکہ قارئین میں سے کسی کو شبہ نہ رہے۔ ٹیم عبد مصطفی آفیشل کی علمی، تحقیقی اور اصلاحی کتابیں اور رسالے کئی مراحل سے گزرنے کے بعد شائع ہوتے ہیں لیکن اس کے باوجود ان میں بھی ایسی غلطیوں کا پایا جانا ممکن ہے لہذا اگر آپ انھیں پائیں تو ہمیں ضرور بتائیں تاکہ اس کی تصحیح کی جا سکے۔

پیش لفظ

اللہ جل مجدہ کا بے پناہ شکر کہ جس نے ہمیں بنی نوع انسان میں پیدا فرمایا وہ انسان جس کی رشد وہدایت کے لئے کتب سماویہ کا نزول اور انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا تاکہ وہ ان کتب اور انبیاء علیہم السلام سے استفادہ کرکے راہ نجات کی طرف گامزن ہوں اسی سلسلے کی ایک کڑی قرآن مجید، فرقان حمید، برھان رشید ہے جس میں ہر خشک و تر کا بیان ہے جس کا سمجھنا عجمی لوگوں کے لئے ترجمہ اور تفسیر کے بغیر ناممکن ہے لہذا دور حاضر میں انتہائی جامع اور متوسط تفسیر قرآن بنام صراط الجنان جس میں ترجمہ قرآن بنام کنزالعرفان مکتبہ المدینہ کراچی نے شائع کیا ہے ہم نے اسی قرآنی تفسیر سے فقط مسائل دینیہ کو اکٹھے کرنے کی کاوش کی ہے جس سے قارئین شرعی احکام جو بالوسطہ یا بلاواسطہ قرآنی آیات سے مستنبط ہیں ایک جگہ پر اکٹھے ملاحظہ فرما سکیں دوسرے لفظوں میں آپ کہہ سکتے ہیں کہ یہ قرآن کی تلاوت و مطالعہ فقہ حنفی کے مسائل کے ساتھ کیا گیا ہے، جس میں ہم نے قطع نظر شان نزول کے فقط آیت، اس کا ترجمہ اور پھر اس سے ماخوذ شرعی و دینی مسئلہ نقل کیا ہے لہذ جن آیات کے تحت تفسیر صراط الجنان میں شرعی مسئلہ بیان نہیں کیا گیا ہم نے ان آیات کا اہتمام نہں کیا، پہلے پانچ حصوں کے مقبولیت کے بعداب یہ چھٹا اور آخری حصہ آپ کے ہاتھ میں ہے اور

اللہ کے فضل و کرم سے مسائل صراط الجنان کے چھے حصے مکمل ہوئے ۔اللہ پاک ہماری یہ کاوش قبول فرمائے اور اہل علم حضرات سے گزارش ہے کہ اگر کوئی شرعی غلطی پائیں تو نیچے دیئے گے نمبر پر اطلاع دے کر شکریہ کا موقعہ فراہم کریں۔

خالد تسنیم المدنی

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

اسلامک ریسرچ اسکالر

Birmingham (UK)

تعارف صراط الجنان

قرآن کریم اہل اسلام اور پوری انسانیت کے لئے دنیا و آخرت کے تمام تر امور میں ہدایت و رہنمائی کا سرچشمہ ہے۔مگر اس کی برکات سے استفادہ اسی وقت ممکن ہے جب معلوم ہو کہ قرآن مجید میں کیا بیان ہوا ہے؟ جب اسلام کی نورانی کرنیں سرزمین عجم میں پہنچیں تو اہل عجم کو احکام قرآن کریم سمجھانے کے لیے علمائے دین نے دیگر زبانوں میں تفسیریں لکھیں بالخصوص اردو زبان کی ترقی کے پیشِ نظر علمائے پاک و ہند نے بھی کئی اُردو تفاسیر پیش کیں۔ تفسیر ''صراط الجنان فی تفسیر القرآن'' انہیں میں سے ایک ہے۔یہ تفسیر شیخ الحدیث و التفسیر حضرت علامہ مولانا مفتی ابو صالح محمد قاسم

عطاری مُدَّظِلُّہُ الْعَالِی کے برسہابرس کے مطالعہ اور انتھک محنت و کوشش کا ثمرہ ہے۔

اس تفسیر میں قدیم و جدید تفاسیر اور دیگر علوم اسلامیہ پر مشتمل کتب سے اخذ شدہ کلام شامل کیا گیا ہے۔ تفسیر زیادہ طویل ہے نہ بہت مختصر بلکہ متوسط (درمیانی) اور جامع ہے۔ قرآن مجید میں جہاں احکام و مسائل کا بیان ہے اُس مقام پر ضروری شرعی مسائل آسان انداز میں تحریر کیے گئے ہیں (جن کو ہم نے یہاں جمع کیا)۔ حسب موقع اعمال کی اصلاح اور معاشرتی برائیوں سے متعلق مفید مضامین شامل کیے گئے ہیں۔ اسلامی حُسن معاشرت پر کثیر اصلاحی مواد شامل کیا گیا ہے۔ مختلف مقامات پر عقائد اہلسنّت اور معمولاتِ اہلسنّت کی دلائل کے ساتھ وضاحت کی گئی ہے۔

Endorsement of
SHAYKH MOHAMMED AMAR
Founder & Author of As-Sirat Publications
(Derbyshire,UK)

Sayyiduna Abu Hurraira (Allah is pleased with him) narrated that the Messenger of Allah صلی اللہ علیہ والہ وسلم said,

..."The one who adheres to his religion on that day will be as if he were grasping a hot coal or a bundle of thorns." Musnad Ahmad

In the current climate of need and thirst for authentic and credible information, this book serves as a guiding light for the wayfarer in providing clarity on religious verdicts taken from the Noble Qur'an which are oft misconstrued.

Shaykh Khalid Tasneem Madani (may Allah Most High preserve him) deserves commendation for producing this essential and informative yet succinct publication for students embarking on their journey through the Qur'an. The Shaykh has diligently and academically taken difficult concepts, theologically challenging arguments and complex matters of jurisprudence from Siraat ul Jinaan fi Tafsiril Qur'an for all to benefit from in a systematic format.

This book serves as a essential primer for every soul searcher and student of knowledge. May Allah Most High accept the endeavours of Shaykh Khalid and make it a

means of light for him and the ummah of the Prophet

صلی اللہ علیہ والہ وسلم.

Mohammed Amar
7th Ramadhan, 1444
Wednesday 29th March, 2023

کلماتِ تحسین

قرآن مجید کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسانیت کی دنیاوی و اُخروی فلاح و ہدایت کے لیے حُضور خاتَم النبیین احمدِ مجتبیٰ محمدِ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم پر نازل فرمایا اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو اپنے آخری پیغام "قرآن" کا شارح بنا کر مبعوث فرمایا اور نبیٔ پاک صاحبِ لولاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے قرآن کریم کی وہی تفسیر فرمائی جو مقصود و مطلوبِ شریعت تھی اور اللہ کریم نے اس شرح کی تصدیق یوں فرمائی

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى (3) اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى (4)

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے، وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے

[پارہ نمبر ۲۷ سورہ النجم آیت ۳،۴]

نبی کریم رؤف الرحیم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے بعد یہ ذمہ داری اپنے خلفاء کو تفویض فرمائی

اور ارشاد فرمایا

فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الْمَهْدِيِّينَ الرَّاشِدِينَ

ترجمہ: "تم پر میری سنت اور میرے خلفاء کی سنت کی پیروی واجب ہے"

[سنن أبي داؤد،أبو داؤد سليمان بن الأشعت بن اسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو بن الأزدي السجستاني (م:٢٧٥ھ) باب فی لزوم السنة ، حديث نمبر ٤٦٠٧ المكتبه العصرية صيدا بيروت،قال الشيخ البانی،هذا حديث صحيح]

خلفاء اربعہ کے بعد اس کام کی زمہ داری کے حالات و واقعات کے مطابق قرآن کریم کی ہدایات کی روشنی میں امت مسلمہ کی رہنمائی فرمائیں علمائے کرام کو تفویض فرما دی، اور نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام نے اس ذمہ داری کو ان الفاظ میں بیان فرمایا

إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ

ترجمہ: علماء انبیاء کرام (علیہم السلام) کے وارث ہیں

[سنن الترمذي،محمد بن عيسى أبو عيسى الترمذي السلمي، دارإحياء التراث العربي بيروت، جلد،٥،صفحه،٤٨]

الحمد للہ ان حضرات نے اپنے اپنے وقت میں یہ ذمہ داری باحسن طریقے سے ادا فرمائی اور دورِ حاضر کے علماء کرام میں سے جو اپنی ذمہ داری بہترین انداز میں ادا فرما رہے ہیں ان حضرات میں سے ایک جگمگاتا نام " حضرت علامہ و مولانا خالد تسنیم

المدنی مدظلہ العالی" کا ہے جو امتِ مصطفیٰ کریم علیہ الصلاۃ والسلام کی خدمت میں ہر آئے دن اپنی منفرد تصنیفات پیش فرماتے رہتے ہیں۔

قبلہ محترم نے اس کتاب میں تفسیر صراط الجنان کی روشنی میں تمام مسائلِ شرعیہ کو یکجا فرما کر بنام "مسائل صراط الجنان علی مذھب النعمان" چھ جلدوں میں تصنیف فرمائی جس میں قرآنی مسائل نہایت عمدہ طریقے سے بیان کیئے گئے ہیں چونکہ انسان کی زندگی اس وقت ہی منظم ہو سکتی ہے جب شرعی احکام کے مطابق ہو انسانی فطرت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ شرعی احکامات اس پر لاگو کیئے جائیں اس لیے کہ سانس کی عدم موجودگی بدن کی موت اور روح کے بیکار ہونے کا باعث ہے اور شریعت کی عدم موجودگی روح اور دل کے فساد اور بدن کی ہلاکت کا موجب ہے انسان کسی چیز کا اتنا محتاج نہیں جتنا شریعتِ مطہرہ کا ہے قرآن کریم میں وہ تمام احکامات موجود ہیں جن کی انسان کو ضرورت ہے

چنانچہ اللہ تبارک وتعالی قرآنِ مجید فرقانِ حمید برہانِ رشید میں ارشاد فرماتا ہے

اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَ یَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ وَ الْبَغْیِ یَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ(۹۰)

ترجمہ کنزالایمان: بیشک اللہ حکم فرماتا ہے انصاف اور نیکی اور رشتہ داروں کے

دینے کا اور منع فرماتا بے حیائی اور بری بات اور سرکشی سے تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ تم دھیان کرو۔ [پارہ نمبر،۱۴، سورہ، النحل، آیت نمبر،۹۰]

ایک اور مقام پر ربِ ذوالجلال ارشاد فرماتا ہے

يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ

ترجمۂ کنزالایمان: وہ انہیں بھلائی کا حکم دے گا اور برائی سے منع کرے گا اور ستھری چیزیں ان کے لیے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا [پارہ نمبر،۹, سورہ اعراف، آیت نمبر،۱۵۷]

نیز فرمایا،

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَن يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَـًٔا ۚ وَمَن قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ إِلَىٰٓ أَهْلِهِۦٓ إِلَّآ أَن يَصَّدَّقُوا ۚ

ترجمۂ کنزالایمان: اور مسلمانوں کو نہیں پہنچتا کہ مسلمان کا خون کرے مگر ہاتھ بہک کر اور جو کسی مسلمان کو نادانستہ قتل کرے تو اس پر ایک مملوک مسلمان کا آزاد کرنا ہے اور خون بہا کر مقتول کے لوگوں کو سپرد کی جائے مگر یہ کہ وہ معاف کردیں۔ [پارہ نمبر۵, سورہ النساء، آیت نمبر،۹۲]

مذکورہ بالا اور اس طرح کی دیگر تمام آیات الاحکام کو محترم قبلہ خالد تسنیم المدنی صاحب نے یکجا فرمایا اور صراط الجنان کی روشنی میں احکامِ شرعیہ بیان فرما کر امتِ مصطفیٰ علیہ الصلاۃ والسلام پر احسانِ عظیم فرمایا امید ہے قارئین کرام اس کتاب سے خوب استفادہ حاصل کریں گئے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ حضرت صاحب کو اس سعی بلیغ پر اجرِ عظیم مرحمت فرمائے اور آپکی اس کاوشِ عظیمہ کو اپنی بارگاہ عالی میں قبولیت کے شرف سے مشرف فرمائے

اٰمین یارَبَّ العٰلمین بجاہ طٰہٰ و یٰسین ﷺ

خاکِ درِ حبیب (ﷺ)

سورۃ الزُّخْرُف

وَ قَالُوْا لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ ؕ مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۗ اِنْ هُمْ اِلَّا یَخْرُصُوْنَ(20)

ترجمہ: اورانہوں نے کہا: اگر رحمٰن چاہتا توہم ان (فرشتوں) کی عبادت نہ کرتے۔ انہیں در حقیقت اس کا کچھ علم ہی نہیں ۔ وہ صرف جھوٹ بول رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی مَشِیَّت اور رضا میں بہت فرق ہے:

یا درہے کہ اللہ تعالیٰ کی مَشِیَّت اور رضا میں بہت فرق ہے ،اس کائنات میں ہونے والی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی مَشِیَّت اوراس کے ارادے سے ہوتی ہے لیکن ایسا نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز سے راضی ہواور ہر چیز کے کرنے کا اللہ تعالیٰ حکم فرمائے ،اور اللہ تعالیٰ کی یہ شان ہر گز نہیں کہ وہ کفراور گناہ سے راضی ہو، لہٰذا کفراور گناہ کرنے والا یہ نہیں کہہ سکتا کہ اللہ تعالیٰ میرے ان اعمال سے راضی ہے یا میں اللہ تعالیٰ کے حکم کی وجہ سے کفراور گناہ میں مصروف ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے سامنے سعادت اور بدبختی دونوں کے راستے واضح فرمادیئے ہیں اوراسے محض مجبور اور بے بس نہیں بنایا بلکہ ان راستوں میں سے کسی ایک راستے پر چلنے کا اسے اختیار بھی دے دیا ہے ،اب انسان

کی اپنی مرضی ہے کہ وہ جس راستے کو چاہے اختیار کرے۔

بَلْ قَالُوْۤا اِنَّا وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا عَلٰۤى اُمَّةٍ وَّ اِنَّا عَلٰۤى اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ(22)

ترجمہ: بلکہ انہوں نے کہا: ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک دین پر پایا اور ہم ان کے نقشِ قدم پر ہی راہ پانے والے ہیں۔

شریعت کے مقابلے میں آباؤ اَجداد کے رسم و رواج (Tradition) کی پابندی کرنا بد ترین جرم ہے:

اس آیت سے معلوم ہوا کہ شریعت کے مقابلے میں باپ داداؤں کے رسم و رواج کی پابندی کرنا بد ترین جرم ہے جیسے آج کل بعض مسلمان شادی بیاہ یا مَرگ کے موقع پر ناجائز رسومات صرف اپنے پرانے باپ داداؤں کی پیروی میں مضبوط پکڑے ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت اور عقلِ سلیم عطا فرمائے، اٰمین۔

اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَیْهِ وَ جَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَؕ(59)

ترجمہ: عیسیٰ تو نہیں ہے مگر ایک بندہ جس پر ہم نے احسان فرمایا ہے اور ہم نے اسے بنی اسرائیل کے لیے ایک عجیب نمونہ بنایا۔

آیت ''اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ'' سے معلوم ہونے والے اَحکام:

اس آیت سے تین باتیں معلوم ہوئیں:

(1)…اس آیت میں ان عیسائیوں کا بھی رد ہے جو حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو خدایا خدا کا بیٹا مانتے ہیں اور ان یہودیوں کا بھی رد ہے جو آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی نبوت کے منکر ہیں۔

مقبول بندوں کی تعریف کرنا سنت الٰہی ہے

(2)…مقبول بندوں کی طرف داری اور تعریف کرنا اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔

(3)…اگر کسی محبوب بندے کو لوگ خدا بھی مان لیں تو ان لوگوں کی تردید میں اس مقبول بندے کی توہین نہ کی جائے بلکہ اس کی عظمت کو باقی رکھا جائے۔

وَ اِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَ اتَّبِعُوْنِ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ (61)

ترجمہ: اور بیشک عیسیٰ ضرور قیامت کی ایک خبر ہے تو ہرگز قیامت میں شک نہ کرنا اور میری پیروی کرنا۔ یہ سیدھا راستہ ہے۔

قیامت کے قریب حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا تشریف لانا برحق ہے:

اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا قیامت کے قریب آسمان سے زمین پر تشریف لانا برحق ہے کیونکہ ان کا آنا قیامت کی علامت ہے، لیکن یہ یاد رہے آپ کا وہ آنا سیّد المرسلین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی امت کا نبی بن کر نہیں بلکہ آپ

صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے امتی ہونے کی حیثیت سے ہو گا۔یہاں حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے آسمان سے نازل ہونے کے بارے میں 3 اَحادیث بھی ملاحظہ ہوں،

(1)...حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”اس ذات کی قسم !جس کے قبضے میں میری جان ہے،قریب ہے کہ تم میں حضرت ابنِ مریم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نازل ہوں گے جو انصاف پسند ہوں گے ،صلیب کو توڑیں گے ، خنزیر کو قتل کریں گے ، جِزیَہ مَوقوف کر دیں گے اور مال اتنا بڑھ جائے گا کہ لینے والا کوئی نہ ہو گا۔

(بخاری، کتاب البیوع، باب قتل الخنزیر، ۲/۵۰، الحدیث: ۲۲۲۲)

(2)...حضرت نواس بن سمعان کلابی رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضورِ اَقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا” (دجال ظاہر ہونے کے بعد) اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو بھیجے گا تو وہ جامع مسجد دمشق کے سفید مشرقی مینارے پر اس حال میں اتریں گے کہ انہوں نے ہلکے زرد رنگ کے دو حُلّے پہنے ہوں گے اور انہوں نے دو فرشتوں کے بازوؤں پر ہاتھ رکھے ہوں گے ،جب آپ سر نیچا کریں گے تو پانی کے قطرے ٹپک رہے ہوں گے اور جب آپ سر اٹھائیں گے تو موتیوں کی طرح سفید چاندی کے دانے جھڑ رہے ہوں گے۔

(مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، باب ذکر الدجال وصفتہ ومامعہ، ص۱۵۶۸، الحدیث: ۱۱۰(۲۱۳۷)، ابوداؤد،

اول کتاب الملاحم، باب ذکر خروج الدجال، ۴/۱۵۷، الحدیث: ۴۳۲۱)

(3)...حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، سیّد المرسَلین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”میرے اور حضرت عیسٰی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے درمیان کوئی نبی نہیں اور وہ (قیامت کے قریب آسمان سے) نازل ہوں گے، جب تم انہیں دیکھو گے تو پہچان لوگے، ان کا رنگ سرخی آمیز سفید ہو گا، قد درمیانہ ہو گا، وہ ہلکے زرد رنگ کے حُلّے پہنے ہوئے ہوں گے، ان پر تری نہیں ہوگی لیکن گویا ان کے سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے ہوں گے، وہ اسلام پر لوگوں سے قتال کریں گے، صلیب توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جِزیَہ مَوقوف کر دیں گے، اللہ تعالٰی ان کے زمانے میں اسلام کے سوا باقی تمام مذاہب کو مٹا دے گا، حضرت عیسٰی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام مسیح دجال کو ہلاک کریں گے، چالیس سال زمین میں قیام کرنے کے بعد وفات پائیں گے اور مسلمان ان کی نمازِ جنازہ پڑھیں گے۔

(ابوداؤد، اول کتاب الملاحم، باب ذکر خروج الدجال، ۴/۱۵۸، الحدیث: ۴۳۲۴)

قیامت کی 10 علامات:

قیامت کی ایک علامت اس آیت میں بیان ہوئی اور چند علامات اس حدیثِ پاک میں بیان ہوئی ہیں۔ چنانچہ حضرت حذیفہ بن اسید غفاری رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں، نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہمارے پاس اس دوران تشریف لائے جب ہم آپس میں

گفتگو کر رہے تھے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”تم کیا باتیں کر رہے تھے۔ ہم نے عرض کی: ہم قیامت کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے۔ ارشاد فرمایا ”اس وقت تک قیامت نہیں آئے گی جب تک تم اس کے بارے میں دس نشانیاں نہ دیکھ لو (1) دھواں (2) دجال (3) دابۃ الارض، (ایک عجیب و غریب شکل و صورت کا جانور) (4) سورج کا مغرب سے طلوع ہونا (5) حضرت عیسیٰ بن مریم کا نزول (6) یاجوج ماجوج (7) مشرق میں زمین دھنسنا (8) مغرب میں زمین دھنسنا (9) جزیرہ عرب میں زمین دھنسنا (10) یمن سے ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو ہنکا کر میدانِ محشر کی طرف لے آئے گی۔

(مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، باب فی الآیات التی تکون قبل الساعۃ، ص۱۵۵۱، الحدیث: ۳۹(۲۹۰۱))

سورۃ الدُّخَان

كَذٰلِكَ وَ اَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِیْنَ(28)

ترجمہ: ہم نے یونہی کیا اور ان چیزوں کا دوسری قوم کو وارث بنادیا۔

آیت ”كَذٰلِكَ وَ اَوْرَثْنٰهَا“ سے حاصل ہونے والی معلومات:

اس آیت سے دو باتیں معلوم ہوئیں،

کفار کے مکانات میں رہنے کا شرعی حکم

(1)…کفار کی بستیوں اور ان کے مکانات میں رہنا منع نہیں، ہاں جہاں عذابِ الٰہی آیا ہو وہاں رہنا منع ہے اور چونکہ فرعون کی قوم پر مصر میں عذاب نہ آیا بلکہ انہیں وہاں سے نکال کر دریا میں غرق کیا گیا لہٰذا مصر میں رہنا درست ہوا۔

(2)…فرعون اور اس کی قوم کی ہلاکت کے بعد مصر میں خود بنی اسرائیل آباد ہوئے تھے۔ اس کی تائید قرآنِ پاک کی ان آیات سے بھی ہوتی ہے، چنانچہ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اپنی قوم سے فرمایا:

”عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ یُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَ یَسْتَخْلِفَكُمْ فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرَ كَیْفَ تَعْمَلُوْنَ“(اعراف:۱۲۹)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: عنقریب تمہارا رب تمہارے دشمنوں کو ہلاک کردے گا اور

تمہیں زمین میں جانشین بنادے گا پھر وہ دیکھے گا کہ تم کیسے کام کرتے ہو۔

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

’’وَ اَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِیْنَ كَانُوْا یُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَ مَغَارِبَهَا الَّتِیْ بٰرَكْنَا فِیْهَاؕ-وَ تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ﳔ بِمَا صَبَرُوْاؕ-وَ دَمَّرْنَا مَا كَانَ یَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَ قَوْمُهٗ وَ مَا كَانُوْا یَعْرِشُوْنَ‘‘ (اعراف:۱۳۷)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور ہم نے اس قوم کو جسے دبایا گیا تھا اُس زمین کے مشرقوں اور مغربوں کا مالک بنادیا جس میں ہم نے برکت رکھی تھی اور بنی اسرائیل پر ان کے صبر کے بدلے میں تیرے رب کا اچھا وعدہ پورا ہوگیا اور ہم نے وہ سب تعمیرات برباد کردیں جو فرعون اور اس کی قوم بناتی تھی اور وہ عمارتیں جنہیں وہ بلند کرتے تھے۔

سورۃ اَلْجَاثِیَة

وَ قَالُوْا مَا هِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا نَمُوْتُ وَ نَحْیَا وَ مَا یُهْلِكُنَاۤ اِلَّا الدَّهْرُۚ وَ مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍۚ اِنْ هُمْ اِلَّا یَظُنُّوْنَ(24)

ترجمہ: اورانہوں نے کہا: زندگی تو صرف ہماری دنیاوی زندگی ہی ہے ، ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور ہمیں زمانہ ہی ہلاک کرتا ہے اور انہیں اس کا کچھ علم نہیں ،وہ صرف گمان دوڑاتے ہیں۔

زمانے کو برا کہنے کا شرعی حکم:

یہاں ایک مسئلہ یاد رکھیں کہ مصیبتوں اور تکلیفوں کو زمانے کی طرف منسوب کرنا اور ناگوار مصیبتیں آنے پر زمانے کو برا کہنا ممنوع ہے کیونکہ احادیث میں اس کی ممانعت آئی ہے۔چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ سے روایت ہے، حضور پر نور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ”آدم کی اولاد زمانے کو گالیاں دیتی ہے جبکہ زمانہ (کا خالق) میں ہوں ،رات اور دن میرے قبضے میں ہیں۔(بخاری، کتاب الادب، باب لاتسبّوا الدہر، ۴/۱۵۰، الحدیث:۶۱۸۱)

یہی آج کل کے دہریوں کی حالت ہے جو دَہر یعنی زمانے کی طرف ہی سب کچھ

منسوب کرتے ہیں اور خدا کا انکار کرتے ہیں، اگرچہ انہیں آج تک اس بات کی کوئی دلیل نہیں ملی کہ اگر کوئی خالق نہیں ہے تو مخلوق کیسے وجود میں آگئی؟ دہریے ابھی تک بے معنٰی و فضول تھیوریاں پیش کرنے میں لگے ہوئے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ قیامت تک دنیا کے وجود میں آنے کی کوئی توجیہ نہیں کرسکتے جب تک کہ خالقِ حقیقی کے وُجود کو تسلیم نہیں کریں گے۔

سورۃ اَلۡاَحۡقَاف

وَ یَوۡمَ یُعۡرَضُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا عَلَی النَّارِ ؕ اَذۡهَبۡتُمۡ طَیِّبٰتِکُمۡ فِیۡ حَیَاتِکُمُ الدُّنۡیَا وَ اسۡتَمۡتَعۡتُمۡ بِهَا ۚ فَالۡیَوۡمَ تُجۡزَوۡنَ عَذَابَ الۡهُوۡنِ بِمَا کُنۡتُمۡ تَسۡتَکۡبِرُوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ بِغَیۡرِ الۡحَقِّ وَ بِمَا کُنۡتُمۡ تَفۡسُقُوۡنَ ﴿20﴾

ترجمہ: اور جس دن کافر آگ پر پیش کیے جائیں گے (تو کہا جائے گا) تم اپنے حصے کی پاک چیزیں اپنی دنیا ہی کی زندگی میں فنا کرچکے اور ان سے فائدہ اٹھاچکے تو آج تمہیں ذلت کے عذاب کا بدلہ دیا جائے گا کیونکہ تم زمین میں ناحق تکبر کرتے تھے اور اس لیے کہ تم نافرمانی کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ لذیذ چیزوں سے فائدہ اٹھانے کی مذموم اور غیر مذموم صورتیں:

یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی لذیذ اور پسندیدہ حلال چیزوں کو حاصل کرنا اور ان سے نفع اٹھانا گناہ نہیں کیونکہ شریعت میں حلال اور طیب چیز کے حصول اور اس سے نفع اٹھانے کی اجازت دی گئی ہے اور نہ ہی ان چیزوں کا استعمال جائز اور حلال سمجھتے ہوئے انہیں ترک کرنا قابلِ مذمت ہے بلکہ مذموم یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے فائدہ اٹھائے اور ان کا شکر ادا نہ کرے، یا حرام ذریعے سے حاصل کر کے انہیں استعمال کرے، یا حلال چیزوں کی بجائے حرام چیزوں سے فائدہ اٹھائے، لہٰذا بعض بزرگانِ دین کا حلال و طیب، لذیذ اور عمدہ چیزوں کو استعمال کرنا مذموم نہیں کیونکہ وہ شریعت کی دی ہوئی اجازت پر عمل کر رہے ہوتے ہیں، اسی طرح بعض بزرگانِ دین کا ان چیزوں کے استعمال سے گریز کرنا بھی مذموم نہیں کیونکہ وہ ان کے ساتھ حرام جیسا سلوک نہیں کرتے بلکہ ان کا استعمال جائز و حلال سمجھتے ہوئے اپنے نفس کی اصلاح کے لئے ایسا کرتے ہیں، البتہ ان لوگوں کا طرزِ عمل ضرور مذموم ہے جو اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیزوں سے فائدہ اٹھانا اپنے اوپر حرام قرار دیتے ہوئے ان سے بچتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

”یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا ﳲ وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِؕ-اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ(۱۶۸)اِنَّمَا یَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَ الْفَحْشَآءِ وَ اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا

تَعْلَمُوْنَ ‘‘(بقرہ:۱۶۸،۱۶۹)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اے لوگو! جو کچھ زمین میں حلال پاکیزہ ہے اس میں سے کھاؤ اور شیطان کے راستوں پر نہ چلو، بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ وہ تمہیں صرف برائی اور بے حیائی کا حکم دے گا اور یہ (حکم دے گا) کہ تم اللہ کے بارے میں وہ کچھ کہو جو خود تمہیں معلوم نہیں۔

اور ارشاد فرمایا:

’’یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَ اشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ‘‘(بقرہ:۱۷۲)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اے ایمان والو! ہماری دی ہوئی ستھری چیزیں کھاؤ اور اللہ کا شکر ادا کرو اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو۔

اور ارشاد فرمایا:

’’یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَ لَا تَعْتَدُوْاؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ(۸۷) وَ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَیِّبًا۪ وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْۤ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ‘‘(مائدہ:۸۷،۸۸)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اے ایمان والو! ان پاکیزہ چیزوں کو حرام نہ قرار دو جنہیں

اللہ نے تمہارے لئے حلال فرمایا ہے اور حد سے نہ بڑھو۔ بیشک اللہ حد سے بڑھنے والوں کو ناپسند فرماتا ہے۔ اور جو کچھ تمہیں اللہ نے حلال پاکیزہ رزق دیا ہے اس میں سے کھاؤ اور اس اللہ سے ڈرو جس پر تم ایمان رکھنے والے ہو۔

اور ارشاد فرمایا:

”قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِیْنَةَ اللّٰهِ الَّتِیْۤ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَ الطَّیِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِؕ قُلْ هِیَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا خَالِصَةً یَّوْمَ الْقِیٰمَةِؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ“ (اعراف: ۳۲)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تم فرماؤ: اللہ کی اس زینت کو کس نے حرام کیا جو اس نے اپنے بندوں کے لئے پیدا فرمائی ہے؟ اور پاکیزہ رزق کو (کس نے حرام کیا؟) تم فرماؤ: یہ دنیا میں ایمان والوں کے لئے ہے، قیامت میں تو خاص انہی کے لئے ہوگا۔ ہم اسی طرح علم والوں کے لئے تفصیل سے آیات بیان کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں شریعت کے اَحکام اور مَقاصد کو سمجھنے اور اِعتدال کی راہ پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے اٰمین۔

سورۃ مُحَمَّد

اَلَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ صَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ (1)

ترجمہ: جنہوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا، اللہ نے ان کے اعمال برباد کردیئے۔

کفر نیک اعمال کی بربادی کا سبب ہے:

اس آیت سے معلوم ہوا کہ کفر نیک اعمال کی بربادی کا بہت بڑا سبب ہے۔ یاد رہے کہ جس طرح کفر کی حالت میں کئے گئے نیک اعمال باطل اور بے کار ہیں اور آخرت میں ان کا کوئی اجر و ثواب نہیں، اسی طرح ایمان کی حالت میں کئے گئے نیک اعمال بھی کفر کرنے کی صورت میں ضائع ہوجاتے ہیں اور ان کے ثواب سے بھی بندہ محروم کردیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

''وَ مَنْ یَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَیَمُتْ وَ هُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓىٕكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِۚ-وَ اُولٰٓىٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِۚ-هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ'' (بقرہ:۲۱۷)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور تم میں جو کوئی اپنے دین سے مرتد ہوجائے پھر کافر ہی مرجائے تو ان لوگوں کے تمام اعمال دنیا و آخرت میں برباد ہوگئے اور وہ

دوزخ والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

اور ارشاد فرماتا ہے:

’’قَدْ یَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِیْنَ مِنْكُمْ وَ الْقَآىٕلِیْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَیْنَاۚ-وَ لَا یَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِیْلًاۙ(۱۸) اَشِحَّةً عَلَیْكُمْ ۚۖ-فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاَیْتَهُمْ یَنْظُرُوْنَ اِلَیْكَ تَدُوْرُ اَعْیُنُهُمْ كَالَّذِیْ یُغْشٰى عَلَیْهِ مِنَ الْمَوْتِۚ-فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الْخَیْرِؕ-اُولٰٓىٕكَ لَمْ یُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْؕ-وَ كَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرًا‘‘ (احزاب:۱۸، ۱۹)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: بیشک اللہ تم میں سے ان لوگوں کو جانتا ہے جو دوسروں کو جہاد سے روکتے ہیں اور اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں: ہماری طرف چلے آؤ اور وہ لڑائی میں تھوڑے ہی آتے ہیں۔ تمہارے اوپر بخل کرتے ہوئے آتے ہیں پھر جب ڈر کا وقت آتا ہے تو تم انہیں دیکھو گے کہ تمہاری طرف یوں نظر کرتے ہیں کہ ان کی آنکھیں گھوم رہی ہیں جیسے کسی پر موت چھائی ہوئی ہو پھر جب ڈر کا وقت نکل جاتا ہے تو مالِ غنیمت کی لالچ میں تیز زبانوں کے ساتھ تمہیں طعنے دینے لگتے ہیں۔ یہ لوگ ایمان لائے ہی نہیں ہیں تو اللہ نے ان

کے اعمال برباد کر دیئے اور یہ اللہ پر بہت آسان ہے۔

لہٰذا مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ نیک اعمال کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے ایمان کی حفاظت کرنے کی بھی بھرپور کوشش کریں اور ہر ایسے قول اور فعل سے بچیں جس سے مسلمان کا ایمان ضائع ہو جاتا ہے

وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ اٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْۙ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَ اَصْلَحَ بَالَهُمْ (2)

ترجمہ: اور جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے اور اس پر ایمان لائے جو محمد پر اتارا گیا اور وہی ان کے رب کے پاس سے حق ہے تو اللہ نے ان کی برائیاں مٹا دیں اور ان کی حالتوں کی اصلاح فرمائی۔

آیت ”وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ“ سے حاصل ہونے والی معلومات:

اس آیت سے 3 باتیں معلوم ہوئیں:

(1)...قرآنِ مجید پر ایمان لانے کو جداگانہ ذکر کرنے سے معلوم ہوا کہ قرآنِ مجید کی شان انتہائی بلند ہے اور جن پر یہ قرآن نازل ہوا ہے ان کی شان بھی بہت عظیم ہے۔

ایمان کے لئے کسی ایک چیز کو ماننا کافی نہیں ہے

(2)...ایمان کے لئے ان تمام چیزوں کو ماننا ضروری ہے جو حضور پر نور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اللہ

تعالیٰ کی طرف سے لائے ہیں ، اگر کسی نے ان میں سے ایک کا بھی انکار کیا تو کافر ہو جائے گا۔

زمانۂ کفر کے گناہوں (حُقُوقُ الْعِباد) کا معاملہ:

(3)...ایمان سے زمانۂ کفر کے تمام گناہ مٹ جاتے ہیں، مگر نیکیاں باقی رہتی ہیں ۔ یاد رہے کہ سَیِّئات گناہوں کو کہتے ہیں جبکہ حُقُوقُ الْعِباد کو ضائع کرنا دوسری چیز ہے، اس لئے ایمان لانے سے زمانۂ کفر کے قرض وغیرہ معاف نہیں ہوں گے بلکہ نو مسلم نے کفر کے زمانہ میں بندوں کے جو حقوق تلف کئے ہوں گے وہ اسے بہر حال ادا کرنے ہوں گے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَ يُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ (7)

ترجمہ: اے ایمان والو! اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثابت قدمی عطا فرمائے گا۔

اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرنے کی 7 صورتیں:

اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرنے کی بہت سی صورتیں ہیں، ان میں سے 7 صورتیں درج ذیل ہیں۔

(1)...اللہ تعالیٰ کے دین کو غالب کرنے کیلئے دین کے دشمنوں کے ساتھ

زبان، قلم اور تلوار سے جہاد کرنا۔

(2)... دین کے دلائل کو واضح کرنا، ان پر ہونے والے شبہات کو زائل کرنا، دین کے احکام، فرائض، سُنَن، حلال اور حرام کی شرح بیان کرنا۔

(3)...نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا۔

(4)...دینِ اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں کوشش اور جدو جہد کرنا۔

(5)...وہ قابل اور مستند علماء جنہوں نے اپنی زندگیاں دین کی ترویج و اشاعت کے لئے وقف کی ہوئی ہیں، ان کے نیک مقاصد میں ان کا ساتھ دینا۔

(6)...نیک اور جائز کاموں میں اپنا مال خرچ کرنا۔

(7)...علماء اور مبلغین کی مالی خیر خواہی کر کے انہیں دین کی خدمت کے لئے فارغ البال بنانا۔

نوٹ: ان سات صورتوں کے علاوہ اور بھی بہت سی صورتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرنے میں داخل ہیں۔

بندوں سے مدد مانگنا (Seeking help) شرک نہیں:

یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ غنی اور بے نیاز ہے، اسے نہ بندوں کی مدد کی حاجت ہے اور نہ ہی وہ اپنے دین کی ترویج و اشاعت اور اسے غالب کرنے میں بندوں کی مدد کا محتاج ہے، یہاں جو بندوں کو اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرنے کا فرمایا گیا یہ در اصل ان کے

اپنے ہی فائدے کے لئے ہے کہ اس صورت میں انہیں اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل ہوگی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں ثابت قدمی نصیب ہوگی۔یہاں اسی حوالے سے مزید دو باتیں ملاحظہ ہوں،

(1)... اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے کی جائے اس میں کوئی دنیاوی مقصد پیش نظر نہ ہو۔

(2)...اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کی مدد لینا شرک نہیں ، کیونکہ جب بندوں کی مدد سے غنی اور بے نیاز رب تعالیٰ نے بندوں کو اپنے دین کی مدد کرنے کا فرمایا ہے تو عام بندے کا کسی سے مدد طلب کرنا کیوں شرک ہوگا؟

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ لَا تُبْطِلُوْۤا اَعْمَالَكُمْ (33)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور اپنے اعمال باطل نہ کرو۔

عمل کو باطل کرنا منع ہے:

اس آیت میں عمل کو باطل کرنے کی ممانعت فرمائی گئی ہے، لہٰذا آدمی جو عمل شروع کرے خواہ وہ نفلی نماز یا روزہ یا کوئی اور ہی عمل ہو، اس پر لازم ہے کہ اس کو باطل نہ کرے بلکہ اسے پورا کرے۔

سورۃ الفتح

لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُؕ وَ تُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِیْلًا (9)

ترجمہ: تاکہ (اے لوگو!) تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بیان کرو۔

تعظیم مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم شرک نہیں:

اسی سے معلوم ہوا کہ سیّد المرسلین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ادب و تعظیم کرنا شرک ہرگز نہیں ہے، جو لوگ اسے شرک کہتے ہیں ان کا یہ کہنا مردود ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ کیا خوب فرماتے ہیں:

شرک ٹھہرے جس میں تعظیمِ حبیب
اس بُرے مذہب پہ لعنت کیجئے

آیت ”لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُعَزِّرُوْهُ“ سے معلوم ہونے والے مسائل:

اس آیت سے 4 مسئلے معلوم ہوئے،

حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی اطاعت واجب ہے:

(1)... تمام مخلوق پر حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی اطاعت واجب ہے۔

(2)... ہمارا ایمان حضور پُر نور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بشارت و شہادت پر مَوقوف ہے نہ کہ حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ایمان۔

(3)...اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: معلوم ہوا کہ دین و ایمان مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی تعظیم کا نام ہے، جو ان کی تعظیم میں کلام کرے اصلِ رسالت کو باطل وبیکار کیا چاہتا ہے۔(فتاوی رضویہ،۱۵/۱۶۸)

(4)... سرکارِ دو عالَم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ہر وہ تعظیم جو خلافِ شرع نہ ہو، کی جائے گی کیونکہ یہاں تعظیم و توقیر کے لئے کسی قسم کی کوئی قید بیان نہیں کی گئی، اب وہ چاہے کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھنا ہو یا کوئی دوسرا طریقہ۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَؕ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْۚ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا یَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖۚ وَ مَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَیْهُ اللّٰهَ فَسَیُؤْتِیْهِ اَجْرًا عَظِیْمًا(10)

ترجمہ: بیشک جو لوگ تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں، ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے تو جس نے عہد توڑا تو وہ اپنی جان کے خلاف ہی عہد توڑتا ہے اور جس نے اللہ سے کئے ہوئے اپنے عہد کو پورا کیا تو بہت جلد اللہ اسے عظیم ثواب دے گا۔

آیت ’’اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ‘‘ سے معلوم ہونے والے مسائل:

اس سے 5 مسئلے معلوم ہوئے

(1)… حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایسا قرب حاصل ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے بیعت اللہ تعالیٰ سے بیعت ہے۔

(2)… بیعتِ رضوان والے تمام صحابۂ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمْ بڑی ہی شان والے ہیں۔

(3)… حضرت عثمان رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ بڑی شان والے ہیں کہ یہ بیعت انہیں کی وجہ سے ہوئی۔

بیعت کرنا سنتِ صحابۂ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمْ ہے

(4)… بزرگوں کے ہاتھ پر بیعت کرنا صحابۂ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمْ کی سنت ہے، خواہ بیعتِ اسلام ہو یا بیعتِ تقویٰ، یا بیعتِ توبہ، یا بیعتِ اعمال وغیرہ۔

بیعت کے وقت مصافحہ کا ثبوت

(5)… بیعت کے وقت مصافحہ بھی سنت سے ثابت ہے، البتہ عورتوں کو کلام کے ذریعے بیعت کیا جائے کیونکہ سرکارِ دوعالَم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے کبھی بھی بیعت کے لیے کسی غیر محرم عورت کے ساتھ مصافحہ نہیں کیا۔

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْیَا بِالْحَقِّۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ

الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَۙ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَ مُقَصِّرِيْنَۙ لَا تَخَافُوْنَؕ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا(27)

ترجمہ: بیشک اللہ نے اپنے رسول کا سچا خواب سچ کردیا۔ اگر اللہ چاہے تو تم ضرور مسجد حرام میں امن و امان سے داخل ہوگے، کچھ اپنے سروں کے بال منڈاتے ہوئے اور کچھ بال ترشواتے ہوئے، تمہیں کسی کا ڈر نہیں ہوگا۔ تو اللہ کو وہ معلوم ہے جو تمہیں معلوم نہیں تو اس نے مکے میں داخلے سے پہلے ایک نزدیک آنے والی فتح رکھی ہے۔

آیت "لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ" سے معلوم ہونے والے مسائل:

آیت کے اس حصے اور اس کے بعد والے حصے سے دو مسئلے معلوم ہوئے:

(1)...کبھی سارے حرم شریف کو مسجدِ حرام کہہ دیتے ہیں، یہاں ایسا ہی ہے کیونکہ خاص مسجد حرام شریف میں حاجی بال نہیں منڈاتے۔

حج میں حلق تقصیر سے افضل ہے:

(2)...حج وغیرہ میں بال منڈانا کتروانے سے افضل ہے کیونکہ یہاں اللہ تعالیٰ نے پہلے بال منڈانے کا ذکر فرمایا ہے۔

سورۃ اَلْحُجُرٰت

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اتَّقُوا اللّٰهَؕ-اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ(1)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ سننے والا، جاننے والا ہے۔

علماءِ کرام کے آگے چلنا بے ادبی ہے

علامہ اسماعیل حقی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: علماءِ کرام چونکہ انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے وارث ہیں اس لئے ان سے آگے بڑھنا بھی اس ممانعت میں داخل ہے اور اس کی دلیل حضرت ابو درداء رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی وہ روایت ہے جس میں آپ فرماتے ہیں: حضورِ اَقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مجھے حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کے آگے چلتے ہوئے دیکھا تو ارشاد فرمایا ”اے ابو دردائ! کیا تم اس کے آگے چلتے ہو جو تم سے بلکہ ساری دنیا سے افضل ہے۔ (روح البیان، الحجرات، تحت الآیۃ: ۱، ۹/۶۲)

یاد رہے کہ یہ ادب ان علماءِ کرام کے لئے ہے جو اہلِ حق اور با عمل ہیں کیونکہ یہی علماء درحقیقت انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے وارث ہیں جبکہ بدمذہبوں کے

علماء اور بے عمل عالِم اس ادب کے مستحق نہیں ہیں۔

قرآن شریف کی طرف پیٹھ نہ کرنے کی اصل:

بعض ادب والے لوگ بزرگوں یا قرآن شریف کی طرف پیٹھ نہیں کرتے، ان کے اس عمل کا ماٰخذ یہ آیت ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ(2)

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز پر اونچی نہ کرو اور ان کے حضور زیادہ بلند آواز سے کوئی بات نہ کہو جیسے ایک دوسرے کے سامنے بلند آواز سے بات کرتے ہو کہ کہیں تمہارے اعمال برباد نہ ہوجائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔

آیت ''لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ'' سے متعلق 3 اہم باتیں

یہاں اس آیت سے متعلق 3 اہم باتیں ملاحظہ ہوں:

کیا آواز بلند نہ کرنے کا حکم فقط ظاہری حیاتِ مبارکہ کے ساتھ ہی خاص ہے؟

(1)...بارگاہِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا جو ادب و احترام اس آیت میں بیان ہوا، یہ آپ کی ظاہری حیاتِ مبارکہ کے ساتھ ہی خاص نہیں ہے بلکہ آپ کی وفاتِ ظاہری سے لے

کر تا قیامت بھی یہی ادب و احترام باقی ہے۔ مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: اب بھی حاجیوں کو حکم ہے کہ جب روضۂ پاک پر حاضری نصیب ہو توسلام بہت آہستہ کریں اور کچھ دور کھڑے ہوں بلکہ بعض فُقہانے تو حکم دیا ہے کہ جب حدیثِ پاک کا درس ہو رہا ہو تو وہاں دوسرے لوگ بلند آواز سے نہ بولیں کہ اگرچہ بولنے والا (یعنی حدیثِ پاک کا درس دینے والا) اور ہے مگر کلام تو رسولُ اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ہے۔ (شان حبیب الرحمٰن، ص۲۲۵)

بارگاہِ رسالت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میں آواز بلند کرنے کا شرعی حکم:

(2)... بارگاہِ رسالت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میں ایسی آواز بلند کرنا منع ہے جو آپ کی تعظیم و توقیر کے بر خلاف ہے اور بے ادبی کے زُمرے میں داخل ہے اور اگر اس سے بے ادبی اور توہین کی نیت ہو تو یہ کفر ہے، لہٰذا جنگ کے دوران یا اَشعار کی صورت میں کفار کی مذمت بیان کرنے کے دوران صحابۂ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُم کی جو آوازیں بلند ہوئیں وہ اس آیت میں داخل نہیں کیونکہ یہ تعظیم و توقیر کے خلاف نہ تھیں بلکہ بعض مقامات پر نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی اجازت سے تھیں، اسی طرح اذان کے وقت جو آواز بلند ہوئی وہ بھی اس میں داخل نہیں کیونکہ اذان ہوتی ہی بلند آواز سے ہے۔

علماءِ کرام انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے وارث ہیں

(3)... علماءِ کرام کی مجالس میں بھی آواز بلند کرنا ناپسندیدہ ہے کیونکہ یہ انبیاءِ کرام

عَلَیْهِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے وارث ہیں۔(قرطبی، الحجرات، تحت الآیۃ:۲، ۸/۲۲۰، الجزء السادس عشر)

وَ اِنْ طَآىِٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَاۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰى تَفِیْٓءَ اِلٰۤى اَمْرِ اللّٰهِۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَ اَقْسِطُوْاؕ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ(9)

ترجمہ: اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو تم ان میں صلح کرادو پھر اگر ان میں سے ایک دوسرے پر زیادتی کرے تو اس زیادتی کرنے والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف پلٹ آئے پھر اگر وہ پلٹ آئے تو انصاف کے ساتھ ان میں صلح کروادو اور عدل کرو، بیشک اللہ عدل کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔

آیت ”وَ اِنْ طَآىِٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا“ سے حاصل ہونے والے مسائل:

اس آیت سے پانچ باتیں معلوم ہوئیں،

گناہ سے انسان کافر نہیں ہوتا:

(1)...جنگ وجِدال گناہ ہے، مگر یہاں دونوں فریقوں کو مومن فرمایا گیا، اس سے معلوم ہوا کہ گناہ کفر نہیں ہے۔

مسلمانوں میں صلح کرانا رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سنت ہے

(2)... مسلمانوں میں صلح کرانا حضورِ اَقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سنت اور اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے۔

کون سی صلح کروانا سنت ہے؟

البتہ یاد رہے کہ مسلمانوں میں وہی صلح کروانا جائز ہے جو شریعت کے دائرے میں ہو جبکہ ایسی صلح جو حرام کو حلال اور حلال کو حرام کر دے وہ جائز نہیں ہے، جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضورِ اَقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا "مسلمانوں کے مابین صلح کروانا جائز ہے مگر وہ صلح (جائز نہیں) جو حرام کو حلال کر دے یا حلال کو حرام کر دے۔ (ابوداؤد، کتاب الاقضیۃ، باب فی الصلح، ۳/۴۲۵، الحدیث: ۳۵۹۴)

اس سے ان لوگوں کو نصیحت حاصل کرنی چاہئے جو عورت کو تین طلاقیں ہو جانے کے باوجود شوہر اور بیوی سے یہ کہتے ہیں کہ کوئی بات نہیں، تم سے جو غلطی ہوئی اسے اللہ تعالیٰ معاف کر دے گا اس لئے تم اب آپس میں صلح کر لو، حالانکہ تین طلاقوں کے بعد وہ عورت اللہ تعالیٰ اور رسولِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے اَحکام کے مطابق اپنے شوہر پر حرام ہو چکی ہے اور صرف صلح کر لینے سے یہ حرام حلال نہیں ہو سکتا، تو ان کا یہ صلح کروانا حرام کو حلال کرنے کی کوشش کرنا ہے اور یہ ہرگز جائز نہیں ہے اور ایسی صلح کروانے والے خود بھی گناہگار ہوں گے اور اس صلح کے بعد وہ مرد و عورت شوہر اور بیوی والا

جو تعلق قائم کریں گے اس کا گناہ انہیں بھی ہو گا کیونکہ ان کے لئے اب وہ تعلق قائم کرنا حرام ہے اور یہ چونکہ حرام کام میں ان کی مدد کر رہے اور اس کی ترغیب دے رہے ہیں تو اس کے گناہ میں یہ بھی شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو عقلِ سلیم عطا فرمائے اور شریعت کی حدود میں رہتے ہوئے مسلمانوں کے درمیان صلح کروانے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

(3)...غلط فہمی کی وجہ سے بادشاہِ اسلام کی مخالفت یا اس سے جنگ کرنے والا کافر اور فاسق نہیں بلکہ مومن ہے۔

(4)...سلطانِ اسلام باغیوں سے جنگ کرے یہاں تک کہ وہ اپنی بغاوت سے باز آجائیں۔

(5)... یہ جنگ جہاد نہ ہوگی، نہ ان باغیوں کا مال غنیمت ہو گا، نہ ان کے قیدی لونڈی غلام بنائے جائیں گے بلکہ ان کا زور توڑ کر ان سے برادرانہ سلوک کیا جائے گا۔

صحابۂ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُم اور ان کے باہمی اختلافات سے متعلق نہایت اَہم باتیں:

اس آیت کے شانِ نزول (جو کہ کسی بھی مستند تفسیر کی کتاب سے دیکھا جا سکتا ہے) اہلِ ایمان کے اختلاف کا بھی ذکر ہوا، اسی مناسبت سے یہاں صحابۂ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُم اور ان کے باہمی اختلافات سے متعلق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان

رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے کلام سے 8 اَہم باتوں کا خلاصہ ملاحظہ ہو،

(1)… تابعین سے لے کر قیامت تک امت کا کوئی بڑے سے بڑ اولی کسی کم مرتبے والے صحابی کے رتبہ تک نہیں پہنچ سکتا۔

(2)…اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں جو قرب صحابۂ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُم کو حاصل ہے وہ کسی دوسرے امتی کو مُیَسَّر نہیں اور جو بلند درجات یہ پائیں گے وہ کسی اور امتی کو نہ ملیں گے۔

(3)…اہلسنّت کے خواص اور عوام پہلے سے آخری درجے تک کے تمام صحابۂ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُم کو انتہاء درجے کا نیک اور متقی جانتے ہیں اور ان کے اَحوال کی تفاصیل کہ کس نے کس کے ساتھ کیا کیا اور کیوں کیا، اس پر نظر کرنا حرام مانتے ہیں۔

(4)…اگر صحابۂ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُم میں سے کسی کا کوئی ایسا فعل منقول ہے جو کم نظر کی آنکھ میں ان کی شان سے قدرے گرا ہوا ہو اور اس میں کسی کو اعتراض کرنے کی گنجائش ملے تو (اس کے بارے میں اہلسنت کے علماء اور عوام کا طرزِ عمل یہ ہے کہ وہ) اس کا اچھا مَحمل بیان کرتے ہیں، اسے ان کے قلبی اخلاص اور اچھی نیت پر محمول کرتے ہیں، اللہ تعالٰی کا سچا فرمان ''رَضِیَ اللہ عَنْہُمْ'' سن کر دل کے آئینے میں تفتیش کے زنگ کو جگہ نہیں دیتے اور حقیقی اَحوال کی تحقیق کے نام کا میل کچیل، دل کے

آئینے پر چڑھنے نہیں دیتے۔

(5)... صحابۂ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُم کے رتبے ہماری عقل سے وراء ہیں، پھر ہم اُن کے معاملات میں کیسے دخل دے سکتے ہیں اور ان میں صورۃً جو تنازعات اور اختلافات واقع ہوئے ہم ان کا فیصلہ کرنے والے کون ہیں؟ ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا کہ ہم ایک کی طرف داری میں دوسرے کو برا کہنے لگیں، یا ان جھگڑوں میں ایک فریق کو دنیا طلب ٹھہرائیں، بلکہ یقین سے جانتے ہیں کہ وہ سب دین کی مَصلحتوں کے طلبگار تھے، اسلام اور مسلمانوں کی سربلندی ان کا نَصبُ العَین تھی، پھر وہ مُجتہد بھی تھے، توجس کے اجتہاد میں جو بات اللہ تعالیٰ کے دین اور تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شریعت کے لیے زیادہ مَصلحت آمیز اور مسلمانوں کے اَحوال سے مناسب تر معلوم ہوئی، اس نے اسے اختیار کیا، اگرچہ اجتہاد میں خطا ہوئی اور ٹھیک بات ذہن میں نہ آئی لیکن وہ سب حق پر ہیں اور سب واجبُ الاحترام ہیں، ان کا حال بالکل ایسا ہے جیسا دین کے فروعی مسائل میں خود علماءِ اہلسنت بلکہ ان کے مُجتہدین مثلاً امامِ اَعظم ابو حنیفہ اور امامِ شافعی وغیرہما رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُم کے اختلافات ہیں۔

(6)... مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ ان جھگڑوں کے سبب صحابۂ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُم میں ایک دوسرے کو نہ گمراہ فاسق جانیں اور نہ ہی ان میں سے کسی کے دشمن ہوں بلکہ مسلمانوں کو تو یہ دیکھنا چاہیے کہ سب صحابۂ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُم

آقائے دو عالَم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے جاں نثار اور سچے غلام ہیں، اللہ تعالیٰ اور رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بارگاہوں میں مُعَظَّم و مُعَزَّز اور آسمانِ ہدایت کے روشن ستارے ہیں۔

صحابۂ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہم معصوم نہیں ہیں:

(7)... صحابۂ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُم کے بارے میں یاد رکھنا چاہئے کہ وہ انبیاء اور فرشتے نہ تھے کہ گناہ سے معصوم ہوں، ان میں سے بعض حضرات سے لغزشیں صادر ہوئیں مگر ان کی کسی بات پر گرفت اللہ تعالیٰ اور رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے اَحکام کے خلاف ہے۔

(8)...اللہ تعالیٰ نے سورۂ حدید میں سیّد المرسلین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے صحابۂ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُم کی دو قسمیں بیان فرمائی ہیں

(1) مَنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ۔(2) اَلَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْا

یعنی صحابۂ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُم کی ایک قسم وہ ہے کہ فتحِ مکہ سے پہلے مُشَرَّف با یمان ہوئے، اس وقت راہِ خدا میں مال خرچ کیا اور جہاد کیا جب ان کی تعداد بھی بہت کم تھی اور وہ ہر طرح کمزور بھی تھے، انہوں نے اپنے اوپر شدید مجاہدے گوارا کر کے اور اپنی جانوں کو خطروں میں ڈال ڈال کر بے دریغ اپنا سرمایہ اسلام کی خدمت کی نذر کر دیا، یہ حضرات مہاجرین و اَنصار میں سے سابقین اَوّلین ہیں۔ دوسری قسم وہ

ہے کہ فتحِ مکہ کے بعد ایمان لائے، اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیا اور جہاد میں حصہ لیا۔ ان ایمان والوں نے اس وقت اِس اخلاص کا ثبوت مالی اور جنگی جہاد سے دیا جب اسلامی سلطنت کی جڑ مضبوط ہو چکی تھی اور مسلمان کثرتِ تعداد اور جاہ و مال، ہر لحاظ سے بڑھ چکے تھے۔ اجرِ ان کا بھی عظیم ہے لیکن ظاہر ہے کہ اُن سابقون اَوّلون والوں کے درجہ کا نہیں، اسی لیے قرآنِ عظیم نے اُن پہلوں کو اِن بعد والوں پر فضیلت دی اور پھر فرمایا:

''كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى''

ان سب سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا،

کہ اپنے اپنے مرتبے کے لحاظ سے سب ہی کو اجر ملے گا، محروم کوئی نہ رہے گا۔ اور جن سے بھلائی کا وعدہ کیا ان کے حق میں فرماتا ہے:

''اُولٰٓىٕكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ'' (انبیاء: ۱۰۱)

وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں۔

''لَا یَسْمَعُوْنَ حَسِیْسَهَا'' (انبیاء: ۱۰۲)

وہ جہنم کی بھنک تک نہ سنیں گے۔

''وَ هُمْ فِیْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ'' (انبیاء: ۱۰۲)

وہ ہمیشہ اپنی من مانتی جی بھاتی مرادوں میں رہیں گے۔

”لَا یَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ“ (انبیاء: ۱۰۳)

قیامت کی وہ سب سے بڑی گھبراہٹ انہیں غمگین نہ کرے گی۔

”وَ تَتَلَقّٰهُمُ الْمَلٰٓىٕكَةُ“ (انبیاء: ۱۰۳)

فرشتے ان کا استقبال کریں گے۔

”هٰذَا یَوْمُكُمُ الَّذِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ“ (انبیاء: ۱۰۳)

یہ کہتے ہوئے کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا۔

رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ہر صحابی کی یہ شان اللہ تعالی بتاتا ہے، تو جو کسی صحابی پر اعتراض کرے وہ اللہ واحد قہار کو جھٹلاتا ہے، اور ان کے بعض معاملات کو جن میں اکثر جھوٹی حکایات ہیں، اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مقابل پیش کرنا اہلِ اسلام کا کام نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ حدید کی اسی آیت میں اس کا منہ بھی بند کردیا کہ صحابۂ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُم کے دونوں گروہوں سے بھلائی کا وعدہ کرکے ساتھ ہی ارشاد فرمادیا:

”وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ“ (حدید: ۱۰)

اور اللہ کو خوب خبر ہے جو تم کرو گے۔

اس کے باوجود اس نے تمہارے اعمال جان کر حکم فرمادیا کہ وہ تم سب سے بے عذاب جنت اور بے حساب کرامت و ثواب کا وعدہ فرما چکا ہے، تو اب دوسرے کو کیا حق رہا کہ ان کی کسی بات پر اعتراض کرے، کیا اعتراض کرنے والا، اللہ تعالیٰ سے جدا

اپنی مستقل حکومت قائم کرنا چاہتا ہے، اس بیان کے بعد جو کوئی کچھ بکے وہ اپنا سر کھائے اور خود جہنم میں جائے۔ (فتاوی رضویہ، ۲۹/۳۶۳-۳۵۷، ملخصًا)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَ لَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (11)

ترجمہ: اے ایمان والو! مرد دوسرے مردوں پر نہ ہنسیں، ہوسکتا ہے کہ وہ ان ہنسنے والوں سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں دوسری عورتوں پر ہنسیں، ہوسکتا ہے کہ وہ ان ہنسنے والیوں سے بہتر ہوں اور آپس میں کسی کو طعنہ نہ دو اور ایک دوسرے کے برے نام نہ رکھو، مسلمان ہونے کے بعد فاسق کہلانا کیا ہی برا نام ہے اور جو توبہ نہ کریں تو وہی ظالم ہیں۔

عورتوں کا آپس میں مذاق کرنے کا شرعی حکم:

آیتِ مبارکہ میں عورتوں کا جداگانہ ذکر اس لئے کیا گیا کہ عورتوں میں ایک دوسرے کا مذاق اُڑانے اور اپنے آپ کو بڑا جاننے کی عادت بہت زیادہ ہوتی ہے، نیز آیتِ مبارکہ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ عورتیں کسی صورت آپس میں ہنسی مذاق نہیں کر

سکتیں بلکہ چند شرائط کے ساتھ ان کا آپس میں ہنسی مذاق کرنا جائز ہے، جیسا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: (عورتوں کی ایک دوسرے سے) جائز ہنسی جس میں نہ فحش ہو نہ ایذائے مُسلم، نہ بڑوں کی بے ادبی، نہ چھوٹوں سے بدلحاظی، نہ وقت ومحل کے نظر سے بے موقع، نہ اس کی کثرت اپنی ہمسر عورتوں سے جائز ہے۔(فتاوی رضویہ، ۱۹۴/۲۳)

مذاق اُڑانے کا شرعی حکم:

مذاق اُڑانے کا شرعی حکم بیان کرتے ہوئے حضرت علامہ عبد المصطفٰی اعظمی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: اہانت اور تحقیر کیلئے زبان یا اشارات، یا کسی اور طریقے سے مسلمان کا مذاق اڑانا حرام و گناہ ہے کیونکہ اس سے ایک مسلمان کی تحقیر اور اس کی ایذاء رسانی ہوتی ہے اور کسی مسلمان کی تحقیر کرنا اور دکھ دینا سخت حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔(جہنم کے خطرات، ص۱۷۳)

کثیر اَحادیث میں اس فعل سے ممانعت اور اس کی شدید مذمت اور شناعت بیان کی گئی ہے، جیسا کہ حضرت عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”اپنے بھائی سے نہ جھگڑا کرو، نہ اس کا مذاق اڑاؤ، نہ اس سے کوئی ایسا وعدہ کرو جس کی خلاف ورزی کرو۔

(ترمذی، کتاب البرّ والصّلۃ، باب ماجاء فی المرائ، ۴۰۰/۳، الحدیث:۲۰۰۲)

اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنۡھَا سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”میں کسی کی نقل اتارنا پسند نہیں کرتا اگرچہ اس کے بدلے میں مجھے بہت مال ملے۔ (ابوداؤد، کتاب الادب، باب فی الغیبۃ، ۴/۳۵۳، الحدیث:۴۸۷۵)

حضرت حسن رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنۡہُ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”قیامت کے دن لوگوں کا مذاق اڑانے والے کے سامنے جنت کا ایک دروازہ کھولا جائے گا اور کہا جائے گا کہ آؤ آؤ، تو وہ بہت ہی بے چینی اور غم میں ڈوبا ہوا اس دروازے کے سامنے آئے گا مگر جیسے ہی وہ دروازے کے پاس پہنچے گا وہ دروازہ بند ہو جائے گا، پھر ایک دوسرا جنت کا دروازہ کھلے گا اور اس کو پکارا جائے گا: آؤ یہاں آؤ، چنانچہ یہ بے چینی اور رنج و غم میں ڈوبا ہوا اس دروازے کے پاس جائے گا تو وہ دروازہ بند ہو جائے گا، اسی طرح اس کے ساتھ معاملہ ہوتا رہے گا یہاں تک کہ دروازہ کھلے گا اور پکار پڑے گی تو وہ ناامیدی کی وجہ سے نہیں جائے گا۔ (اس طرح وہ جنت میں داخل ہونے سے محروم رہے گا) (موسوعۃ ابن ابی دنیا، الصّمت وآداب اللّسان، باب مانہی عنہ العباد ان یسخر... الخ، ۷/۱۸۳، الحدیث:۲۸۷)

حضرت علامہ عبدالمصطفٰی اعظمی رَحۡمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ فرماتے ہیں: کسی کو ذلیل کرنے کے لیے اور اس کی تحقیر کرنے کے لیے اس کی خامیوں کو ظاہر کرنا، اس کا مذاق اڑانا، اس کی نقل اتارنا یا اس کو طعنہ مارنا یا عار دلانا یا اس پر ہنسنا یا اس کو بُرے بُرے

اَلقاب سے یاد کرنا اور اس کی ہنسی اُڑانا مثلاً آج کل کے بَزَعمِ خود اپنے آپ کو عُرفی شُرفاء کہلانے والے کچھ قوموں کو حقیر و ذلیل سمجھتے ہیں اور محض قومیّت کی بنا پر ان کا تَمَسْخُر اور اِستہزاء کرتے اور مذاق اڑاتے رہتے ہیں اور قِسم قسم کے دل آزار اَلقاب سے یاد کرتے رہتے ہیں، کبھی طعنہ زنی کرتے ہیں، کبھی عار دلاتے ہیں، یہ سب حرکتیں حرام و گناہ اور جہنم میں لے جانے والے کام ہیں۔ لہٰذا ان حرکتوں سے توبہ لازم ہے، ورنہ یہ لوگ فاسق ٹھہریں گے۔ اسی طرح سیٹھوں اور مالداروں کی عادت ہے کہ وہ غریبوں کے ساتھ تَمَسْخُر اور اہانت آمیز القاب سے ان کو عار دلاتے اور طعنہ زنی کرتے رہتے ہیں اور طرح طرح سے ان کا مذاق اڑایا کرتے ہیں جس سے غریبوں کی دل آزاری ہوتی رہتی ہے، مگر وہ اپنی غُربَت اور مُفلسی کی وجہ سے مالداروں کے سامنے دَم نہیں مار سکتے۔ ان مالداروں کو ہوش میں آجانا چاہیے کہ اگر وہ اپنے ان کَرتُوتوں سے توبہ کرکے باز نہ آئے تو یقیناوہ قہرِ قہّار و غضبِ جبّار میں گرفتار ہو کر جہنم کے سزاوار بنیں گے اور دنیا میں ان غریبوں کے آنسو قہرِ خداوندی کا سیلاب بن کر ان مالداروں کے محلات کو خَس و خاشاک کی طرح بہالے جائیں گے۔ (جہنم کے خطرات، ص۱۷۶-۱۷۵)

خوش طبعی کرنے کا شرعی حکم:

یاد رہے کہ کسی شخص سے ایسا مذاق کرنا حرام ہے جس سے اسے اَذِیَّت پہنچے البتہ ایسا مذاق جو اسے خوش کر دے، جسے خوش طبعی اور خوش مزاجی کہتے ہیں، جائز ہے،

بلکہ کبھی کبھی خوش طبعی کرنا سنت بھی ہے جیسا کہ مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں ”حضور پُرنور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے کبھی کبھی خوش طبعی کرنا ثابت ہے، اسی لیے علماءِ کرام فرماتے ہیں کہ کبھی کبھی خوش طبعی کرنا سنتِ مُستحبہ ہے۔(مراٰۃ المناجیح، ۶/ ۴۹۳-۴۹۴)

امام محمد غزالی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: اگر تم اس بات پر قادر ہو کہ جس پر نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور صحابۂ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُم قادر تھے کہ مزاح (یعنی خوش طبعی) کرتے وقت صرف حق بات کہو، کسی کے دل کو اَذِیَّت نہ پہنچاؤ، حد سے نہ بڑھو اور کبھی کبھی مزاح کرو تو تمہارے لئے بھی کوئی حرج نہیں لیکن مزاح کو پیشہ بنالینا بہت بڑی غلطی ہے۔(احیاء علوم الدین، کتاب آفات اللّسان، الآفۃ العاشرۃ المزاح، ۳/۱۵۹)

مزید فرماتے ہیں: وہ مزاح ممنوع ہے جو حد سے زیادہ کیا جائے اور ہمیشہ اسی میں مصروف رہا جائے اور جہاں تک ہمیشہ مزاح کرنے کا تعلق ہے تو اس میں خرابی یہ ہے کہ یہ کھیل کود اور غیر سنجیدگی ہے، کھیل اگرچہ (بعض صورتوں میں) جائز ہے لیکن ہمیشہ اسی کام میں لگ جانا مذموم ہے اور حد سے زیادہ مزاح کرنے میں خرابی یہ ہے کہ اس کی وجہ سے زیادہ ہنسی پیدا ہوتی ہے اور زیادہ ہنسنے سے دل مردہ ہوجاتا ہے، بعض اوقات دل میں بُغض پیدا ہوجاتا ہے اور ہَیبَت و وقار ختم ہوجاتا ہے، لہٰذا جو مزاح ان اُمور سے خالی ہو وہ قابلِ مذمت نہیں، جیسا کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”بے

شک میں بھی مزاح کرتا ہوں اور میں (خوش طبعی میں) سچی بات ہی کہتا ہوں۔(معجم الاوسط، باب الالف، من اسمہ: احمد، ۱/۲۸۳، الحدیث: ۹۹۵)

لیکن یہ بات تو آپ کے ساتھ خاص تھی کہ مزاح بھی فرماتے اور جھوٹ بھی نہ ہوتا لیکن جہاں تک دوسرے لوگوں کا تعلق ہے تو وہ مزاح اسی لئے کرتے ہیں کہ لوگوں کو ہنسائیں خواہ جس طرح بھی ہو، اور (اس کی وعید بیان کرتے ہوئے) نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا "ایک شخص کوئی بات کہتا ہے جس کے ذریعے وہ اپنے ہم مجلس لوگوں کو ہنساتا ہے، اس کی وجہ سے ثُرَیّا ستارے سے بھی زیادہ دور تک جہنم میں گرتا ہے۔(مسند امام احمد، مسند ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ، ۳/۳۶۶، الحدیث: ۹۲۳۱، احیاء علوم الدین، کتاب آفات اللسان، الآفۃ العاشرۃ المزاح، ۳/۱۵۸)

اللہ تعالیٰ ہمیں جائز خوش طبعی کرنے اور ناجائز خوش طبعی سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

برے نام رکھنے سے کیا مراد ہے؟

بعض علماء نے فرمایا "برے نام رکھنے سے مراد کسی مسلمان کو کتا، یا گدھا، یا سور کہنا ہے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ اس سے وہ اَلقاب مراد ہیں جن سے مسلمان کی برائی نکلتی ہو اور اس کو ناگوار ہو (لیکن تعریف کے القاب جو سچے ہوں ممنوع نہیں، جیسے کہ حضرت ابوبکر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کا لقب عتیق اور حضرت عمر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ

کا فاروق اور حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کا ذوالنُّورَین اور حضرت علی رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کا ابوتُراب اور حضرت خالد رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کا سَیْفُ اللہ تھا) اور جو اَلقاب گویا کہ نام بن گئے اور اَلقاب والے کو ناگوار نہیں وہ القاب بھی ممنوع نہیں ، جیسے اَعْمَش اور اَعرَج وغیرہ۔ (خازن، الحجرات، تحت الآیۃ: ۱۱، ۴/۱۷۰)

آیت ”یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ“ سے معلوم ہونے والے مسائل:

اس آیت سے تین مسئلے معلوم ہوئے

(1)... مسلمانوں کی کوئی قوم ذلیل نہیں، ہر مومن عزت والا ہے۔

(2)... عظمت کا دار و مدار محض نسب پر نہیں تقویٰ و پرہیز گاری پر ہے۔

مسلمان بھائی کو نسبی طعنہ دینے کا شرعی حکم:

(3)... مسلمان بھائی کو نسبی طعنہ دینا حرام اور مشرکوں کا طریقہ ہے آج کل یہ بیماری مسلمانوں میں عام پھیلی ہوئی ہے۔ نسبی طعنہ کی بیماری عورتوں میں زیادہ ہے، انہیں اس آیت سے سبق لینا چاہیے نہ معلوم بارگاہِ الٰہی میں کون کس سے بہتر ہو۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ٘ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّ لَا تَجَسَّسُوْا وَ لَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًاؕ اَیُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ یَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ(12)

ترجمہ: اے ایمان والو! بہت زیادہ گمان کرنے سے بچو بیشک کوئی گمان گناہ ہوجاتا ہے اور (پوشیدہ باتوں کی) جستجو نہ کرو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو کیا تم میں کوئی پسند کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے تو یہ تمہیں ناپسند ہوگا اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا، مہربان ہے۔

گمان کی اَقسام اور ان کا شرعی حکم:

گمان کی کئی اَقسام ہیں، ان میں سے چار یہ ہیں:

(1) واجب، جیسے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اچھا گمان رکھنا۔

(2) مُستحَب، جیسے صالح مومن کے ساتھ نیک گمان رکھنا۔

(3) ممنوع حرام۔ جیسے اللہ تعالیٰ کے ساتھ برا گمان کرنا اور یونہی مومن کے ساتھ برا گمان کرنا۔

(4) جائز، جیسے فاسقِ مُعْلِن کے ساتھ ایسا گمان کرنا جیسے افعال اس سے ظہور میں آتے ہوں۔

حضرت سفیان ثوری رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: گمان دو طرح کا ہے، ایک وہ کہ دل میں آئے اور زبان سے بھی کہہ دیا جائے۔ یہ اگر مسلمان پر برائی کے ساتھ ہے تو گناہ ہے۔ دوسرا یہ کہ دل میں آئے اور زبان سے نہ کہا جائے، یہ اگرچہ گناہ

نہیں مگراس سے بھی دل کو خالی کرنا ضروری ہے۔(خازن،الحجرات، تحت الآیۃ:۱۲، ۴/ ۱۷۰-۱۷۱، مدارک، الحجرات، تحت الآیۃ:۱۲، ص۱۱۵۵، ملتقطاً)

بدگمانی کا شرعی حکم:

یہاں بطورِ خاص بدگمانی کے شرعی حکم کی تفصیل ملاحظہ ہو، چنانچہ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخان رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں : مسلمان پر بدگمانی خود حرام ہے جب تک ثبوتِ شرعی نہ ہو۔(فتاوی رضویہ،۶/۴۸۶)

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: مسلمانوں پر بدگمانی حرام اور حتَّی الامکان اس کے قول وفعل کو وجہِ صحیح پر حمل واجب (ہے)۔(فتاوی رضویہ،۲۰/۲۷۸)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: بے شک مسلمان پر بدگمانی حرام ہے مگر جبکہ کسی قرینہ سے اس کا ایسا ہونا ثابت ہوتا ہو(جیسا اس کے بارے میں گمان کیا) تواب حرام نہیں، مثلاً کسی کو(شراب بنانے کی) بھٹی میں آتے جاتے دیکھ کر اسے شراب خور گمان کیا تواِس کا قصور نہیں (بلکہ بھٹی میں آنے جانے والے کا قصور ہے کیونکہ) اُس نے موضعِ تہمت (یعنی تہمت لگنے کی جگہ) سے کیوں اِجتناب نہ کیا۔(فتاوی امجدیہ،۱/۱۲۳)

صدرُ الافاضل مفتی نعیم الدین مراد آبادی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں : مومنِ صالح کے ساتھ برا گمان ممنوع ہے، اسی طرح اس کا کوئی کلام سن کر فاسد معنی

مراد لینا باوجودیکہ اس کے دوسرے صحیح معنی موجود ہوں اور مسلمان کا حال ان کے موافق ہو، یہ بھی گمانِ بد میں داخل ہے۔ (خزائن العرفان، الحجرات، تحت الآیۃ: ۱۲، ص ۹۵۰)

مسلمانوں کے عیب تلاش کرنے کا شرعی حکم:

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے پوشیدہ عیب تلاش کرنا اور انہیں بیان کرنا ممنوع ہے، یہاں اسی سے متعلق ایک عبرت انگیز حدیثِ پاک ملاحظہ ہو، چنانچہ حضرت ابوبرزہ اسلمی رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا ”اے ان لوگوں کے گروہ، جو زبان سے ایمان لائے اور ایمان ان کے دلوں میں داخل نہیں ہوا، مسلمانوں کی غیبت نہ کرو اور ان کی چھپی ہوئی باتوں کی ٹٹول نہ کرو، اس لیے کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی چھپی ہوئی چیز کی ٹٹول کرے گا، اللّٰہ تعالیٰ اس کی پوشیدہ چیز کی ٹٹول کرے (یعنی اسے ظاہر کر دے) گا اور جس کی اللّٰہ (تعالیٰ) ٹٹول کرے گا (یعنی عیب ظاہر کرے گا) اس کو رسوا کر دے گا، اگرچہ وہ اپنے مکان کے اندر ہو۔ (ابوداؤد، کتاب الادب، باب فی الغیبۃ، ۴/۳۵۴، الحدیث: ۴۸۸۰)

غیبت کی تعریف (Definition of backbiting):

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: غیبت کے یہ معنی ہیں کہ کسی شخص کے پوشیدہ عیب کو (جس کو وہ دوسروں کے سامنے ظاہر ہونا پسند نہ

کرتا ہو) اس کی برائی کرنے کے طور پر ذکر کرنا اور اگر اس میں وہ بات ہی نہ ہو تو یہ غیبت نہیں بلکہ بہتان ہے۔ (بہار شریعت، حصہ شانزدہم، ۵۳۲/۳)

غیبت (Backbiting) سے متعلق چند شرعی مسائل:

غیبت (Backbiting) سے متعلق 5 شرعی مسائل درج ذیل ہیں:

(1)...غیبت جس طرح زبان سے ہوتی ہے (اسی طرح) فعل سے بھی ہوتی ہے، صراحت کے ساتھ برائی کی جائے یا تعریض و کنایہ کے ساتھ ہو سب صورتیں حرام ہیں، برائی کو جس نَوعِیَّت سے سمجھائے گا سب غیبت میں داخل ہے۔ تعریض کی یہ صورت ہے کہ کسی کے ذکر کرتے وقت یہ کہا کہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰہ میں ایسا نہیں" جس کا یہ مطلب ہوا کہ وہ ایسا ہے۔ کسی کی برائی لکھ دی یہ بھی غیبت ہے، سر وغیرہ کی حرکت بھی غیبت ہو سکتی ہے، مثلاً کسی کی خوبیوں کا تذکرہ تھا اس نے سر کے اشارہ سے یہ بتانا چاہا کہ اس میں جو کچھ برائیاں ہیں ان سے تم واقف نہیں، ہونٹوں اور آنکھوں اور بھوؤں اور زبان یا ہاتھ کے اشارہ سے بھی غیبت ہو سکتی ہے۔

(2)...ایک صورت غیبت کی نقل ہے مثلاً کسی لنگڑے کی نقل کرے اور لنگڑا کر چلے، یا جس چال سے کوئی چلتا ہے اس کی نقل اتاری جائے یہ بھی غیبت ہے، بلکہ زبان سے کہہ دینے سے یہ زیادہ برا ہے کیونکہ نقل کرنے میں پوری تصویر کشی اور بات کو سمجھانا پایا جاتا ہے (جب) کہ کہنے میں وہ بات نہیں ہوتی۔ (بہار شریعت، حصہ

شانزدہم، ۳/۵۳۶)

کیا مردہ شخص (Deceased) کی بھی غیبت ہوتی ہے؟

(3)...جس طرح زندہ آدمی کی غیبت ہوسکتی ہے مرے ہوئے مسلمان کو برائی کے ساتھ یاد کرنا بھی غیبت ہے، جبکہ وہ صورتیں نہ ہوں جن میں عیوب کا بیان کرنا غیبت میں داخل نہیں۔ مسلم کی غیبت جس طرح حرام ہے کافر ذمی کی بھی ناجائز ہے کہ ان کے حقوق بھی مسلم کی طرح ہیں (جبکہ) کافر حربی کی برائی کرنا غیبت نہیں۔

(4)...کسی کی برائی اس کے سامنے کرنا اگر غیبت میں داخل نہ بھی ہو جبکہ غیبت میں پیٹھ پیچھے برائی کرنا معتبر ہو مگر یہ اس سے بڑھ کر حرام ہے کیونکہ غیبت میں جو وجہ ہے وہ یہ ہے کہ ایذاءِ مسلم ہے وہ یہاں بدرجہ اَولی پائی جاتی ہے غیبت میں تو یہ اِحتمال ہے کہ اسے اطلاع ملے یا نہ ملے اگر اسے اطلاع نہ ہوئی تو ایذا بھی نہ ہوئی، مگر احتمالِ ایذا کو یہاں ایذا قرار دے کر شرعِ مُطَہَّر نے حرام کیا اور مونھ پر اس کی مذمت کرنا تو حقیقۃً ایذا ہے پھر یہ کیوں حرام نہ ہو۔

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: بعض لوگوں سے جب کہا جاتا ہے کہ تم فلاں کی غیبت کیوں کرتے ہو، وہ نہایت دلیری کے ساتھ یہ کہتے ہیں مجھے اس کا ڈر اپڑا ہے چلو میں اس کے مونھ پر یہ باتیں کہہ دوں گا، ان کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ پیٹھ پیچھے اس کی برائی کرنا غیبت و حرام ہے اور مونھ پر کہوگے تو یہ

دوسرا احرام ہوگا، اگر تم اس کے سامنے کہنے کی جرأت رکھتے ہو تو اس کی وجہ سے غیبت حلال نہیں ہوگی۔

غیبت (Backbiting) سننے والا کیا کرے؟

(5)...جس کے سامنے کسی کی غیبت کی جائے اسے لازم ہے کہ زبان سے انکار کردے مثلاً کہدے کہ میرے سامنے اس کی برائی نہ کرو۔ اگر زبان سے انکار کرنے میں اس کو خوف و اندیشہ ہے تو دل سے اسے برا جانے اور اگر ممکن ہو تو یہ شخص جس کے سامنے برائی کی جارہی ہے وہاں سے اٹھ جائے یا اس بات کو کاٹ کر کوئی دوسری بات شروع کردے ایسا نہ کرنے میں سننے والا بھی گناہ گار ہوگا، غیبت کا سننے والا بھی غیبت کرنے والے کے حکم میں ہے۔ (بہار شریعت، حصہ شانزدہم، ۳/ ۵۳۷-۵۳۸)

غیبت سے توبہ (Repentance from backbiting) اور معافی سے متعلق چند شرعی مسائل:

یہاں غیبت سے توبہ اور معافی سے متعلق چند شرعی مسائل بھی ملاحظہ ہوں

غیبت (Backbiting) میں معافی مانگنے کا طریقہ:

(1)...جس کی غیبت کی اگر اس کو اس کی خبر ہوگئی تو اس سے معافی مانگنی ضروری ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ اس کے سامنے یہ کہے کہ میں نے تمھاری اس اس طرح

غیبت یا برائی کی تم معاف کردو، اس سے معاف کرائے اور توبہ کرے تب اس سے بریٔ الذمہ ہوگا اور اگر اس کو خبر نہ ہوئی ہو تو توبہ اور ندامت کافی ہے۔

(2)...جس کی غیبت کی ہے اسے خبر نہ ہوئی اور اس نے توبہ کرلی اس کے بعد اسے خبر ملی کہ فلاں نے میری غیبت کی ہے آیا اس کی توبہ صحیح ہے یا نہیں؟ اس میں علما کے دو قول ہیں ایک قول یہ ہے کہ وہ توبہ صحیح ہے اللہ تعالیٰ دونوں کی مغفرت فرمادے گا، جس نے غیبت کی اس کی مغفرت توبہ سے ہوئی اور جس کی غیبت کی گئی اس کو جو تکلیف پہنچی اور اس نے درگزر کیا، اس وجہ سے اس کی مغفرت ہوجائے گی۔

اور بعض علما یہ فرماتے ہیں کہ اس کی توبہ مُعَلَّق رہے گی اگر وہ شخص جس کی غیبت ہوئی خبر پہنچنے سے پہلے ہی مرگیا تو توبہ صحیح ہے اور توبہ کے بعد اسے خبر پہنچ گئی تو صحیح نہیں، جب تک اس سے معاف نہ کرائے۔ بہتان کی صورت میں توبہ کرنا اور معافی مانگنا ضروری ہے بلکہ جن کے سامنے بہتان باندھا ہے ان کے پاس جاکر یہ کہنا ضرور ہے کہ میں نے جھوٹ کہا تھا جو فلاں پر میں نے بہتان باندھا تھا۔

(3)...معافی مانگنے میں یہ ضرور ہے کہ غیبت کے مقابل میں اس کی ثناءِ حسن (اچھی تعریف) کرے اور اس کے ساتھ اظہارِ محبت کرے کہ اس کے دل سے یہ بات جاتی رہے اور فرض کرو اس نے زبان سے معاف کردیا مگر اس کا دل اس سے خوش نہ ہوا تو اس کا معافی مانگنا اور اظہارِ محبت کرنا غیبت کی برائی کے مقابل ہوجائے گا اور

آخرت میں مُواخَذہ نہ ہوگا۔

(4)...اس نے معافی مانگی اور اس نے معاف کردیا مگر اس نے سچائی اور خلوصِ دل سے معافی نہیں مانگی تھی محض ظاہری اور نمائشی یہ معافی تھی، تو ہوسکتا ہے کہ آخرت میں مُؤاخذہ ہو، کیونکہ اس نے یہ سمجھ کر معاف کیا تھا کہ یہ خلوص کے ساتھ معافی مانگ رہا ہے۔

(5)...امام غزالی عَلَیْہِ الرَّحْمَہ یہ فرماتے ہیں، کہ جس کی غیبت کی وہ مر گیا یا کہیں غائب ہوگیا اس سے کیونکر معافی مانگے یہ معاملہ بہت دشوار ہوگیا، اس کو چاہیے کہ نیک کام کی کثرت کرے تاکہ اگر اس کی نیکیاں غیبت کے بدلے میں اسے دے دی جائیں، جب بھی اس کے پاس نیکیاں باقی رہ جائیں ۔(بہار شریعت، حصہ شانزدہم، ۳/ ۵۳۸-۵۳۹)

نوٹ: غیبت سے متعلق مزید شرعی مسائل جاننے کیلئے، بہار شریعت جلد 3 ص 532 تا 539 کا مطالعہ فرمائیں۔

سورۃ قٓ

ءَاِذَا مِتْنَا وَ كُنَّا تُرَابًاۚ-ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِیْدٌ(3)قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْۚ-وَ عِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِیْظٌ(4)

ترجمہ: کیا جب ہم مرجائیں اور مٹی ہوجائیں گے (تو اس کے بعد پھر زندہ کئے جائیں گے) یہ پلٹنا دور ہے۔ ہم جانتے ہیں جو کچھ زمین ان سے گھٹاتی ہے اور ہمارے پاس ایک یاد رکھنے والی کتاب ہے۔

انسان کا جسم مرنے کے بعد مٹی ہو جائے گا:

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مرنے کے بعد انسان کا جسم مٹی ہو جائے گا، اس سلسلے میں یاد رہے کہ انسان کبھی خاک نہیں ہوتا بلکہ اس کا بدن خاک ہو جاتا ہے اور وہ بھی سارا بدن نہیں ہوتا بلکہ اس کے کچھ باریک اصلی اجزاء جنہیں ”عُجْبُ الذَّنَب“ کہتے ہیں ، وہ جلتے اور گلتے نہیں بلکہ ہمیشہ باقی رہتے ہیں اور قیامت کے دن انہی اجزا پر جسم کو دوبارہ بنایا جائے گا، جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے ، رسولِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”انسان کے جسم میں ایک ایسی ہڈی ہے جسے مٹی کبھی نہیں کھا سکے گی اور قیامت کے دن اسی پر (بدن کی) ترکیب کی جائے گی۔ صحابۂ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُم نے عرض کی: یا رسول اللہ! صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، وہ ہڈی کون

سی ہے؟ ارشاد فرمایا ''عُجُبُ الذَّنب'' ۔(مسلم، کتاب الفتن واشراط السّاعۃ، باب مابین النّفختین، ص۱۵۸۱، الحدیث:۱۴۳(۲۹۵۵))

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں:- انسان کبھی خاک نہیں ہوتا بدن خاک ہوجاتا ہے، اور وہ بھی کُل نہیں، کچھ اجزائے اصلیہ دقیقہ جن کو عُجُبُ الذَّنب کہتے ہیں، وہ نہ جلتے ہیں نہ گلتے ہیں ہمیشہ باقی رہتے ہیں، انھیں پر روزِ قیامت ترکیبِ جسم ہوگی۔ (فتاوی رضویہ، ۶۵۸/۹)

انبیاء، شہداء اور اولیاء اپنے اَجسام اور کفنوں کے ساتھ زندہ ہیں:

یاد رہے کہ بعض عام مومنین اور دیگر انتقال کر جانے والوں کے اَجسام قبر میں اگرچہ سلامت نہیں رہتے البتہ انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام، شہداء اور اولیاءِ عظام رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِم کے مبارک جسم قبروں میں سلامت رہتے ہیں، چنانچہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: اہلسنّت کے نزدیک انبیاء و شہداء عَلَیْہِمُ التَّحِیَّۃُ وَالثَّنَاء اپنے اَبدانِ شریفہ سے زندہ ہیں بلکہ انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے ابدانِ لطیفہ زمین پر حرام کئے گئے ہیں کہ وہ ان کو کھائے، اسی طرح شہداء و اولیاء عَلَیْہِمُ الرَّحْمَۃُ وَالثَّنَاء کے اَبدان و کفن بھی قبور میں صحیح و سلامت رہتے ہیں وہ حضرات روزی و رزق دیئے جاتے ہیں۔

علامہ سبکی شفاء السقام میں لکھتے ہیں: شہداء کی زندگی بہت اعلیٰ ہے، زندگی اور

رزق کی یہ قسم ان لوگوں کو حاصل نہیں ہوتی جو ان کے ہم مرتبہ نہیں اور انبیاء کی زندگی سب سے اعلیٰ ہے اس لیے کہ وہ جسم وروح دونوں کے ساتھ ہے جیسی کہ دنیا میں تھی اور ہمیشہ رہے گی۔

(شفاء السقام، الباب التاسع فی حیاۃ الانبیاء علیہم الصلاۃ والسلام، الفصل الرابع، ص۴۳۱)

اور قاضی ثناءُاللہ صاحب پانی پتی تذکرۃُ الموتیٰ میں لکھتے ہیں: اَولیاءُاللہ کا فرمان ہے کہ ہماری روحیں ہمارے جسم ہیں۔ یعنی ان کی اَرواح جسموں کا کام دیا کرتی ہیں اور کبھی اَجسام انتہائی لطافت کی وجہ سے ارواح کی طرح ظاہر ہوتے ہیں کہتے ہیں کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا سایہ نہ تھا۔ ان کی ارواح زمین آسمان اور جنت میں جہاں بھی چاہیں آتی جاتی ہیں، اس لیے قبروں کی مٹی ان کے جسموں کو نہیں کھاتی ہے بلکہ کفن بھی سلامت رہتا ہے۔ ابنِ ابی الدنیا نے مالک سے روایت کی ہے کہ مومنین کی ارواح جہاں چاہتی ہیں سیر کرتی ہیں۔ مومنین سے مراد کاملین ہیں، حق تعالیٰ ان کے جسموں کو روحوں کی قوت عطا فرماتا ہے تو وہ قبروں میں نماز ادا کرتے اور ذکر کرتے ہیں اور قرآنِ کریم پڑھتے ہیں۔

(تذکرۃ الموتیٰ والقبور اردو، ص۷۵)

اور شیخ الہند محدّث دہلوی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے اولیاء اس دارِ فانی سے دارِ بقا کی طرف کُوچ کر گئے ہیں اور اپنے پروردگار کے پاس

زندہ ہیں، انھیں رزق دیا جاتا ہے، وہ خوش حال ہیں، اور لوگوں کو اس کا شعور نہیں ۔(اشعۃ اللمعات، کتاب الجہاد، باب حکم الاسرائ، ۳/۴۲۴-۴۲۳)

اور علامہ علی قاری شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں : اَولِیائُ اللہ کی دونوں حالتوں (حیات و مَمات) میں اصلاً فرق نہیں، اسی لیے کہا گیا ہے کہ وہ مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں تشریف لے جاتے ہیں (مرقاۃ المفاتیح، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، الفصل الثالث، ۳/۴۶۰-۴۵۹، تحت الحدیث: ۱۳۶۶)۔(فتاوی رضویہ، ۹/ ۴۳۳-۴۳۱)

مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْهِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ(18)

ترجمہ: وہ زبان سے کوئی بات نہیں نکالتا مگر یہ کہ ایک محافظ فرشتہ اس کے پاس تیار بیٹھا ہوتا ہے۔

اعمال لکھنے والے فرشتوں سے متعلق 3 اہم باتیں:

یہاں اعمال لکھنے والے فرشتوں سے متعلق تین باتیں ملاحظہ ہوں،

(1)…قضائے حاجت اور جماع کے وقت فرشتے آدمی کے پاس سے ہٹ جاتے ہیں۔

قضائے حاجت اور جماع کے وقت بات کرنے کا شرعی حکم:

(2)…ان دونوں حالتوں میں آدمی کو بات کرنا جائز نہیں تا کہ اسے لکھنے کے لئے

فرشتوں کو اس حالت میں اس سے قریب ہونے کی تکلیف نہ ہو۔

(3)... یہ فرشتے آدمی کی ہر بات حتّٰی کہ بیماری کی حالت میں کراہنا تک لکھتے ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ صرف وہی چیزیں لکھتے ہیں جن میں اجر و ثواب یا گرفت و عذاب ہو۔

سورۃ اَلذّٰرِیٰت

اِذْ دَخَلُوْا عَلَیْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًاؕ قَالَ سَلٰمٌۚ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ(25)

ترجمہ: جب وہ اس کے پاس آئے تو کہا: سلام، (ابراہیم نے) فرمایا، ''سلام'' اجنبی لوگ ہیں۔

آیت '' اِذْ دَخَلُوْا عَلَیْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا '' سے معلوم ہونے والے مسائل:

اس آیت سے دو مسئلے معلوم ہوئے

سلام کرنا بڑی پرانی سنت ہے:

(1)... سلام بڑی پرانی سنت ہے کہ دوسرے انبیاءِ کرام عَلَیْهِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے دین میں بھی تھی بلکہ حدیثِ مبارک سے ثابت ہے کہ سلام کا طریقہ حضرت آدم عَلَیْهِ السَّلَام کے سامنے پیش کیا گیا۔

(2)...آنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے خواہ سارے لوگ سلام کریں یا ان میں سے ایک ظاہر یہ ہے کہ یہاں سب نے سلام کیا۔

سورۃ اَلنَّجم

مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَ مَا غَوٰى(2)

ترجمہ: تمہارے صاحب نہ بہکے اور نہ ٹیڑھا راستہ چلے۔

حضور پُر نور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے نامِ اَقدس کے ساتھ لفظ ''صاحب'' ملانے کا شرعی حکم:

یہاں ایک شرعی مسئلہ یاد رہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: حضورِ اَقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر اطلاقِ صاحب خود قرآنِ عظیم میں وارد ''وَ النَّجْمِ اِذَا هَوٰىۙ(۱) مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَ مَا غَوٰى'' مگر نامِ اقدس کے ساتھ اس طور پر لفظِ ''صاحب'' کا ملانا (جیسے محمد صاحب کہنا) یہ آریوں اور پادریوں کا شِعار ہے، وہ اسے معروف تعظیم میں لاتے ہیں جو زید و عمر کے لئے رائج ہے کہ شیخ صاحب، مرزا صاحب، پادری صاحب، پنڈت صاحب، لہٰذا اس سے احتراز چاہیے، ہاں یوں کہا جائے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہمارے صاحب ہیں، آقا ہیں، مالک ہیں، مولیٰ ہیں۔ (فتاوی رضویہ، کتاب السیر، ۱۴/۶۱۴)

مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى(11)

ترجمہ: دل نے اسے جھوٹ نہ کہا جو (آنکھ نے) دیکھا۔

حضور پُر نور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے معراج کی رات اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا:

اب رہی یہ بات کہ کیا دیکھا، اس بارے میں بعض مفسرین کا قول یہ ہے کہ حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام کو دیکھا، لیکن صحیح مذہب یہ ہے کہ سَرورِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنے رب تعالیٰ کو دیکھا۔ اور یہ دیکھنا کیا سر کی آنکھوں سے تھا یا دل کی آنکھوں سے، اس بارے میں مفسرین کے دونوں قول پائے جاتے ہیں ایک یہ کہ رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے رب تعالیٰ کو اپنے قلب مبارک سے دیکھا۔

اور مفسرین کی ایک جماعت کی رائے یہ ہے کہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے رب تعالیٰ کو حقیقتاً چشمِ مبارک سے دیکھا۔

یہ قول حضرت انس بن مالک، حضرت حسن اور حضرت عکرمہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُم کا ہے اور حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو خُلّت اور حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو کلام اور سرکارِ دوعالَم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اپنے دیدار سے اِمتیاز بخشا۔ حضرت کعب رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے دوبار کلام فرمایا اور سیّد المرسَلین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اللہ تعالیٰ کو دو مرتبہ دیکھا (ترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورۃ والنجم، ۵/۱۸۴، الحدیث: ۳۲۸۹) لیکن

حضرت عائشہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہَا نے حضور پُر نور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے دیدارِ الٰہی کا انکار کیا اور اس آیت کو حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام کے دیدار پر محمول کیا اور فرمایا کہ جو کوئی کہے کہ نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنے رب تعالی کو دیکھا اس نے جھوٹ کہا اور اس بات کی دلیل کے طور پر یہ آیت "لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ" تلاوت فرمائی۔

اس مسئلے کو سمجھنے کے لئے یہاں چند باتوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ حضرت عائشہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہَا کا قول نفی میں ہے اور حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا کا اِثبات میں اور جب نفی اور اثبات میں ٹکراؤ ہو تو مُثْبِت ہی مُقَدَّم ہوتا ہے کیونکہ نفی کرنے والا کسی چیز کی نفی اس لئے کرتا ہے کہ اُس نے نہیں سنا اور کسی چیز کو ثابت کرنے والا اِثبات اس لئے کرتا ہے کہ اس نے سنا اور جانا تو علم ثابت کرنے والے کے پاس ہے۔ اور اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ حضرت عائشہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہَا نے یہ کلام حضورِ اَقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے نقل نہیں کیا بلکہ آیت سے جو آپ نے مسئلہ اَخذ کیا اس پر اعتماد فرمایا اور یہ حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہَا کی اپنی رائے ہے جبکہ در حقیقت آیت میں اِدراک یعنی اِحاطہ کی نفی ہے دیکھ سکنے کی نفی نہیں ہے۔

صحیح مسئلہ یہ ہے کہ حضورِ اَقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم دیدارِ الٰہی سے مُشَرَّف فرمائے گئے، مسلم شریف کی حدیثِ مرفوع سے بھی یہی ثابت ہے، حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا جو کہ حبرُ الْاُمَّت ہیں وہ بھی اسی پر ہیں۔ حضرت حسن بصری رَضِیَ اللہ

تَعَالٰی عَنْہُ قسم کھاتے تھے کہ محمد مصطفٰی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے شبِ معراج اپنے رب تعالی کو دیکھا۔ امام احمد رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے تھے کہ حضورِ اَقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنے رب تعالی کو دیکھا اُس کو دیکھا اُس کو دیکھا۔ امام صاحب یہ فرماتے ہی رہے یہاں تک کہ سانس ختم ہوگیا (پھر آپ نے دوسرا سانس لیا)۔ (خازن، النجم، تحت الآیۃ: ۱۱، ۱۸، ۴/ ۱۹۲، ۱۹۴، روح البیان، النجم، تحت الآیۃ: ۱۲، ۹/ ۲۲۲، ۲۲۳، ملتقطاً)

اَلَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓىٕرَ الْاِثْمِ وَ الْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَؕ-اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِؕ-هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَ اِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِیْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْۚ-فَلَا تُزَكُّوْۤا اَنْفُسَكُمْؕ-هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى(32)

ترجمہ: وہ جو بڑے گناہوں اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں مگر اتنا کہ گناہ کے پاس گئے اور رک گئے بیشک تمہارے رب کی مغفرت وسیع ہے، وہ تمہیں خوب جانتا ہے جب اس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا اور جب تم اپنی ماؤں کے پیٹ میں حمل کی صورت میں تھے تو تم خود اپنی جانوں کی پاکیزگی بیان نہ کرو، وہ خوب جانتا ہے اسے جو پرہیز گار ہوا۔

گناہوں کی معافی کے معاملے میں اصول:

یاد رہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مغفرت بہت وسیع ہے، وہ چاہے تو

بڑے سے بڑے گناہگار مسلمان کو بغیر توبہ کے معاف فرمادے البتہ گناہوں کی معافی کے معاملے میں اصول یہ ہے کہ کبیرہ گناہ سچی توبہ کرنے سے معاف ہوتے ہیں اور صغیرہ گناہ کبیرہ گناہوں سے بچنے کی برکت سے بھی معاف ہو جاتے ہیں لیکن اگر کوئی صغیرہ گناہ مسلسل کرتے رہیں تو وہ صغیرہ نہیں رہتا بلکہ کبیرہ گناہ بن جاتا ہے، جیساکہ حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنۡہُمَا سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”توبہ کرنے سے کبیرہ گناہ باقی نہیں رہتا اور صغیرہ گناہ کرتے رہنے سے صغیرہ نہیں رہتا (بلکہ کبیرہ بن جاتا ہے)۔ (مسند شہاب، ۵۵۵-لا کبیرۃ مع استغفار، ۲/ ۴۴، الحدیث: ۸۵۳)

سورۃ اَلْقَمَر

وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ (32)

ترجمہ: اور بیشک ہم نے قرآن کو یاد کرنے / نصیحت لینے کیلئے آسان کردیا تو ہے کوئی یاد کرنے / نصیحت لینے والا؟

قرآنِ پاک یاد کرنے کا شرعی حکم:

قرآنِ پاک کی ایک آیت حفظ کرنا ہر مُکَلَّف مسلمان پر فرضِ عَین ہے اور پورا قرآن مجید حفظ کرنا فرضِ کفایہ ہے اور سورہ فاتحہ اور ایک دوسری چھوٹی سورت یا اس

کے مثل، مثلاً تین چھوٹی آیتیں یا ایک بڑی آیت کو حفظ کرنا واجبِ عَین ہے۔(ردالمحتار مع درالمختار، کتاب الصلاۃ، ۳۱۵/۲)

سورۃ اَلْوَاقِعَة

نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ فَلَوْ لَا تُصَدِّقُوْنَ(57)اَفَرَءَیْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَؕ(58)ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ(59)

ترجمہ: ہم نے تمہیں پیدا کیا تو تم کیوں سچ نہیں مانتے؟ تو بھلا دیکھو تو وہ منی جو تم گراتے ہو۔ کیا تم اسے (آدمی) بناتے ہو یا ہم ہی بنانے والے ہیں؟

اللہ تعالیٰ کے لئے جمع کا صیغہ(Plural form)استعمال کرنا کیسا ہے؟

علامہ اسماعیل حقی رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ''یاد رکھیں کہ (قرآنِ پاک میں) جب اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے بارے میں جمع کے صیغہ کے ساتھ کوئی خبر دے تو اس وقت وہ اپنی ذات، صفات اور اَسماء کی طرف اشارہ فرمارہا ہوتا ہے، جیسے ایک مقام پر ارشاد فرمایا:

''اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ'' (حجر: ۹)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: بیشک ہم نے اس قرآن کو نازل کیا ہے اور بیشک ہم خود اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

اور جب اللہ تعالیٰ واحد کے صیغہ کے ساتھ اپنی ذات کے بارے میں کوئی خبر دے تو اس وقت وہ صرف اپنی ذات کی طرف اشارہ فرما رہا ہوتا ہے، جیسے ایک مقام پر ارشاد فرمایا:

”اِنِّیْۤ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ“ (قصص:۳۰)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: بیشک میں ہی اللہ ہوں ، سارے جہانوں کا پالنے والا ہوں۔

اور یہ اس وقت ہے جب اللہ تعالیٰ خود خبر دے، البتہ بندے پر لازم ہے کہ وہ (ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے لئے واحد کا صیغہ بولے کبھی جمع کا صیغہ نہ بولے، جیسے) یوں کہے کہ اے اللہ! تو میرا رب ہے، یوں (ہرگز) نہ کہے کہ اے اللہ! آپ میرے رب ہیں، کیونکہ اس میں شرک کا شائبہ ہے جو توحید کے مُنافی ہے۔ (روح البیان، الواقعۃ، تحت الآیۃ: ۵۷، ۹/۳۳۰) یعنی مناسب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کیلئے واحد کا صیغہ استعمال کیا جائے۔

فِیْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ(78)لَّا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَۙ(79)تَنْزِیْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ(80)

ترجمہ: پوشیدہ کتاب میں (ہے)۔ اسے پاک لوگ ہی چھوتے ہیں۔ یہ تمام جہانوں کے مالک کا اتارا ہوا ہے۔

قرآن پاک چھونے سے متعلق 7 اَحکام:

یہاں آیت کی مناسبت سے قرآنِ مجید چھونے سے متعلق 7 اَحکام ملاحظہ ہوں،

قرآن پاک چھونے کے لئے طہارت کا شرعی حکم:

(1)...قرآن عظیم کو چھونے کے لئے وضو کرنا فرض ہے۔

(نور الایضاح، کتاب الطہارۃ، فصل فی اوصاف الوضوء، ص ۵۹)

(2)...جس کا وضو نہ ہو اسے قرآنِ مجید یا اس کی کسی آیت کا چھونا حرام ہے، البتہ چھوئے بغیر زبانی یا دیکھ کر کوئی آیت پڑھے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

جنبی کو قرآن چھونے کا شرعی حکم:

(3)...جس کو نہانے کی ضرورت ہو (یعنی جس پر غسل فرض ہو) اسے قرآن مجید چھونا اگرچہ اس کا سادہ حاشیہ یا جلد یا چولی چھوئے، یا چھوئے بغیر دیکھ کر یا زبانی پڑھنا، یا کسی آیت کا لکھنا، یا آیت کا تعویذ لکھنا، یا قرآنِ پاک کی آیات سے لکھا تعویذ چھونا، یا قرآن پاک کی آیات والی انگوٹھی جیسے حروفِ مُقَطَّعات کی انگوٹھی چھونا یا پہننا حرام ہے۔

(4)...اگر قرانِ عظیم جُزدان میں ہو تو جزدان پر ہاتھ لگانے میں حرج نہیں، یونہیں رومال وغیرہ کسی ایسے کپڑے سے پکڑنا جو نہ اپنا تابع ہو نہ قرآنِ مجید کا تو جائز ہے۔ کرتے کی آستین، دُوپٹے کی آنچل سے یہاں تک کہ چادر کا ایک کونا اس کے کندھے پر

ہے تو دوسرے کونے سے قرآن پاک چھونا حرام ہے کیونکہ یہ سب اس کے ایسے ہی تابع ہیں جیسے چولی قرآن مجید کے تابع تھی۔

(5)...روپیہ کے اوپر آیت لکھی ہو تو ان سب کو (یعنی بے وضو اور جنب اور حیض و نفاس والی کو) اس کا چھونا حرام ہے، ہاں اگر روپے تھیلی میں ہوں تو تھیلی اٹھانا جائز ہے۔ یوہیں جس برتن یا گلاس پر سورت یا آیت لکھی ہو اس کو چھونا بھی انہیں حرام ہے اور اس برتن یا گلاس کو استعمال کرنا ان سب کے لئے مکروہ ہے، البتہ اگر خاص شفا کی نیت سے انہیں استعمال کریں تو حرج نہیں۔

قرآن مجید کی ٹرانسلیشن (Translation) کو بے وضو چھونے کا شرعی حکم

(6)...قرآن کا ترجمہ فارسی یا اردو یا کسی اور زبان میں ہو تو اسے بھی چھونے اور پڑھنے میں قرآنِ مجید ہی کا سا حکم ہے۔

(7)...قرآنِ مجید دیکھنے میں ان سب پر کچھ حرج نہیں اگرچہ حروف پر نظر پڑے اور الفاظ سمجھ میں آئیں اور دل میں پڑھتے جائیں۔

(بہار شریعت، حصہ دوم، غسل کا بیان، ۱/۳۲۷-۳۲۶، ملخصًا)

سورۃ اَلْحَدِیْد

ثُمَّ قَفَّیْنَا عَلٰۤی اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَ قَفَّیْنَا بِعِیْسَى ابْنِ مَرْیَمَ وَ اٰتَیْنٰهُ الْاِنْجِیْلَ ﳔ وَ جَعَلْنَا فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّ رَحْمَةًؕ وَ رَهْبَانِیَّةَ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَیْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَایَتِهَاۚ فَاٰتَیْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْۚ وَ كَثِیْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ(27)

ترجمہ: پھر ہم نے ان کے پیچھے ان کے قدموں کے نشانات پر اپنے (مزید)رسول بھیجے اوران کے پیچھے عیسٰی بن مریم کوبھیجا اور اسے انجیل عطا فرمائی اور اس کے پیروکاروں کے دل میں نرمی اور رحمت رکھی اور رہبانیت (دنیا سے قطع تعلقی) کوانہوں نے خود ایجاد کیا، ہم نے ان پر یہ مقرر نہ کیا تھا ہاں اللہ کی رضا طلب کرنے کے لیے (انہوں نے یہ بدعت ایجاد کی) پھر اس کی ویسی رعایت نہ کی جیسی رعایت کرنے کا حق تھا توان میں ایمان والوں کو ہم نے ان کا ثواب عطا کیا اور ان میں سے بہت سے نافرمان ہیں۔

بدعتِ حَسنہ جائزاور بدعتِ سَیِّئہ ممنوع وناجائز ہے:

علامہ اسماعیل حقی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ لکھتے ہیں ”اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے

رہبانیّت اختیار کرنے پر ان کی مذمت نہیں فرمائی بلکہ اس پر جیسے عمل کرنے کا حق تھا (بعد والوں کے) ویسے عمل نہ کرنے پر ان کی مذمت فرمائی ہے اور ان کے ایجاد کئے ہوئے فعل کو بدعت کہا گیا اور ان کے برخلاف اس امت نے جس نئے کام کو نیکی کے طریقے کے طور پر ایجاد کیا، ان کی عظمت و شرافت کی وجہ سے اسے سنت (یعنی طریقہ) کہا گیا جیسا کہ حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً''جس نے اسلام میں اچھی سنت (طریقہ) ایجاد کیا۔(مسلم، کتاب الزکاۃ، باب الحثّ علی الصدقۃ ولو بشقّ تمرۃ... الخ، ص۵۰۸، الحدیث:۶۹(۱۰۱۷))

اس حدیث میں حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ہمیں اسلام میں نیک طریقے نکالنے کی اجازت دی ہے اور اس کا نام سنت رکھا ہے اور اس طریقے کو نکالنے والوں اور اس طریقے پر عمل کرنے والوں کو اجر و ثواب کی بشارت دی ہے۔(روح البیان، الحدید، تحت الآیۃ:۲۷، ۹/۳۸۴)

ابو عبداللہ محمد بن احمد قرطبی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ہر نیا کام بدعت ہے تو جو اچھی بدعت نکالے اسے چاہئے کہ وہ اس پر ہمیشہ قائم رہے اور اس کی ضد (یعنی مخالف چیز) کی طرف عدول نہ کرے ورنہ وہ اس آیت (میں مذکور فسق) کی وعید میں داخل ہو گا۔ (جبکہ وہ مخالفت شریعت کے برخلاف ہو۔) (تفسیر قرطبی، الحدید، تحت الآیۃ:۲۷، ۹/۱۹۳، الجزء السابع عشر)

حضرت علامہ مفتی نعیم الدین مراد آبادی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں ”اس آیت سے معلوم ہوا کہ بدعت یعنی دین میں کسی بات کا نکالنا اگر وہ بات نیک ہو اور اس سے رضائے الٰہی مقصود ہو تو بہتر ہے اس پر ثواب ملتا ہے اور اس کو جاری رکھنا چاہیے، ایسی بدعت کو بدعتِ حَسنہ کہتے ہیں البتہ دین میں بری بات نکالنا بدعتِ سَیِّئَہ کہلاتا ہے، وہ ممنوع اور ناجائز ہے اور بدعتِ سَیِّئَہ حدیث شریف میں وہ بتائی گئی ہے جو خلافِ سنت ہو، اس کے نکالنے سے کوئی سنت اُٹھ جائے۔ اس سے ہزار ہا مسائل کا فیصلہ ہو جاتا ہے جن میں آج کل لوگ اختلاف کرتے ہیں اور اپنی ہوائے نفسانی سے ایسے اُمورِ خیر کو بدعت بتا کر منع کرتے ہیں جن سے دین کی تَقْوِیَت و تائید ہوتی ہے اور مسلمانوں کو اُخروی فوائد پہنچتے ہیں اور وہ طاعات و عبادات میں ذوق و شوق کے ساتھ مشغول رہتے ہیں، ایسے اُمور کو بدعت بتانا قرآنِ مجید کی اس آیت کے صریح خلاف ہے۔ (خزائن العرفان، الحدید، تحت الآیۃ:۲۷، ص۹۹۹)

سورۃ اَلْمُجَادَلَۃ

اَلَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآىٕهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْؕ-اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔیْ وَلَدْنَهُمْؕ-وَ اِنَّهُمْ لَیَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَ زُوْرًاؕ-وَ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ(2)

ترجمہ: تم میں سے وہ لوگ جو اپنی بیویوں کو اپنی ماں جیسی کہہ بیٹھتے ہیں وہ ان کی مائیں نہیں، ان کی مائیں تو وہی ہیں جنہوں نے انہیں جنم دیا اور بیشک وہ ضرور ناپسندیدہ اور بالکل جھوٹ بات کہتے ہیں اور بیشک اللہ ضرور بہت معاف کرنے والا، بہت بخشنے والا ہے۔

ظِہار کی تعریف (Definition):

اس آیت میں ظہار کرنے والوں کا ذکر ہوا، اس مناسبت سے یہاں ظہار کی تعریف اور اس سے متعلق 4 شرعی اَحکام ملاحظہ ہوں، چنانچہ صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ظہار کے یہ معنے ہیں کہ اپنی زوجہ یا اُس کے کسی جُزْوِ شائع یا ایسے جز کو جو کُل سے تعبیر کیا جاتا ہو، ایسی عورت سے تشبیہ دینا جو اس پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو، یا اس کے کسی ایسے عُضْو سے تشبیہ دینا جس کی طرف دیکھنا حرام ہو، مثلاً (بیوی سے) کہا: تو مجھ پر میری ماں کی مثل ہے، یا (یوں کہا کہ) تیرا سر، یا

تیری گردن، یا تیرا نصف میری ماں کی پیٹھ کی مثل ہے۔ (بہار شریعت، حصہ ہشتم، ظہار کا بیان، ۲/۲۰۶-۲۰۵)

ظہار سے متعلق 4 شرعی اَحکام

اور ظہار سے متعلق 4 شرعی اَحکام درج ذیل ہیں،

(1)...جس عورت سے تشبیہ دی اگر اُس کی حرمت عارضی ہے ہمیشہ کے لیے نہیں تو ظہار نہیں (ہوگا) مثلاً (جس سے تشبیہ دی وہ) زوجہ کی بہن، یا جس کو تین طلاقیں دی ہیں، یا مجوسی یا بت پرست عورت (ہے) کہ یہ مسلمان یا کتابیہ ہوسکتی ہیں اور اِن کی حرمت دائمی نہ ہونا ظاہر (ہے)۔ (بہار شریعت، حصہ ہشتم، ظہار کا بیان، ۲/۲۰۶)

(2)...محارم سے مراد عام ہے نسبی ہوں یا رضاعی یا سسرالی رشتہ سے، لہٰذا ماں ،بہن، پھوپھی، لڑکی اور رضاعی ماں اور بہن وغیرہما اور زوجہ کی ماں اور لڑکی جبکہ زوجہ مدخولہ (یعنی اس سے حقِ زوجیّت ادا کیا) ہو، اور مدخولہ نہ ہو تو اُس کی لڑکی سے تشبیہ دینے میں ظہار نہیں کہ وہ محارم میں نہیں۔ یوہیں جس عورت سے اُس کے باپ یا بیٹے نے مَعَاذَ اللہ زنا کیا ہے اُس سے تشبیہ دی یا جس عورت سے اس نے زنا کیا ہے اُس کی ماں یا لڑکی سے تشبیہ دی تو ظہار ہے۔

(3)...عورت مرد سے ظہار کے الفاظ کہے تو ظہار نہیں بلکہ (یہ الفاظ) لَغْو ہیں۔ (

بہار شریعت، حصہ ہشتم، ظہار کا بیان، ۲/۲۰۷)

(4)...ظہار کا حکم یہ ہے کہ جب تک کفارہ نہ دیدے اُس وقت تک اُس عورت سے جماع کرنا، یا شہوت کے ساتھ اُس کا بوسہ لینا، یا اُس کو چھونا، یا اُس کی شرمگاہ کی طرف نظر کرنا حرام ہے اور بغیر شہوت چھونے یا بوسہ لینے میں حرج نہیں مگر لب کا بوسہ بغیر شہوت بھی جائز نہیں، کفارہ سے پہلے جماع کرلیا تو توبہ کرے اور اُس کے لیے کوئی دوسرا کفارہ واجب نہ ہوا، مگر خبر دار! پھر ایسا نہ کرے اور عورت کو بھی یہ جائز نہیں کہ شوہر کو قربت کرنے دے۔(بہار شریعت، حصہ ہشتم، ظہار کا بیان، ۲/۲۰۸)

نوٹ: ظہار سے متعلق مزید مسائل کی معلومات حاصل کرنے کے لئے بہار شریعت حصہ 8 سے "ظہار کا بیان" مطالعہ فرمائیں۔

اہم نوٹ:

نیز یاد رہے کہ دودھ پلانے والیاں دودھ پلانے کی وجہ سے ماؤں کے حکم میں ہیں اور حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی ازواجِ مُطَہَّرات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُنَّ حرمت اور تعظیم کے اعتبار سے مائیں بلکہ حقیقی ماؤں سے بڑھ کر ہیں، لہٰذا یہ آیت اُس آیت کے خلاف نہیں جس میں ارشاد فرمایا گیا:

"وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْؕ "(احزاب:۶)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور ان کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔

کیونکہ یہاں حقیقی ماں کا ذکر ہے اور سورۂ اَحزاب میں حکمی ماں کا ذکر ہے۔

وَ الَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآىٕهِمْ ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّاؕ-ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖؕ-وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ(3)

ترجمہ: اور وہ جو اپنی بیویوں کو اپنی ماں جیسی کہیں پھر اپنی کہی ہوئی بات کا تدارک (تلافی) کرنا چاہیں تو (اس کا کفارہ) میاں بیوی کے ایک دوسرے کو چھونے سے پہلے ایک غلام آزاد کرنا ہے یہ وہ ہے جس کی تمہیں نصیحت کی جاتی ہے اور اللہ تمہارے کاموں سے خوب خبردار ہے۔

ظہار کا کفارہ (Compensation) کب واجب ہے؟

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ظہار کرنے والا جماع کا ارادہ کرے تو کفارہ واجب ہے اور اگر یہ چاہے کہ وطی نہ کرے اور عورت اُس پر حرام ہی رہے تو کفارہ واجب نہیں اور اگر ارادہ جماع تھا مگر زوجہ مرگئی تو واجب نہ رہا۔ (بہار شریعت، حصہ ہشتم، کفارہ کا بیان، ۲/۲۱۰)

ظہار کا کفارہ (Compensation) ادا کرنے کا طریقہ:

جب غلام پر قدرت ہے اگرچہ وہ خدمت کا غلام ہو تو کفارہ آزاد کرنے ہی سے ہو گا اور اگر غلام کی اِستطاعت نہ ہو خواہ ملتا نہیں یا اس کے پاس دام نہیں تو کفارہ میں پے

در پے (یعنی مسلسل) دو مہینے کے روزے رکھے اور اگر اُس کے پاس خدمت کا غلام ہے یا مدیون (یعنی مقروض) ہے اور دَین (یعنی قرض) ادا کرنے کے لیے غلام کے سوا کچھ نہیں تو ان صورتوں میں بھی روزے وغیرہ سے کفارہ ادا نہیں کر سکتا بلکہ غلام ہی آزاد کرنا ہوگا۔ (بہار شریعت، حصہ ہشتم، کفارہ کا بیان، ۲/۲۱۳)

نوٹ: ظہار کے کفارے سے متعلق مزید مسائل کی معلومات حاصل کرنے کے لئے بہار شریعت حصہ 8 سے "کفارہ کا بیان" مطالعہ فرمائیں۔

فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّاۚ فَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّیْنَ مِسْكِیْنًاؕ ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖؕ وَ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِؕ وَ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ(4)

ترجمہ: پھر جو شخص (غلام) نہ پائے تو میاں بیوی کے ایک دوسرے کو چھونے سے پہلے لگاتار دو مہینے کے روزے رکھنا (شوہر پر لازم ہے) پھر جو (روزے کی) طاقت نہ رکھتا ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا (لازم ہے) یہ اس لیے کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھو اور یہ اللہ کی حدیں ہیں اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

ظہار کا کفارہ (Compensation) ادا کرنے سے متعلق 10 شرعی مسائل:

یہاں آیت میں کفارے کی بیان کردہ دو صورتوں (روزے رکھنے اور مسکینوں کو کھانا کھلانے) سے متعلق 10 شرعی احکام ملاحظہ ہوں،

(1)...روزے سے کفارہ ادا کرنے میں یہ شرط ہے کہ نہ اِس مدت کے اندر ماہِ رمضان ہو، نہ عید الفطر، نہ عیدِ اضحی نہ اَیّامِ تشریق۔ ہاں اگر مسافر ہے تو ماہِ رمضان میں کفارہ کی نیت سے روزہ رکھ سکتا ہے، مگر وہ اَیّام جن میں روزہ رکھنا ممنوع ہے، اُن میں اسے بھی روزہ رکھنے کی اجازت نہیں۔

(2)...روزے اگر پہلی تاریخ سے رکھے تو دوسرا مہینہ ختم ہونے پر کفارہ ادا ہو گیا اگرچہ دونوں مہینے 29 دن کے ہوں جبکہ اگر پہلی تاریخ سے نہ رکھے ہوں تو ساٹھ پورے رکھنے ہوں گے اور اگر پندرہ روزے رکھنے کے بعد چاند ہوا پھر اس مہینے کے روزے رکھ لیے اور یہ 29 دن کا مہینہ ہو، اس کے بعد پندرہ دن اور رکھ لیے کہ 59 دن ہوئے جب بھی کفارہ ادا ہو جائے گا۔

(3)...کفارہ کا روزہ توڑ دیا خواہ سفر وغیرہ کسی عذر سے توڑا یا عذر کے بغیر توڑ دیا، یا ظہار کرنے والے نے جس عورت سے ظہار کیا ان دو مہینوں کے اندر دن یا رات میں اُس سے جان بوجھ کر یا بھول کر صحبت کر لی تو نئے سرے سے روزے رکھے کیونکہ شرط یہ ہے کہ جماع سے پہلے دو مہینے کے پے در پے روزے رکھے اور ان صورتوں میں یہ شرط نہ پائی گئی۔

(4)...روزے رکھنے پر بھی اگر قدرت نہ ہو کہ بیمار ہے اور صحت یاب ہونے کی امید نہیں یا بہت بوڑھا ہے تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے اور اس میں یہ اختیار ہے کہ اکٹھے ساٹھ مسکینوں کو کھلا دے یا مُتَفَرّق طور پر، مگر شرط یہ ہے کہ اس دوران روزے رکھنے پر قدرت حاصل نہ ہو ورنہ کھلانا صدقہ نفل ہوگا اور کفارہ میں روزے رکھنے ہوں گے اور اگر ایک وقت ساٹھ کو کھلایا دوسرے وقت ان کے علاوہ دوسرے ساٹھ مسکینوں کو کھلایا تو کفارہ ادا نہ ہوا بلکہ ضروری ہے کہ پہلے یا بعد والے مسکینوں کو پھر ایک وقت کھلائے۔

(5)...شرط یہ ہے کہ جن مسکینوں کو کھانا کھلایا ہو اُن میں کوئی ایسا نابالغ نہ ہو جو بالغ ہونے کے قریب ہو، ہاں اگر ایک جوان کی پوری خوراک کا اُسے مالک کر دیا تو کافی ہے۔

(6)...یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہر مسکین کو صدقۂ فطر کی مقدار یعنی نصف صاع (تقریباً دو کلو) گندم یا ایک صاع (تقریباً چار کلو) جَو یا ان کی قیمت کا مالک کر دیا جائے، مگر مباح کر دینا کافی نہیں (بلکہ مالک بنانا ضروری ہے) اور یہ اُنہی لوگوں کو دے سکتے ہیں جنہیں صدقۂ فطر دے سکتے ہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ صبح کو کھلائے اور شام کے لیے قیمت دیدے یا شام کو کھلائے اور صبح کے کھانے کی قیمت دیدے، یا دو دن صبح کو یا شام کو کھلائے، یا تیس کو کھلائے اور تیس کو دیدے غرض یہ کہ ساٹھ کی تعداد جس طرح چاہے

پوری کرے اس کا اختیار ہے۔

کفارے کا کھانا کھلانے میں پیٹ بھر کر کھلانا شرط ہے

(7)...کھلانے میں پیٹ بھر کر کھلانا شرط ہے اگرچہ تھوڑے ہی کھانے میں سیر ہو جائیں اور اگر پہلے ہی سے کوئی سیر تھا تو اُس کا کھانا کافی نہیں اور بہتر یہ ہے کہ گندم کی روٹی اور سالن کھلائے اور اس سے اچھا کھانا ہو تو اور بہتر اور جَو کی روٹی ہو تو سالن ضروری ہے۔

(8)...ایک مسکین کو ساٹھ دن تک دونوں وقت کھلایا، یا ہر روز صدقۂ فطر کی مقدار اُسے دیدیا جب بھی کفارہ ادا ہو گیا اور اگر ایک ہی دن میں ایک مسکین کو سب دیدیا ایک دفعہ میں یا ساٹھ دفعہ کر کے، یا اُس کو سب مباح کرنے کے طور پر دیا تو صرف اُس ایک دن کا ادا ہوا۔ یوہیں اگر تیس مَساکین کو ایک ایک صاع گندم دی یا دو دو صاع جَو دیئے تو صرف تیس کو دینا قرار پائے گا یعنی تیس مساکین کو پھر دینا پڑے گا، یہ اُس صورت میں ہے کہ ایک دن میں دیئے ہوں اور اگر دو دنوں میں دیئے ہوں تو جائز ہے۔

(9)...ایک سو بیس مسکینوں کو ایک وقت کھانا کھلا دیا تو کفارہ ادا نہ ہوا بلکہ ضروری ہے کہ ان میں سے ساٹھ کو پھر ایک وقت کھلائے خواہ اُسی دن یا کسی دوسرے دن اور اگر وہ نہ ملیں تو دوسرے ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت کھلائے۔

(10)...ظہار میں یہ ضروری ہے کہ قربت سے پہلے ساٹھ مساکین کو کھلادے اور اگر ابھی پورے ساٹھ مساکین کو کھلا نہیں چکا ہے اور درمیان میں وطی کرلی تو اگرچہ یہ حرام ہے مگر جتنوں کو کھلا چکا ہے وہ باطل نہ ہوا، باقیوں کو کھلادے، نئے سرے سے پھر ساٹھ کو کھلانا ضروری نہیں۔(بہار شریعت، حصہ ہشتم، کفارہ کا بیان، ۲/۲۱۷-۲۱۳)

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ نُهُوْا عَنِ النَّجْوٰى ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَ یَتَنٰجَوْنَ بِالْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ وَ مَعْصِیَتِ الرَّسُوْلِ٘ وَ اِذَا جَآءُوْكَ حَیَّوْكَ بِمَا لَمْ یُحَیِّكَ بِهِ اللّٰهُۙ وَ یَقُوْلُوْنَ فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ لَوْ لَا یُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُؕ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُۚ یَصْلَوْنَهَاۚ فَبِئْسَ الْمَصِیْرُ(8)

ترجمہ: کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جنہیں پوشیدہ مشوروں سے منع فرمایا گیا تھا پھر وہ اسی کام کی طرف لوٹتے ہیں جس سے انہیں منع کیا گیا تھا اور آپس میں گناہ اور حد سے بڑھنے اور رسول کی نافرمانی کے مشورے کرتے ہیں اور جب تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں تو اُن الفاظ سے تمہیں سلام کرتے ہیں جن سے اللہ نے تمہیں سلام نہیں فرمایا اور وہ اپنے دلوں میں کہتے ہیں کہ ہماری باتوں کی وجہ سے اللہ ہمیں کیوں عذاب نہیں دیتا؟ انہیں جہنم کافی ہے، وہ اس میں داخل ہوں گے تو وہ کیا ہی برا ٹھکانہ ہے۔

کسی کے سامنے سرگوشی کرنے کی ممانعت:

اس سے معلوم ہوا کہ کسی کے سامنے سرگوشی سے بات کرنا اسے تشویش میں ڈال دیتا اور رنج وغم میں مبتلا کر دیتا ہے، لہٰذا اس سے بچنا چاہئے، اَحادیث میں بھی اس سے منع کیا گیا ہے، چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے ،رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا "جب تم تین آدمی ہو تو تیسرے کو چھوڑ کر دو آدمی آپس میں سرگوشی نہ کریں۔ (بخاری، کتاب الاستئذان، باب لا یتناجی اثنان دون الثالث، ۴/۱۸۵، الحدیث:۶۲۸۸)

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا "جب تم تین افراد ہو تو تیسرے کو چھوڑ کر دو آدمی باہم سرگوشی نہ کریں جب تک کہ بہت سے آدمیوں سے نہ مل جاؤ (یعنی تمہاری تعداد کثیر ہو جائے) ورنہ یہ بات اسے رنج پہنچائے گی۔ (بخاری، کتاب الاستئذان، باب اذا کانوا اکثر من ثلاثۃ۔۔۔ الخ، ۴/۱۸۵، الحدیث:۶۲۹۰)

اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قِیْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِی الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا یَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْۚ-وَ اِذَا قِیْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْۙ-وَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ

دَرَجٰتٍؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ(11)

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تم سے کہا جائے (کہ) مجلسوں میں جگہ کشادہ کرو تو جگہ کشادہ کردو، اللہ تمہارے لئے جگہ کشادہ فرمائے گا اور جب کہا جائے: کھڑے ہو جاؤ تو کھڑے ہو جایا کرو، اللہ تم میں سے ایمان والوں کے اور ان کے درجات بلند فرماتا ہے جنہیں علم دیا گیا اور اللہ تمہارے کاموں سے خوب خبردار ہے۔

بزرگانِ دین کی تعظیم کرنا سنت ہے:

اس آیت کے شانِ نزول سے معلوم ہوا کہ بزرگانِ دین کے لئے جگہ چھوڑنا اور ان کی تعظیم کرنا جائز بلکہ سنت ہے حتّٰی کہ مسجد میں بھی ان کی تعظیم کرسکتے ہیں کیونکہ یہ واقعہ مسجدِ نبوی شریف میں ہی ہوا تھا۔ یاد رہے کہ حدیثِ پاک میں بزرگانِ دین اور دینی پیشواؤں کی تعظیم و توقیر کا باقاعدہ حکم بھی دیا گیا ہے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ سے روایت ہے، سیّد المرسلین صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”جن سے تم علم حاصل کرتے ہو ان کے لئے عاجزی اختیار کرو اور جن کو تم علم سکھاتے ہو ان کے لئے تواضع اختیار کرو اور سرکش عالِم نہ بنو۔ (الجامع لاخلاق الراوی، باب توقیر المحدّث طلبۃ العلم۔۔۔ الخ، تواضعہ لہم، ص ۲۳۰، الحدیث: ۸۰۲)

لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ بزرگانِ دین کی تعظیم کرتا رہے اور ان کی بے ادبی

کرنے سے بچے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ادب و تعظیم کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

فضیلت اور مرتبے والوں کو اگلی صفوں میں بٹھایا جا سکتا ہے:

یاد رہے کہ مجلس کے آداب میں یہ بات شامل ہے کہ جو شخص پہلے آکر بیٹھ چکا ہو اسے اس کی جگہ سے نہ اٹھایا جائے سوائے کسی بڑی ضرورت کے یا یوں کہ اہم حضرات کیلئے نمایاں جگہ بنادی جائے جیسے دینی و دُنیوی دونوں قسم کی مجلسوں میں سرکردہ حضرات کو اسٹیج پر یا سب سے آگے جگہ دی جاتی ہے اور ویسے یہ ہونا چاہیے کہ بڑے اور سمجھدار حضرات سننے کیلئے زیادہ قریب بیٹھیں۔ حضرت ابو مسعود انصاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا "تم میں سے جو لوگ بالغ اور عقل مند ہیں انہیں میرے قریب کھڑے ہونا چاہیے، پھر جو ان کے قریب ہوں، پھر جو ان کے قریب ہوں۔ (ابو داؤد، کتاب الصلاۃ، باب من یستحبّ ان یلی الامام فی الصفّ وکراہیۃ التاخّر، ۱/۲۶۷، الحدیث: ۶۷۴)

اور حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے، حضور پُر نور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: "لوگوں سے ان کے مرتبے اور منصب کے مطابق معاملہ کرو۔ (ابو داؤد، کتاب الادب، باب فی تنزیل الناس منازلہم، ۴/۳۴۳، الحدیث: ۴۸۴۲)

فضیلت اور مرتبے والے خود کسی کو اٹھا کر اس کی جگہ نہ بیٹھیں:

فضیلت اور مرتبہ رکھنے والے حضرات کو چاہئے کہ وہ خود کسی کو اٹھا کر اس کی جگہ پر نہ بیٹھیں کیونکہ کثیر اَحادیث میں حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس سے منع فرمایا ہے، جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، سرکارِ دو عالَم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کوئی شخص مجلس میں سے کسی کو اٹھا کر خود اس کی جگہ پر نہ بیٹھے۔ (مسلم، کتاب السلام، باب تحریم اقامۃ الانسان من موضعہ المباح الذی سبق الیہ، ص۱۱۹۸، الحدیث: ۲۷(۲۱۷۷))

حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی دوسری روایت میں ہے، رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس سے منع فرمایا ہے کہ ایک شخص کسی کو اس کی جگہ سے اٹھا کر خود اس کی جگہ بیٹھ جائے البتہ (تمہیں چاہئے کہ) دوسروں کے لئے جگہ کشادہ اور وسیع کر دو۔ (بخاری، کتاب الاستئذان، باب اذا قیل لکم تفسّحوا فی المجلس۔۔۔ الخ، ۴/ ۱۷۹، الحدیث: ۶۲۷۰)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَیْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَ اَطْهَرُ ؕ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (12)

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تم رسول سے تنہائی میں کوئی بات عرض کرنا چاہو تو اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقہ دے لو، یہ تمہارے لیے بہت بہتر اور

زیادہ پاکیزہ ہے، پھر اگر تم (اس پر قدرت) نہ پاؤ تو بیشک اللہ بہت بخشنے والا ، بڑا مہربان ہے۔

اولیاءِ کرام کے مزارات پر شیرینی لے جانے کی دلیل:

اس آیتِ مبارکہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اولیاءِ کرام رَحْمَةُاللہِ تَعَالٰی عَلَیْهِمْ کے مزارات پر صدقہ کرنے کے لئے شیرینی وغیرہ لے کر جانا جائز ہے، چنانچہ صدرُ الافاضل مفتی نعیم الدین مراد آبادی رَحْمَةُاللہِ تَعَالٰی عَلَیْهِ فرماتے ہیں: حضرت مترجم قدس سرہ (یعنی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُاللہِ تَعَالٰی عَلَیْهِ) نے فرمایا: یہ اس کی اصل ہے جو مزاراتِ اولیاء پر تَصَدُّق کیلئے شیرینی وغیرہ لے جاتے ہیں۔ (خزائن العرفان، المجادلۃ، تحت الآیۃ: ۱۲، ص ۱۰۰۵)

سورۃ الحشر

مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآىِٕمَةً عَلٰۤى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَ لِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ(5)

ترجمہ: (اے مسلمانو!) تم نے جو درخت کاٹے یا ان کی جڑوں پر قائم چھوڑ دیئے تو یہ سب اللہ کی اجازت سے تھا اور اس لیے تاکہ اللہ نافرمانوں کو رسوا کرے۔

آیت ”مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ“ سے معلوم ہونے والے مسائل:

اس آیت سے 2 مسئلے معلوم ہوئے:

قرآن کے علاوہ بھی نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی طرف وحی آتی تھی:

(1)... قرآن کے علاوہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی طرف وحی بھیجی جاتی تھی کیونکہ آیت میں بیان کردہ درختوں کو کاٹنے کا اذنِ الٰہی قرآن میں کہیں مذکور نہیں تو یہ اجازت قرآن کے علاوہ وحی میں ہی دی گئی تھی۔

کفار کا مال برباد کرنے کا شرعی حکم

(2)... جہاد میں کفار کو مغموم کرنے کے لئے ان کا مال برباد کرنا جائز ہے۔

لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ

اَمْوَالِهِمْ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا وَّ یَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗؕ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ(8)

ترجمہ: ان فقیر مہاجروں کے لیے جو اپنے گھروں اور اپنے مالوں سے نکالے گئے اس حال میں کہ اللہ کی طرف سے فضل اور رضا چاہتے ہیں اور وہ اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں، وہی لوگ سچے ہیں۔

آیت ’’لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِیْنَ‘‘ سے معلوم ہونے والے مسائل:

اس آیت سے چار مسئلے معلوم ہوئے،

(1)... اس آیت میں اللہ تعالٰی نے ان مہاجر مسلمانوں کو فقراء فرمایا جو اپنے اَموال وغیرہ مکہ معظمہ میں چھوڑ کر آئے تھے، اس سے معلوم ہوا کہ اگر کفار مسلمانوں کے مال پر قبضہ کرلیں تو وہ اس کے مالک ہوجائیں گے۔

رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی مدد کرنا اللہ تعالٰی کی مدد کرنا ہے

(2)... مہاجر صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی مدد کے لئے آئے تھے اور اللہ تعالٰی نے فرمایا کہ میری مدد کے لئے آئے، اس سے معلوم ہوا کہ حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی مدد کرنا اللہ تعالٰی کی مدد کرنا ہے یعنی حقیقت میں اللہ تعالٰی کے دین کی مدد کرنا ہے۔

(3)... اللہ تعالٰی کے بندوں کی مدد لینا شرک نہیں

خلفاءِ راشدین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم کی خلافت برحق ہے

(4)... خلفاءِ راشدین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم کی خلافت برحق ہے، کیونکہ ان خلافتوں کو سارے مہاجرین وانصار رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم نے حق کہا اور وہ سب سچے ہیں۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ لْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ(18)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ہر جان دیکھے کہ اس نے کل کے لیے آگے کیا بھیجا ہے اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ تمہارے اعمال سے خوب خبردار ہے۔

مُراقبہ کی اصل:

اس آیت سے معلوم ہوا کہ ایک گھڑی غور و فکر کرنا بہت سے ذکر کرنے سے بہتر ہے۔ اپنے اعمال کے بارے میں سوچنا بہت افضل عمل ہے اور یہی مراقبہ ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا "(آخرت کے معاملے میں) گھڑی بھر غور و فکر کرنا 60 سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ (کنز العمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، التفکّر، الجزء الثالث، ۲/۴۸، الحدیث: ۵۷۰۷) لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ اپنے اُخروی معاملات کے بارے میں

مراقبہ اور غور و فکر کرتا رہے۔ مراقبہ کا معنی اور اس کی حقیقت بیان کرتے ہوئے امام محمد غزالی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: مراقبہ کا معنی ہے نگہبانی کرنا، جس طرح اپنا مال شریک کے حوالے کر کے شرط رکھی جاتی ہے اور عہد و پیمان کے بعد بھی بے خبر ہو کر نہیں بیٹھ رہتے اسی طرح ہر وقت نفس کی خبرگیری کرتے رہنا بھی ضروری ہے کیونکہ اگر تم اس سے غافل ہو گئے تو وہ کاہلی اور خواہشات کو پورا کرنے کے سبب پھر سے سرکش ہو جائے گا۔ مراقبہ کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ اس بات پر کامل یقین رکھے کہ اللّٰہ تعالیٰ اس کے ہر فعل اور ہر خیال سے واقف ہے اور اس سے کسی بات کا کوئی پہلو پوشیدہ نہیں ہے، لوگ اگر صرف اس کے ظاہر کو دیکھتے ہیں تو اللّٰہ تعالیٰ اس کے ظاہر و باطن دونوں کو دیکھتا ہے۔ جس نے یہ بات سمجھ لی اور یہ آگہی اس کے دل پر غالب آگئی تو اس کا ظاہر و باطن زیورِ ادب سے آراستہ ہو جائے گا۔ انسان اگر اس بات پر یقین کرے کہ اللّٰہ تعالیٰ اس کے ظاہر و باطن سے واقف نہیں ہے تو وہ کافر ہے اور اگر اس پر ایمان لایا، پھر اس کی مخالفت کی تو وہ بڑا دلیر اور بے شرم ہے۔ (کیمیاء سعادت، رکن چہارم، اصل ششم در محاسبت و مراقبت، ۲/۸۸۶-۸۸۵)

وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْؕ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ(19)

ترجمہ: اور ان لوگوں کی طرح نہ بنو جنہوں نے اللّٰہ کو بھلا دیا تو اللّٰہ نے انہیں

ان کی جانیں بھلادیں، وہی نافرمان ہیں۔

آیت ’’ وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ نَسُوا اللّٰهَ ‘‘ سے حاصل ہونے والی معلومات:

اس آیت سے چار باتیں معلوم ہوئیں،

(1)...جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے حقوق یاد نہ رہے جیسے یہودی اور عیسائی وغیرہ ،ان جیسا ہونے سے منع فرمایا گیا ہے۔

اسلام کے علاوہ کسی اور دین میں رہ کر اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا قابلِ قبول نہیں

(2)... اسلام کے سوا کسی اور دین میں رہ کر اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا قابلِ قبول نہیں ، کیونکہ وہ کفار اپنے عقیدے کے مطابق اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے تھے، لیکن ارشاد فرمایا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو بھلا دیا۔

(3)...اللہ تعالیٰ سے غافل ہونے کا اثر یہ ہوتا ہے کہ بندے کو اس بات کی کبھی فکر نہیں ہوتی کہ وہ دنیا میں کیوں آیا اور اسے کیا کرنا چاہیے۔

(4)...آخرت کی فکر نہ ہونا اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے۔

سورۃ اَلْمُمْتَحِنَة

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَ عَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ
تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَ قَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۚ
يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَ اِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ؕ اِنْ
كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ ۖ
تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ۖ وَ اَنَا اَعْلَمُ بِمَاۤ اَخْفَيْتُمْ وَ مَاۤ
اَعْلَنْتُمْ ؕ وَ مَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ (1)

ترجمہ: اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ، تم انہیں دوستی کی وجہ سے خبریں پہنچاتے ہو حالانکہ یقینا وہ اس حق کے منکر ہیں جو تمہارے پاس آیا، وہ رسول کو اور تمہیں اس بنا پر نکالتے ہیں کہ تم اپنے رب اللہ پر ایمان لائے، اگر تم میری راہ میں جہاد کرنے اور میری رضا طلب کرنے کیلئے نکلے تھے (تو ان سے دوستی نہ کرو) تم ان کی طرف محبت کا خفیہ پیغام بھیجتے ہو اور میں ہر اس چیز کو خوب جانتا ہوں جسے تم نے چھپایا اور جسے تم نے ظاہر کیا اور تم میں سے جو یہ (دوستی) کرے تو بیشک وہ سیدھی راہ سے بہک گیا۔

آیت ’’ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَ عَدُوَّكُمْ اَوْلِیَآءَ ‘‘ سے حاصل ہونے والی معلومات:

اس آیت سے مزید 5 باتیں یہ معلوم ہوئیں،

(1)…کفارِ مکہ مسلمانوں کے دشمن تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنا دشمن بھی فرمایا، اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کا دشمن اللہ تعالیٰ کا بھی دشمن ہے۔

(2)…کفار کو مسلمانوں کے راز سے خبردار کرنا غداری اور دین و قوم سے بغاوت ہے۔

کبیرہ گناہ کرنے سے انسان کافر نہیں ہوتا

(3)… حضرت حاطب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهُ سے گناہ سرزد ہوا (ان کا واقعہ اس آیت کا شانِ نزول کسی بھی مستند تفسیر کی کتاب سے دیکھا جاسکتا ہے) اور اللہ تعالیٰ نے انہیں مومن فرمایا، اس سے معلوم ہوا کہ کبیرہ گناہ کرنے سے انسان کافر نہیں ہوتا۔

(4)…ایمان کا دشمن جان کے دشمن سے زیادہ خطرناک ہے۔

(5)…اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد اسی وقت ہوگا، جب مجاہد کا دل مومن کی محبت اور کافر کی عداوت سے پُر ہو، اگر مجاہد کے دل میں کافر کی طرف تھوڑا سا میلان بھی ہوا، تو اس کا مجاہد فی سبیل اللہ رہنا مشکل ہے۔

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗۚ اِذْ
قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَ مِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ
اللّٰهِ٘ كَفَرْنَا بِكُمْ وَ بَدَا بَیْنَنَا وَ بَیْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَ الْبَغْضَآءُ
اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗۤ اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِیْمَ لِاَبِیْهِ
لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَ مَاۤ اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍؕ رَبَّنَا
عَلَیْكَ تَوَكَّلْنَا وَ اِلَیْكَ اَنَبْنَا وَ اِلَیْكَ الْمَصِیْرُ(4) رَبَّنَا لَا
تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ اغْفِرْ لَنَا رَبَّنَاۚ اِنَّكَ اَنْتَ
الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ(5)

ترجمہ: بیشک ابراہیم اور اس کے ساتھیوں میں تمہارے لیے بہترین پیروی تھی جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا: بیشک ہم تم سے اور ان سے بیزار ہیں جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو، ہم نے تمہارا انکار کیا اور ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لیے دشمنی اور عداوت ظاہر ہوگئی حتّٰی کہ تم ایک اللہ پر ایمان لے آؤ مگر ابراہیم کا اپنے (عرفی) باپ سے یہ کہنا (پیروی کے قابل نہیں) کہ میں ضرور تیرے لئے مغفرت کی دعا مانگوں گا اور میں اللہ کے سامنے تیرے لئے کسی نفع کا مالک نہیں ہوں ۔ اے ہمارے رب! ہم نے تجھی پر بھروسہ کیا اور تیری ہی طرف رجوع لائے اور تیری ہی طرف پھرنا

ہے۔ اے ہمارے رب! ہمیں کافروں کیلئے آزمائش نہ بنا اور ہمیں بخش دے، اے ہمارے رب! بیشک تو ہی بہت عزت والا، بڑا حکمت والا ہے۔

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی پیروی مُطْلَقاً لازم ہے

خیال رہے کہ مسلمانوں پر حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی پیروی مُطْلَقاً لازم ہے جبکہ دیگر انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی پیروی خاص اعمال میں ہے کیونکہ سابقہ انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کی شریعت کے بہت سے اَحکام مَنسوخ بھی ہوگئے ہیں، لہٰذا یہ آیت سورۂ اَحزاب کی اس آیت ''لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ'' کے خلاف نہیں، کیونکہ یہاں خاص صورتوں میں خاص پیروی کا حکم ہے اور سورۂ احزاب کی آیت میں مطلقاً پیروی کا حکم ہے۔

آیت ''قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ'' سے حاصل ہونے والے مسائل:

اس آیت سے تین باتیں معلوم ہوئیں،

(1)... انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی سنت یہ ہے کہ اپنا ایمان اپنے قول اور فعل سے ظاہر کردے۔

(2)... کفار سے دشمنی رکھنا اتنا ہی ضروری ہے جتنا مسلمانوں سے محبت رکھنا ضروری ہے۔

(3)... اللہ تعالیٰ کے اِذن اور اس کی اجازت سے انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ

وَالسَّلَام گناہگار مومنوں سے عذاب دور کریں گے اور ان کی شفاعت سے عذاب دور ہو گا، لہٰذا یہ آیت مومنوں کے حق میں شفاعت نہ ہونے کی دلیل نہیں بن سکتی۔

لَا یَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِیْنَ لَمْ یُقَاتِلُوْكُمْ فِی الدِّیْنِ وَ لَمْ یُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِیَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَ تُقْسِطُوْۤا اِلَیْهِمْؕ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ(8) اِنَّمَا یَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِیْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِی الدِّیْنِ وَ اَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِیَارِكُمْ وَ ظٰهَرُوْا عَلٰۤى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْۚ وَ مَنْ یَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ(9)

ترجمہ: اللہ تمہیں ان لوگوں سے احسان کرنے اور انصاف کا برتاؤ کرنے سے منع نہیں کرتا جنہوں نے تم سے دین میں لڑائی نہیں کی اور نہ تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا، بیشک اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔ اللہ تمہیں صرف ان لوگوں سے دوستی کرنے سے منع کرتا ہے جو تم سے دین میں لڑے اور انہوں نے تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا اور تمہارے نکالنے پر (تمہارے مخالفین کی) مدد کی اور جو ان سے دوستی کرے تو وہی ظالم ہیں۔

کن کفار کے ساتھ اِقساط کی ممانعت نہیں؟

اس آیت کی تفسیر میں کثیر اَقوال اور اختلاف ہیں، اور عملی صورتیں جن پر اِس

آیت کو مُنطبِق کرنا ہے وہ توسینکڑوں سے زائد ہیں لہٰذا صرف ایک راجح خلاصۂ کلام یہاں پیش کیا جاتا ہے، تفصیل کیلئے فتاویٰ رضویہ کی چودھویں جلد میں موجود اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے رسالے "اَلْمَحَجَّۃُ الْمُؤْتَمِنَۃ فِی اٰیَۃِ الْمُمْتَحِنَہ" کا مطالعہ کریں۔ خلاصۂ آیات یہ ہے کہ جن کفار سے مسلمانوں کا امن وامان کا معاہدہ ہے یا جو ذِمّی کفار ہیں ان کے ساتھ بِر یعنی اچھا سلوک کرنے اور اِقساط کی ممانعت نہیں بلکہ اجازت ہے جبکہ ان کے علاوہ کے ساتھ ممانعت ہے۔ اِقساط کا معنی اور بِر و اِقساط دونوں کی تفصیل کیلئے نیچے کا کلام ملاحظہ فرمائیں:

کفار کے ساتھ بِر و صِلہ کی تین صورتیں:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے کفار کے ساتھ بِر و صِلہ کی تین صورتیں بیان فرمائی ہیں، ان کا خلاصہ یہ ہے کہ کفار کے ساتھ بر و صلہ کی تین صورتیں ہیں:

(1)...اعلیٰ صورت:

اپنی کسی صحیح غرض کے بغیر بالقصد محض کافر کو نفع دینا اور بھلائی پہنچانا مقصود ہو۔ یہ صورت مُستامِن یعنی امان لے کر اسلامی سلطنت میں آنے والے کافر اور مُعاہِد یعنی اس کافر سے بھی حرام ہے جس کے ساتھ معاہدہ ہے کیونکہ امان اور معاہدہ ضَرَر کو روکنے کے لئے ہیں نہ کہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو جان بوجھ کر نفع پہنچانے کے لئے۔

(2)...درمیانی صورت:

اپنی ذاتی مصلحت جیسے کافر نے کچھ دیا تو اس کے بدلے میں اسے دینا یا رشتہ داری کا لحاظ کرتے ہوئے کچھ مالی سلوک کرنا۔ یہ اس کافر کے ساتھ جائز ہے جس سے مسلمانوں کا معاہدہ ہے اور جس سے معاہدہ نہیں اس سے ممنوع ہے۔

(3)...ادنیٰ صورت:

اسلام اور مسلمانوں کی مَصلحت کے لئے جنگی چال کے طور پر کچھ دیا جائے۔ یہ حربی کافر یعنی جس سے معاہدہ نہیں اس کے ساتھ بھی جائز ہے۔

آیتِ کریمہ ''لَا یَنْهٰىكُمُ'' میں ''بِر'' یعنی احسان کی درمیانی صورت مراد ہے کیونکہ اعلیٰ اس کافر سے بھی حرام ہے جس سے معاہدہ ہے اور ادنیٰ اس کافر کے ساتھ بھی جائز ہے جس سے معاہدہ نہیں۔ (فتاوی رضویہ، رسالہ: المحجۃ المؤتمنۃ فی اٰیۃ الممتحنۃ، ۱۴/۴۶۸، ۴۶۵، ۴۶۹، ملخصًا)

اقساط کا مفہوم اور اس کی شرعی حکم:

اِقساط یعنی انصاف کرنے کے مفسرین نے تین معانی بیان کئے ہیں:

ایک معنی یہ ہے کہ ان پر ظلم نہ کرو۔ اس معنی کے اعتبار سے یہ حکم حربی و معاہد ہر طرح کے کافر کیلئے عام ہے کہ حربی پر بھی ظلم کرنے کی اجازت نہیں اور اِس معنی کے اعتبار سے یہ حکم رخصت نہیں بلکہ واجب ہے۔

دوسرا معنی یہ ہے کہ کافروں سے کیا ہوا معاہدہ پورا کرو اور اس صورت میں بھی یہ حکم واجب ہے نہ کہ صرف رخصت، البتہ معاہدے کی مدت پوری کرنا واجب نہیں ، کوئی مصلحت ہو تو مدت سے پہلے بتا کر معاہدہ توڑ دینا جائز ہے۔

تیسرا معنی یہ کہ اِقساط سے مراد اپنے مال سے کچھ حصہ دیدینا ہے اور یہ وہی بر یعنی نیکی کرنا ہی ہے، گویا اِس صورت میں بر و اِقساط ایک ہی چیز ہو گئے۔ اس پر اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ نے فرمایا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہاں یہاں بر (نیکی کرنے) اور اِقساط (انصاف کرنے) دونوں لفظوں میں یوں فرق ہو سکتا ہے کہ اِقساط کا مطلب ہے کہ جتنا کافر نے دیا اتنا ہی دیا جائے جیسے کافر نے ہزار روپے کی چیز دی تو جواب میں ہزار روپے کی چیز ہی دیدی جائے تو یہ اقساط یعنی برابری کرنا ہو گیا جبکہ اگر وہ کچھ نہ دے اور مسلمان اپنی رشتے داری یا کسی مصلحت کی وجہ سے اسے ہزار روپے کی چیز دیدے یا کافر نے ہزار روپے کی چیز دی لیکن مسلمان ہزار سے زائد کی شے دیدے تو یہ بِر یعنی احسان کرنا، نیکی کرنا، سلوک کرنا کہلائے گا۔ (فتاویٰ رضویہ، رسالہ: المحجۃ المؤتمنۃ فی اٰیۃ الممتحنۃ، ۱۴/۴۷۱، ملخصًا)

کفار کے ساتھ دوستی (Friendship) کی صورتیں اور ان کے اَحکام:

آیت نمبر 9 میں کفار کے ساتھ دوستی سے منع کیا گیا، یہاں ان سے دوستی سے متعلق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے کلام کا خلاصہ ملاحظہ ہو،

مُوالات (یعنی کفار کے ساتھ دوستی) کی دو قسمیں ہیں:

(1)... حقیقی موالات:

اس کی ادنیٰ صورت قلبی میلان ہے، یہ تمام صورتوں میں ہر کافر سے مُطْلَقاً ہر حال میں حرام ہے البتہ طبعی میلان جیسے ماں باپ، اولاد یا خوبصورت بیوی کی طرف غیر اختیاری طور پر ہوتا ہے یہ اس حکم میں داخل نہیں پھر بھی اس تَصَوُّر سے کہ یہ اللہ و رسول کے دشمن ہیں اور ان سے دوستی حرام ہے، اپنی طاقت کے مطابق اس میلان کو دبانا یہاں تک کہ بن پڑے تو فنا کر دینا لازم ہے، اس میلان کا آنا بے اختیار تھا اور اسے زائل کرنا قدرت میں ہے تو اسے رکھنا دوستی کو اختیار کرنا ہوا اور یہ حرامِ قطعی ہے اسی لئے جس غیر اختیاری چیز کے ابتدائی اُمور کسی شخص نے اپنے اختیار سے پیدا کئے تو اس میں اس کا کوئی عذر قابلِ قبول نہ ہو گا جیسے شراب سے عقل زائل ہو جانا اختیار میں نہیں لیکن جب اختیار سے پی تو عقل کا زوال اور اس پر جو کچھ مُرَتَّب ہوا سب اسی کے اختیار سے ہو گا۔

(2)... صورۃً موالات:

اس کی صورت یہ ہے کہ بندے کا دل کافر کی طرف اصلاً مائل نہ ہو لیکن اس سے برتاؤ ایسا کرے جو بظاہر محبت و میلان کا پتا دیتا ہو۔ یہ ضرورت اور مجبوری کی حالت میں صرف ضرورت و مجبوری کی مقدار مُطْلَقاً جائز ہے اور بقدرِ ضرورت یہ کہ مثلاً

صرف عدوات کا اظہار نہ کرنے سے کام نکلتا ہو تو اسی قدر پر اِکتفاء کرے اور اظہارِ محبت کی ضرورت ہو تو حتَّی الامکان پہلودار بات کہے، صراحت کے ساتھ اظہار کرنے کی اجازت نہیں ، اور اگر اس کے بغیر نجات نہ ملے اور دل ایمان پر مطمئن ہو تو صراحت کے ساتھ اظہار کی رخصت ہے اور اب بھی عزیمت یہی ہے کہ ایسا نہ کرے۔(فتاوی رضویہ، رسالہ: المحجۃ المؤتمنۃ فی اٰیۃ الممتحنۃ، ۱۴/۴۶۷-۴۶۵، ملخصًا)

اب زیرِ تفسیر دونوں آیات کا خلاصہ ملاحظہ ہو، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ تمہیں ان کافروں کے ساتھ احسان اور انصاف کا برتاؤ کرنے سے منع نہیں کرتا جنہوں نے تم سے دین میں لڑائی نہیں کی اور نہ تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا، بیشک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے اور وہ تمہیں صرف ان کافروں کے ساتھ دوستی کرنے سے منع کرتا ہے جو تم سے دین میں لڑے اور انہوں نے تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا اور تمہیں نکالنے پر تمہارے مخالفین کی مدد کی اور جو ان سے دوستی کرے تو وہی لوگ ظالم ہیں۔(خازن، الممتحنۃ، تحت الآیۃ: ۹-۸، ۴/ ۲۵۸)

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰۤى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا وَّ لَا يَسْرِقْنَ وَ لَا يَزْنِيْنَ وَ لَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَ لَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَ اَرْجُلِهِنَّ وَ لَا

يَعۡصِيۡنَكَ فِيۡ مَعۡرُوۡفٍ فَبَايِعۡهُنَّ وَ اسۡتَغۡفِرۡ لَهُنَّ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ (12)

ترجمہ: اے نبی! جب مسلمان عورتیں تمہارے حضور اس بات پر بیعت کرنے کیلئے حاضر ہوں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری کریں گی اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ وہ بہتان لائیں گی جسے اپنے ہاتھوں اور اپنے پاؤں کے درمیان میں گھڑیں اور کسی نیک بات میں تمہاری نافرمانی نہ کریں گی تو ان سے بیعت لو اور اللہ سے ان کی مغفرت چاہو بیشک اللہ بہت بخشنے والا، بڑامہربان ہے۔

حضرت ہند بنتِ عتبہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنۡہَا اور دیگر خواتین کی بیعت:

جب سرکارِ دوعالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فتحِ مکہ کے دن مردوں کی بیعت لے کر فارغ ہوئے تو کوہِ صفا پر عورتوں سے بیعت لینا شروع کی، حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنۡہُ نیچے کھڑے ہو کر حضور اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا کلام مبارک عورتوں کو سناتے جاتے تھے۔ اسی دوران حضرت ابو سفیان رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنۡہُ کی زوجہ حضرت ہند بنتِ عتبہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہَا ڈرتے ڈرتے برقع پہن کر اس طرح حاضر ہوئیں کہ پہچانی نہ جائیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”میں تم سے اس بات پر بیعت لیتا ہوں کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو گی۔ حضرت ہند نے سر اٹھا کر کہا: آپ ہم سے وہ عہد لے

رہے ہیں جو ہم نے آپ کو مردوں سے لیتے ہوئے نہیں دیکھا۔ اس دن مردوں سے صرف اسلام و جہاد پر بیعت لی گئی تھی۔ پھر حضور پُر نور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا اور چوری نہ کرو گی۔ حضرت ہند رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے عرض کی: حضرت ابو سفیان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بخیل آدمی ہیں اور میں نے اُن کا مال ضرور لیا ہے، میں نہیں سمجھتی کہ مجھے حلال ہوا یا نہیں۔ حضرت ابو سفیان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وہاں حاضر تھے، اُنہوں نے کہا: جو تو نے پہلے لیا اور جو آئندہ لے گی سب حلال ہے۔ اس پر نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مسکراتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”تو ہند بنتِ عتبہ ہے۔ عرض کی: جی ہاں! مجھ سے جو کچھ قصور ہوئے ہیں وہ معاف فرما دیجئے۔ پھر حضور انور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: ”اور بدکاری نہ کرو گی۔ حضرت ہند رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے کہا: کیا کوئی آزاد عورت بدکاری کرتی ہے ۔پھر ارشاد فرمایا ”اپنی اولاد کو قتل نہ کرو گی۔ حضرت ہند رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے کہا: ہم نے چھوٹے چھوٹے بچے پالے، جب وہ بڑے ہو گئے تو آپ نے انہیں قتل کر دیا، اب آپ جانیں اور وہ جانیں۔ حضرت ہند رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے یہ اس لئے کہا کہ ان کا لڑکا حنظلہ بن ابو سفیان بدر میں قتل کر دیا گیا تھا۔ حضرت ہند رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی یہ گفتگو سن کر حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو بہت ہنسی آئی۔ پھر حضور پُر نور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: ”اپنے ہاتھ پاؤں کے درمیان کوئی بہتان نہ گھڑو گی۔ حضرت ہند رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے کہا: خدا کی قسم! بہتان بہت بری چیز ہے اور

حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہمیں نیک باتوں اور اچھی خصلتوں کا حکم دیتے ہیں۔ پھر حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ’’کسی نیک بات میں رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی نافرمانی نہ کرو گی۔ اس پر حضرت ہند رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے کہا: اس مجلس میں ہم اس لئے حاضر ہی نہیں ہوئے کہ اپنے دل میں آپ کی نافرمانی کا خیال آنے دیں۔ عورتوں نے ان تمام اُمور کا اقرار کیا اور 457 عورتوں نے بیعت کی۔ (خازن، الممتحنۃ، تحت الآیۃ: ۱۲، ۴/۲۶۰، مدارک، الممتحنۃ، تحت الآیۃ: ۱۲، ص-۱۲۳۴-۱۲۳۵، خزائن العرفان، الممتحنۃ، تحت الآیۃ: ۱۲، ص ۱۰۱۹، ملتقطاً)

عورتوں سے بیعت کی کیفیت (Method):

عورتوں سے لی جانے والی بیعت میں تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان سے مصافحہ نہ فرمایا اور عورتوں کو اپنا دستِ مبارک چھونے نہ دیا۔ حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں: اللّٰہ تعالٰی کی قسم! بیعت کرتے وقت آپ کے ہاتھ نے کسی عورت کے ہاتھ کو مَس نہیں کیا، آپ ان کو صرف اپنے کلام سے بیعت کرتے تھے۔ (صحیح بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ الممتحنۃ، باب اذا جاء کم المؤمنات مہاجرات، ۳/۳۵۰، الحدیث: ۴۸۹۱)

بیعت کی کیفیت میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ پانی کے ایک بڑے برتن میں سیّد المرسلین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنا دستِ مبارک ڈالا پھر اسی میں عورتوں نے اپنے ہاتھ ڈالے

اور یہ بھی کہا گیا ہے بیعت کپڑے کے واسطے سے لی گئی تھی اور بعید نہیں ہے کہ دونوں صورتیں عمل میں آئی ہوں۔

آیت ''یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ'' سے حاصل ہونے والے مسائل:

اس آیت سے 4باتیں معلوم ہوئیں،

بیعت سے پہلے سابقہ گناہوں سے توبہ کرانے کا ثبوت

(1)... پیر کسی کو مرید کرتے وقت عمومی توبہ کے ساتھ خاص ان گناہوں سے بھی توبہ کرائے جن میں مرید گرفتار ہے، مثلاً بے نمازی سے ترکِ نماز کی یا سود خور سے سود خوری سے خاص طور پر توبہ کرائے اور آئندہ کے لئے اس پر قائم رہنے کا حکم دے۔

(2)... پیر کو چاہئے کہ بیعت لینے کے بعد اپنے مرید کے لئے دعائے مغفرت کرے کہ اے اللہ! تعالیٰ، اس کے گزشتہ گناہ بخش دے۔

کسی کے ہاتھ پر توبہ کرنے کا ثبوت

(3)... خود توبہ کرنے کا حکم اور ہے اور اللہ تعالیٰ کے کسی مقبول بندے کے ہاتھ پر توبہ کرنے کا دوسرا حکم ہے۔

مشائخ کے ہاتھ پر بیعت ہونے کا شرعی حکم

(4)... مسلمانوں کا مشائخ کے ہاتھ پر بیعت ہونا سنت ہے کیونکہ یہ مومنہ عورتیں

حضور اقدس ﷺ سے اس کی بیعت کرتی تھیں کہ ہم آئندہ گناہوں سے بچیں گی اور یہ ہی مشائخ کی بیعت کا منشا ہے۔

بیعت کی اقسام

یاد رہے کہ بیعت کی چار قسمیں ہیں

(1) بیعتِ اسلام (2) بیعتِ خلافت، (3) بیعتِ تقویٰ، (4) بیعتِ توبہ، آج کل کی بیعت توبہ یا تقویٰ کی بیعت ہے، اس بیعت کا ماخذ یہ آیت اور اس جیسی دوسری آیات ہیں۔

سورۃ الصّفّ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْۤا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ اَنْصَارِيْۤ اِلَى اللّٰهِؕ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّآىٕفَةٌ مِّنْۢ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ وَ كَفَرَتْ طَّآىٕفَةٌۚ فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰى عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ(14)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کے (دین کے) مددگار بن جاؤ جیسے عیسیٰ بن مریم نے حواریوں سے فرمایا تھا: کون ہیں جو اللہ کی طرف ہو کر میرے مدد

گار ہیں؟ حواریوں نے کہا: ہم اللہ کے (دین کے) مدد گار ہیں تو بنی اسرائیل سے ایک گروہ ایمان لایا اور ایک گروہ نے کفر کیا تو ہم نے ایمان والوں کو ان کے دشمنوں پر مدد دی تو وہ غالب ہو گئے۔

آیت ''یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْۤا اَنْصَارَ اللّٰهِ'' سے حاصل ہونے والے مسائل:

اس آیت سے تین باتیں معلوم ہوئیں،

اللہ تعالیٰ کے بندوں سے مدد مانگنا انبیاءِ کرام عَلَیْهِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی سنت ہے

(1)...مصیبت کے وقت اللہ تعالیٰ کے بندوں سے مدد مانگنا انبیاءِ کرام عَلَیْهِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی سنت ہے، یہ شرک نہیں اور ''اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ'' کے خلاف نہیں۔

(2)...عیسائیوں کو نصاریٰ اس لئے بھی کہا جاتا ہے کہ ان کے آباء و اَجداد نے حضرت عیسیٰ عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے کہا تھا: ''نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ''۔

(3)...اللہ تعالیٰ کے پیاروں کی مدد کرنا درحقیقت اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرنا ہے، کیونکہ حواریوں نے حضرت عیسیٰ عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی مدد کی تھی مگر عرض کی کہ ہم اللہ تعالیٰ کے مدد گار ہیں۔

سورۃ الجُمُعَة

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَۗ-وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ(2)

ترجمہ: وہی ہے جس نے اَن پڑھوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان کے سامنے اللہ کی آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت کا علم عطا فرماتا ہے اور بیشک وہ اس سے پہلے ضرور کھلی گمراہی میں تھے۔

آیت ’’ هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ ‘‘ سے حاصل ہونے والی معلومات:

اس آیت سے پانچ باتیں معلوم ہوئیں:

(1)…دل کی پاکی حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی نگاہِ کرم سے ملتی ہے، ایمان اور اَعمال پاکی کے اَسباب ہیں۔

(2)…قرآن و حدیث آسان نہیں کہ ہر کوئی محض اپنی عقل سے سمجھ لے ورنہ ان کی تعلیم کے لئے حضور پُر نور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نہ بھیجے جاتے۔

(3)…ہدایت کے لئے حدیث کی بھی ضرورت ہے۔

(4)...قرآنِ مجید کو محض اپنی عقل سے نہ سمجھا جائے بلکہ حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تعلیم سے سمجھا جائے، ورنہ گمراہ ہو جائیں گے۔

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم دنیا میں کسی کے شاگرد نہیں

(5)...تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم دنیا میں کسی کے شاگرد نہیں کیونکہ آپ کی تشریف آوری کے وقت عام لوگ جاہل تھے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کیا خوب فرماتے ہیں،

ایسا اُمّی کس لئے منت کشِ استاد ہو
کیا کفایت اس کو اِقْرَاْ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ نہیں

وَ لَا یَتَمَنَّوْنَهٗۤ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْهِمْؕ-وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِالظّٰلِمِیْنَ(7)

ترجمہ: اور وہ کبھی موت کی تمنا نہیں کریں گے اُن اعمال کے سبب جو اُن کے ہاتھ آگے بھیج چکے ہیں اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے۔

موت کی تمنا کرنے کا شرعی حکم:

اَحادیث میں موت کی تمنا کرنے سے منع کیا گیا ہے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”تم میں سے کوئی موت کی آرزو نہ کرے نیک شخص تو اس لئے کہ شاید وہ مزید نیکیاں کر لے اور گناہگار

اس لئے کہ شاید وہ توبہ کرلے۔(بخاری، کتاب المرضی، باب تمنی المریض الموت، ۴/ ۱۳، الحدیث:۵۶۷۳)

اور حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ''تم میں سے کوئی نہ موت کی آرزو کرے، نہ اس کے آنے سے پہلے اس کی دعا کرے کیونکہ جب وہ مرجائے گا تواس کا عمل ختم ہوجائے گا اور مومن کی عمر بھلائی ہی بڑھاتی ہے۔(مسلم، کتاب الذکروالدعائ۔۔۔الخ، باب کراہۃ تمنّی الموت لضرنزل بہ، ص۱۴۴۱، الحدیث:۱۳(۲۶۸۲))

البتہ اگر مجبوری میں موت کی آرزو کرنی ہی پڑے تو حدیثِ پاک میں اس کا طریقہ بھی ارشاد فرمایا گیا ہے، چنانچہ حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ''تم میں سے کوئی آئی ہوئی مصیبت کی وجہ سے موت کی تمنا نہ کرے، پھر اگر کرنی ہی پڑجائے تو یوں کہے: اے اللہ! تعالیٰ، جب تک میرے لئے زندگی بہتر ہو تو مجھے زندہ رکھ اور جب میرے لئے موت بہتر ہو تو مجھے موت دے۔(بخاری، کتاب المرضی، باب تمنی المریض الموت، ۴/ ۱۳، الحدیث: ۵۶۷۱)

مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں : یہ حدیث گزشتہ (دونوں) اَحادیث کی شرح ہے کہ بیماری و آزاری سے گھبرا کر موت نہ مانگے

اور جس طریقہ سے دعا کی اجازت دی گئی ہے نہایت ہی پیارا طریقہ ہے کیونکہ اس خیر و شر میں دین و دنیا کی خیر و شر شامل ہے گویا موت کی تمنا کہہ بھی لی مگر قاعدے سے۔(مراٰۃ المناجیح، جنازوں کا باب، باب موت کی آرزو اور اس کا ذکر، پہلی فصل، ۲/ ۴۲۱، تحت الحدیث: ۱۵۱۳)یعنی مقصد بھی پورا ہوگیا اور ممانعت کے حکم پر بھی عمل ہوگیا۔

مزید فرماتے ہیں: موت کی آرزو اچھی بھی ہے اور بری بھی، اگر حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے دیدار کے لیے یا دنیاوی فتنوں سے بچنے کے لیے موت کی تمنا کرنا ہے تو اچھا ہے اور اگر دُنیوی تکالیف سے گھبرا کر تمنائے موت کرے تو برا (ہے)۔(مراٰۃ المناجیح، جنازوں کا باب، باب موت کی آرزو اور اس کا ذکر، پہلی فصل، ۲/ ۴۲۰)

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الْبَیْعَؕ-ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ(9)

ترجمہ: اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کیلئے اذان دی جائے تو اللّٰہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔ اگر تم جانو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔

نمازِ جمعہ اور سعی الی الجمعہ کے احکام

اس آیت سے نمازِ جمعہ کے احکام بیان کئے جارہے ہیں ۔یہاں اس آیت سے متعلق تین باتیں ملاحظہ ہوں:

(1)...اس آیت میں اذان سے مراد پہلی اذان ہے نہ کہ دوسری اذان جو خطبہ سے مُتَّصِل ہوتی ہے۔اگرچہ پہلی اذان حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے زمانے میں اضافہ کی گئی مگر نماز کی تیاری کے واجب ہونے اور خرید وفروخت ترک کردینے کا تعلق اسی سے ہے۔

(2)...دوڑنے سے بھاگنا مراد نہیں ہے بلکہ مقصود یہ ہے کہ نماز کیلئے تیاری شروع کردو اور ذِکْرُ اللہ سے جمہور علماء کے نزدیک خطبہ مراد ہے۔

(3)...اس آیت سے نمازِ جمعہ کی فرضیّت، خرید وفروخت وغیرہ دُنْیَوی مَشاغل کی حرمت اور سعی یعنی نماز کے اہتمام کا وجوب ثابت ہوا اور خطبہ بھی ثابت ہوا۔(خزائن العرفان،الجمعۃ، تحت الآیۃ:۹،ص۱۰۲۵، ملخصًا)

جمعہ کی وجہِ تَسمِیَہ:

عربی زبان میں اس دن کا نام عروبہ تھا بعد میں جمعہ رکھا گیا اور سب سے پہلے جس شخص نے اس دن کا نام جمعہ رکھا وہ کعب بن لُوی ہیں ۔اس کی وجہ تسمیہ کے بارے میں مختلف اَقوال ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ اسے جمعہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس دن نماز کیلئے جماعتوں کا اجتماع ہوتا ہے۔(خازن،الجمعۃ، تحت الآیۃ:۹، ۴/۲۶۵)

تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا پہلا جمعہ:

سیرت بیان کرنے والے علماء کا بیان ہے کہ جب حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لائے تو 12 ربیع الاوّل ، پیر کے دن، چاشت کے وقت قباء کے مقام پر ٹھہرے، پیر سے لے کر جمعرات تک یہاں قیام فرمایا اور مسجد کی بنیاد رکھی ، جمعہ کے دن مدینہ طیبہ جانے کا عزم فرمایا، بنی سالم بن عوف کی وادی کے درمیان جمعہ کا وقت آیا، اس جگہ کو لوگوں نے مسجد بنایا اور سرکارِ دوعالَم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے وہاں جمعہ پڑھایا اور خطبہ فرمایا۔ یہ پہلا جمعہ ہے جو نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنے اَصحاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم کے ساتھ پڑھا۔ (خازن، الجمعۃ، تحت الآیۃ:۹، ۴/۲۶۶)

نمازِ جمعہ کی فرضیت سے متعلق شرعی مسائل:

یہاں نمازِ جمعہ کی فرضیت سے متعلق 3 شرعی مسائل ملاحظہ ہوں:

نماز جمعہ کا شرعی حکم:

(1)...جمعہ فرضِ عین ہے اور اس کی فرضیت ظہر سے زیادہ مُؤکَّد ہے اور اس کا منکر کافر ہے۔ (بہار شریعت، حصہ چہارم، جمعہ کا بیان، مسائل فقہیہ، ۱/۷۶۲)

جمعہ کی شرائط

(2)...جمعہ پڑھنے کے لئے 6 شرطیں ہیں، ان میں سے ایک شرط بھی نہ پائی گئی تو جمعہ ہوگا ہی نہیں

(1) جہاں جمعہ پڑھا جارہا ہے وہ شہر یا فنائِ شہر ہو۔

(2) جمعہ پڑھانے والا سلطانِ اسلام ہو یا اس کا نائب ہو جسے جمعہ قائم کرنے کا حکم دیا۔

(3) ظہر کا وقت ہو۔ یعنی ظہر کے وقت میں نماز پوری ہو جائے، لہٰذا اگر نماز کے دوران اگرچہ تشہد کے بعد عصر کا وقت آگیا تو جمعہ باطل ہو گیا، اب ظہر کی قضا پڑھیں۔

(4) خطبہ ہونا۔

(5) جماعت یعنی امام کے علاوہ کم سے کم تین مَردوں کا ہونا۔

(6) اذنِ عام، یعنی مسجد کا دروازہ کھول دیا جائے کہ جس مسلمان کا جی چاہے آئے، کسی کو روک ٹوک نہ ہو۔

جمعہ فرض ہونے کی شرائط:

(3)...جمعہ فرض ہونے کے لئے 11 شرطیں ہیں، اگر ان میں سے ایک بھی نہ پائی گئی تو جمعہ فرض نہیں، لیکن اگر پڑھے گا تو ادا ہو جائے گا۔

(1) شہر میں مقیم ہونا

(2) صحت، یعنی مریض پر جمعہ فرض نہیں، مریض سے مراد وہ ہے کہ جامع مسجد تک نہ جاسکتا ہو، یا چلا تو جائے گا مگر مرض بڑھ جائے گا یا دیر میں اچھا ہو گا۔

(3) آزاد ہونا

(4) مرد ہونا

(5) عاقل ہونا

(6) بالغ ہونا،

(7) آنکھوں والا ہونا، یعنی نابینا نہ ہو

(8) چلنے پر قادر ہونا

(9) قید میں نہ ہونا

(10) بادشاہ یا چور وغیرہ کسی ظالم کا خوف نہ ہونا

(11) اس قدر بارش، آندھی، اولے یا سردی نہ ہونا کہ ان سے نقصان کا صحیح خوف ہو۔

نوٹ: جمعہ سے متعلق شرعی مسائل کی مزید معلومات حاصل کرنے کیلئے بہار شریعت، جلد 1، حصہ 4 سے "جمعہ کا بیان" مطالعہ فرمائیں۔

{ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ: یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔} یہاں بہتری سے مراد لُغوی بہتری ہے یعنی دنیاوی کاروبار سے نمازِ جمعہ اور خطبہ وغیرہ بہتر ہے، اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ حاضری واجب نہ ہو، صرف مستحب ہو۔

سورۃ اَلْمُنٰفِقُوْن

يَقُوْلُوْنَ لَىِٕنْ رَّجَعْنَاۤ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّؕ وَ لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَ لِرَسُوْلِهٖ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ لٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ(8)

ترجمہ: وہ کہتے ہیں: قسم ہے اگر ہم مدینہ کی طرف لوٹ کر گئے تو ضرور جو بڑی عزت والا ہے وہ اس میں سے نہایت ذلت والے کو نکال دے گا حالانکہ عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لیے ہے مگر منافقوں کو معلوم نہیں۔

آیت ’’وَ لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَ لِرَسُوْلِهٖ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ‘‘ سے معلوم ہونے والے مسائل:

اس آیت سے 4 مسئلے معلوم ہوئے،

مسلم قوم کو ذلیل جاننا یا اسے کمین کہنے کا شرعی حکم

(1)... ہر مومن عزت والا ہے کسی مسلم قوم کو ذلیل جاننا یا اسے کمین کہنا حرام ہے۔

(2)... مومن کی عزت ایمان اور نیک اعمال سے ہے، روپیہ پیسہ سے نہیں۔

مومن کی عزت دائمی ہے

(3)... مومن کی عزت دائمی ہے فانی نہیں اسی لئے مومن کی لاش اور قبر کی بھی عزت کی جاتی ہے۔

(4)... جو مومن کو ذلیل سمجھے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ذلیل ہے، غریب مسکین مومن عزت والا ہے جبکہ مالدار کافر بدتر ہے۔

نفاق کی اَقسام اور ان کا شرعی حکم

چنانچہ نفاق کے بارے میں بیان کرتے ہوئے صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: نفاق کہ زبان سے دعویٔ اسلام کرنا اور دل میں اسلام سے انکار، یہ بھی خالص کفر ہے، بلکہ ایسے لوگوں کے لیے جہنم کا سب سے نیچے کا طبقہ ہے۔ حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے زمانۂ اقدس میں کچھ لوگ اس صفت کے اس نام کے ساتھ مشہور ہوئے کہ ان کے کفرِ باطنی پر قرآن ناطق ہوا، نیز نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنے وسیع علم سے ایک ایک کو پہچانا اور فرما دیا کہ یہ منافق ہے۔ اب اِس زمانہ میں کسی خاص شخص کی نسبت قطع (یعنی یقین) کے ساتھ منافق نہیں کہا جاسکتا، کہ ہمارے سامنے جو دعویٔ اسلام کرے ہم اس کو مسلمان ہی سمجھیں گے، جب تک اس سے وہ قول یا فعل جو مُنافیٔ ایمان ہے نہ صادر ہو، البتہ نفاق کی ایک شاخ اِس زمانہ میں پائی جاتی ہے کہ بہت سے بد مذہب اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور دیکھا جاتا ہے تو دعویٔ اسلام کے ساتھ ضروریاتِ دین کا انکار بھی ہے۔ (بہار شریعت، حصہ اول، ایمان وکفر کا بیان، ۱/۱۸۲)

اور عملی نفاق کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ کام کرے جو مسلمانوں کے شایانِ شان نہ ہو بلکہ منافقین کے کرتوت ہوں۔ یہاں ان میں سے دو اَحادیث ملاحظہ ہوں،

عملی منافقوں کی علامات:

(1)... حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ''کہ جس میں چار عیوب ہوں وہ خالص منافق ہے اور جس میں ان چار میں سے ایک عیب ہو تو اس میں منافقت کا عیب ہو گا جب تک کہ اُسے چھوڑ نہ دے

(1) جب امانت دی جائے تو خیانت کرے

(2) جب بات کرے تو جھوٹ بولے

(3) جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے

(4) جب لڑائی کرے تو گالیاں بکے۔ (بخاری، کتاب الایمان، باب علامۃ المنافق، ۱/۲۵، الحدیث: ۳۴)

(2)... حضرت عبدالرحمٰن بن حرملہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضورِ انور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہمارے اور منافقوں کے درمیان فرق عشاء اور صبح کی نماز میں حاضر ہونا ہے، منافقین ان دونوں نمازوں (میں حاضر ہونے) کی اِستطاعت نہیں رکھتے۔ (سنن الکبری للبیہقی، کتاب الصلاۃ، باب ماجاء من التشدید فی ترک الجماعۃ

من غیر عذر، ۳/۸۳، الحدیث: ۴۹۵۳)

اللہ تعالیٰ ہمیں نفاق سے اور منافقوں جیسے کام کرنے سے محفوظ فرمائے، اٰمین۔

سورۃ التَّغَابُن

ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِیْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَقَالُوْۤا اَبَشَرٌ یَّهْدُوْنَنَا٘-فَكَفَرُوْا وَ تَوَلَّوْا وَّ اسْتَغْنَى اللّٰهُؕ-وَ اللّٰهُ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ(6)

ترجمہ: یہ اس لیے کہ ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیلیں لاتے تو وہ کہتے: کیا آدمی ہماری رہنمائی کریں گے تو انہوں نے کفر کیا اور منہ پھیر لیا اور اللہ نے بے پروائی فرمائی اور اللہ بے پروا، ہر حمد کے لائق ہے۔

آیت ”ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِیْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ“ سے حاصل ہونے والے مسائل:

اس آیت سے تین باتیں معلوم ہوئیں

(1)...ہر رسول عَلَیْهِ السَّلَام کو معجزہ ضرور دیا گیا۔ یادر ہے کہ کسی کو ایک اور کسی کو زیادہ معجزات عطا کئے گئے اور ہمارے حضور پُر نور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو سب سے زیادہ معجزے عطا ہوئے ہیں۔

(2)...کافروں نے بشر کے رسول ہونے کا انکار کیا۔ یہ ان کی بے عقلی اور نافہمی کی انتہاء ہے، کہ انہوں نے بشر کا رسول ہونا تو نہ مانا جبکہ پتھروں کو خدا تسلیم کر لیا۔

انبیاءِ کرام عَلَیۡہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو بشر کہنے کا شرعی حکم

(3)...برابری کا دعویٰ کرنے کے لئے نبی کو بشر کہنا کفر ہے۔ یاد رہے کہ عام محاورہ میں یعنی بے ادبی کے انداز میں انبیاءِ کرام عَلَیۡہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو بشر کہہ کر پکارنا حرام ہے اور یہ کافروں کا طریقہ ہے۔

سورۃ الطَّلاق

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَ اَحْصُوا الْعِدَّةَ ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ وَ لَا يَخْرُجْنَ اِلَّاۤ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ؕ وَ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَ مَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا(1)

ترجمہ: اے نبی! (امت سے فرمادیں کہ) جب تم لوگ عورتوں کو طلاق دو تو ان کی عدت کے وقت پر انہیں طلاق دو اور عدت کو شمار کرتے رہو اور اللہ سے ڈرو جو تمہارا رب ہے۔ تم عورتوں کو ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ

خود نکلیں مگر یہ کہ کسی صریح برائی کا ارتکاب کریں اور یہ اللہ کی حدیں ہیں اور جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھا تو بیشک اس نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ تم نہیں جانتے شاید اللہ اس کے بعد کوئی نیا معاملہ پیدا فرمادے۔

اس آیت میں بیوی کو طلاق دینے کا طریقہ اور طلاق یافتہ عورت کی عدت سے متعلق شرعی احکام بیان کئے گئے ہیں ہے، چنانچہ آیت کے ابتدائی حصے کا خلاصہ یہ ہے کہ

بیوی کو طلاق دینے کا طریقہ(Method of Divorce)

اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، اپنی امت سے فرمادیں کہ جب تم لوگ عورتوں کو طلاق دینے کا ارادہ کرو تو ان کی عدت کے وقت پر یعنی پاکی کے دنوں میں انہیں طلاق دو تاکہ ان کی عدت لمبی نہ ہو۔(خازن، الطلاق، تحت الآیۃ:۱، ۴/۲۷۷)

عورت کو طلاق دینے سے متعلق چند شرعی احکام:

آیت کے اس حصے کی مناسبت سے عورت کو طلاق دینے سے متعلق 5 شرعی احکام ملاحظہ ہوں،

(1)...اس آیت میں عورتوں سے مراد وہ عورتیں ہیں جن سے ان کے شوہروں نے حقِ زوجیّت ادا کیا ہو اور ان کی عدت حیض سے شمار کی جائے، اگر انہیں طلاق دینی ہو تو ایسے پاکی کے دنوں میں ایک طلاق دیں جن میں ان سے جماع نہ کیا گیا ہو اور

عدت گزرنے تک رجوع نہ کریں۔ اسے طلاقِ احسن کہتے ہیں۔

(2)...اگر انہیں حیض کے دنوں میں طلاق دی، یا پاکی کے ایسے دنوں میں طلاق دی جن میں حقِ زوجیَّت ادا کیا ہو، اسی طرح پاکی کے ایک زمانے میں دو یا تین طلاقیں ایک ساتھ یا الگ الگ دیدیں اگرچہ اس زمانے میں حقِ زوجیَّت ادا نہ کیا ہو تو یہ سب صورتیں طلاقِ بدعت کی ہیں، اس کا حکم یہ ہے کہ طلاقِ بدعت مکروہ ہے، مگر واقع ہو جاتی ہے اور ایسی طلاق دینے والا گناہگار ہوتا ہے۔

(3)...وہ عورتیں جنہیں حیض نہیں آتا جیسے چھوٹی بچی اور حاملہ عورت، یا آئسہ یعنی جسے بڑھاپے کی وجہ سے حیض آنا بند ہو گیا ہو، وہ اس آیت کے حکم میں داخل نہیں ہیں۔

(4)...وہ عورت جس سے اس کے شوہر نے حقِ زوجیَّت ادا نہ کیا ہو، اور نہ اسے شوہر کے ساتھ ایسی تنہائی ہوئی ہو جس میں وہ ہم بستری کر سکیں تو اس پر عدت نہیں ہے، باقی وہ عورتیں جنہیں حیض نہیں آتا، ان کی عدت حیض سے شمار نہ ہوگی۔

کس عورت کو حیض (Menstruation) کے دنوں میں طلاق دینا جائز ہے؟

(5)...جس عورت سے حقِ زوجیَّت ادا نہیں کیا گیا اسے حیض کے دنوں میں طلاق دینا جائز ہے۔

(طلاق سے متعلق مزید معلومات حاصل کرنے کے لیے کتاب ”طلاق کے آسان

مسائل"(مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) کا مطالعہ فرمائیں)

عدت کا شمار مرد کرے گا یا عورت؟

{وَ اَحْصُوا الْعِدَّةَ: اور عدت کو شمار کرتے رہو۔} یہاں مَردوں کو حکم دیا گیا کہ طلاق دینے کے بعد عورت کی عدت کو شمار کرتے رہو یہاں تک کہ اسے تین بار حیض آ جائے۔ یاد رہے کہ عدت کا شمار مرد و عورت دونوں ہی کریں گے البتہ یہاں بطورِ خاص مَردوں کو عدت شمار کرنے کا اس لئے فرمایا گیا کہ عورتوں میں بہت مرتبہ غفلت ہو جاتی ہے۔

گھر میں عدت گزارنے سے متعلق چند شرعی مسائل:

یہاں آیت کے اس حصے کی مناسبت سے گھر میں عدت گزارنے سے متعلق 5 شرعی مسائل ملاحظہ ہوں،

عورت کی عدت شوہر کے گھر میں ہو گی

(1)... عورت کو عدت شوہر کے گھر پوری کرنی لازم ہے۔ شوہر کو جائز نہیں کہ طلاق یافتہ کو عدت کے اَیّام میں گھر سے نکالے اور نہ ان عورتوں کو وہاں سے خود نکلنا جائز ہے کیونکہ یہ رہائش محض شوہر کا حق نہیں ہے جو اس کی رضامندی سے ساقط ہو جائے بلکہ یہ شریعت کا حق بھی ہے۔

(2)... اگر عورت فحش بولے اور گھر والوں کو ایذا دے تو اسے نکالنا جائز ہے کیونکہ

وہ ناشزہ (یعنی نافرمان عورت) کے حکم میں ہے۔

عدت میں گھر سے نکلنے کا شرعی حکم

(3)...جو عورت طلاقِ رجعی یا بائن کی عدت میں ہو اس کو گھر سے نکلنا بالکل جائز نہیں اور جو موت کی عدت میں ہو وہ حاجت پڑے تو دن میں نکل سکتی ہے لیکن اسے شوہر کے گھر ہی میں رات گزارنا ضروری ہے۔

(4)...جو عورت طلاقِ بائن کی عدت میں ہو، اس کے اور شوہر کے درمیان پردہ ضروری ہے اور زیادہ بہتر یہ ہے کہ کوئی اور عورت ان دونوں کے درمیان حائل ہو۔

(5)...اگر شوہر فاسق ہو یا مکان بہت تنگ ہو تو شوہر اس مکان سے چلا جائے۔

{لَا تَدْرِیْ: تم نہیں جانتے۔} آیت کے اس حصے میں طلاق دینے والے کو ترغیب دی گئی ہے کہ طلاقِ رجعی یعنی ایک طلاق دے کر چھوڑ دینا ہی بہتر ہے، چنانچہ فرمایا گیا کہ اے مُخاطب! تمہیں معلوم نہیں، ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ طلاق دینے کے بعد شوہر کے دل میں عورت کی طرف میلان پیدا فرمادے اور اسے اپنے فعل پر ندامت محسوس ہو اور رجوع کرنے کی طرف مائل ہو، اس لئے اگر رجعی طلاق دی ہوگی تو ایسی صورتِ حال میں رجوع کرنا آسان ہوگا یا تین سے کم طلاقِ بائن دی ہوں تو خالی نکاح سے رجوع ہو سکتا ہے۔

فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ

بِمَعْرُوْفٍ وَّ اَشْهِدُوْا ذَوَیْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَ اَقِیْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِؕ ذٰلِكُمْ یُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ۬ؕ وَ مَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا(2)

ترجمہ: تو جب عورتیں اپنی مدت تک پہنچنے کو ہوں تو انہیں بھلائی کے ساتھ روک لو یا انہیں بھلائی کے ساتھ جدا کر دو اور اپنوں میں سے دو عادل گواہ بنالو اور اللہ کے لیے گواہی قائم کرو۔ یہ ہے جس سے اس شخص کو نصیحت کی جاتی ہے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے لیے نکلنے کا راستہ بنا دے گا۔

طلاق یافتہ عورت (Divorcee) سے رجوع کرنے سے متعلق شرعی مسائل:

یہاں آیت کی مناسبت سے رجوع کا معنی اور طلاق یافتہ عورت سے رجوع کرنے سے متعلق 4 شرعی مسائل ملاحظہ ہوں،

رجوع کی تعریف:

(1)...جس عورت کو رجعی طلاق دی ہو، عدت کے اندر اسے پہلے نکاح پر باقی رکھنا "رجوع" کہلاتا ہے۔

رجوع کرنے کا طریقہ

(2)...رجوع کرنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ کسی لفظ سے رجوع کرے اور

رجوع کرنے پر دو عادل شخصوں کو گواہ بنالے اور عورت کو بھی اس کی خبر کر دے تاکہ عدت کے بعد کسی اور سے نکاح نہ کرلے اور اگر شوہر کے رجوع کے بعد بھی عورت نے لاعلمی میں نکاح کرلیا تو دوسرے شوہر سے جدا کردیا جائے اگرچہ وہ حقِ زوجیّت ادا کرچکا ہو کیونکہ یہ نکاح نہیں ہوا، اور اگر کسی لفظ سے رجوع کیا مگر گواہ نہ بنائے یا گواہ بھی بنائے مگر عورت کو خبر نہ کی تو یہ مکروہ اور خلافِ سنت ہے مگر رجوع ہوجائے گا، اور اگر فعل سے رجوع کیا مثلاً اُس سے صحبت کی یا شہوت کے ساتھ بوسہ لیا یا اسی قسم کا کوئی دوسرا کام کیا تو رجوع ہو گیا مگر مکروہ ہے، لہٰذا اُسے چاہیے کہ پھر گواہوں کے سامنے رجوع کے الفاظ کہے۔

کیا رجوع کے لئے عورت کا راضی ہونا شرط ہے؟

(3)...رجوع کرنے میں عورت کے راضی ہونے کی ضرورت نہیں بلکہ اگر وہ انکار بھی کرے جب بھی رجوع ہوجائے گا بلکہ اگر شوہر نے طلاق دینے کے بعد کہہ دیا ہو کہ میں نے رجوع باطل کردیا یا مجھے رجوع کا اختیار نہیں جب بھی رجوع کر سکتا ہے۔ (بہار شریعت، رجعت کا بیان، ۲/۱۷۰-۱۷۲، ملخصًا)

نوٹ: رجوع سے متعلق مزید مسائل کی معلومات حاصل کرنے کے لئے بہار شریعت، حصہ 8 سے "رجعت کا بیان" مطالعہ فرمائیں۔

وَ الّٰٓـِٔیْ یَىٕسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَآىٕكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ

فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍۙ وَّ الّٰٓـِٔيْ لَمْ يَحِضْنَؕ وَ اُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّؕ وَ مَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا(4)

ترجمہ: اور تمہاری عورتوں میں جو حیض سے ناامید ہو چکی ہوں اگر تمہیں کچھ شک ہو تو ان کی اور جنہیں حیض نہیں آیا ان کی عدت تین مہینے ہے اور حمل والیوں کی عدت کی مدت یہ ہے کہ وہ اپنا حمل جن لیں اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے لیے اس کے کام میں آسانی فرمادے گا۔

جن عورتوں کو حیض (Menstruation) نہیں آتا ان کی عدت سے متعلق شرعی مسائل:

یہاں آیت کی مناسبت سے جن عورتوں کو حیض نہیں آتا ان کی عدت کے بارے میں 4 شرعی مسائل ملاحظہ ہوں:

(1)...بڑھاپے کی وجہ سے جب حیض منقطع ہو جائے وہ سنِ اِیاس ہے، اور اس عمر میں پہنچی ہوئی عورت کی عدت تین ماہ ہے۔

(2)...لڑکی نابالغہ ہو یا اس کے بالغ ہونے کی عمر تو آگئی مگر ابھی حیض نہیں شروع ہوا تو اُن دونوں کی عدت تین ماہ ہے۔

حاملہ عورت (Pregnant) کی عدت

(3)...حاملہ عورتوں کی عدت وضعِ حمل ہے خواہ وہ عدت طلاق کی ہو یا وفات کی۔

(4)...وضعِ حمل سے عدت پوری ہونے کے لیے کوئی خاص مدت مقرر نہیں، موت یا طلاق کے بعد جس وقت بچہ پیدا ہو عدت ختم ہو جائے گی اگرچہ ایک منٹ بعد۔ یونہی اگر حمل ساقط ہو گیا لیکن بچے کے اَعضا بن چکے ہیں تو عدت پوری ہو گئی اور بچے کے اَعضاء بننے سے پہلے حمل ساقط ہوا تو عدت ختم نہیں ہو گی۔

اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَیْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَ لَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَیِّقُوْا عَلَیْهِنَّؕ-وَ اِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَیْهِنَّ حَتّٰى یَضَعْنَ حَمْلَهُنَّۚ-فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّۚ-وَ اْتَمِرُوْا بَیْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍۚ-وَ اِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗۤ اُخْرٰى(6) لِیُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖؕ-وَ مَنْ قُدِرَ عَلَیْهِ رِزْقُهٗ فَلْیُنْفِقْ مِمَّاۤ اٰتٰىهُ اللّٰهُؕ-لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَاۤ اٰتٰىهَاؕ-سَیَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ یُّسْرًا(7)

ترجمہ: عورتوں کو وہاں رکھو جہاں خود رہتے ہو اپنی گنجائش کے مطابق اور انہیں تکلیف نہ دو کہ ان پر تنگی کرو اور اگر وہ حمل والیاں ہوں تو ان پر خرچ کرتے رہو یہاں تک کہ وہ بچہ جَن دیں پھر اگر وہ تمہارے لیے (بچے کو) دودھ پلائیں تو انہیں ان کی اجرت دو اور آپس میں اچھے طریقے سے مشورہ کرلو اور

اگر تم آپس میں دشواری سمجھو تو عنقریب اسے کوئی دوسری عورت دودھ پلادے گی۔ مالی وسعت رکھنے والے کو چاہئے کہ اپنی گنجائش کے مطابق خرچ کرے اور جس پر اس کارزق تنگ کیا گیا ہے تو اسے چاہئے کہ اس میں سے خرچہ دے جو اسے اللہ نے دیا ہے، اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں رکھتا مگر اسی قابل جتنا اسے دیا ہے، جلد ہی اللہ دشواری کے بعد آسانی فرمادے گا۔

طلاق یافتہ عورت (Divorcee) کو عدت کے دوران رہائش اور نفقہ دینے سے متعلق دو شرعی مسائل:

یہاں آیت کی مناسبت سے طلاق یافتہ عورت کو عدت کے دوران رہائش اور نفقہ دینے سے متعلق دو شرعی مسائل ملاحظہ ہوں،

مطلقہ (Divorcee) کو نان و نفقہ اور مکان دینا شوہر پر واجب ہے

(1)... طلاق دی ہوئی عورت کو عدت پوری ہونے تک رہنے کیلئے اپنی حیثیت کے مطابق مکان دینا شوہر پر واجب ہے اور عدت کے زمانہ میں نفقہ یعنی اخراجات دینا بھی واجب ہے۔

(2)... نفقہ جیسے حاملہ عورت کو دینا واجب ہے ایسے ہی غیر حاملہ کو بھی دینا واجب ہے خواہ اسے طلاق رجعی دی ہو یا بائن۔

بچے کو دودھ پلانے (Breast-feeding) سے متعلق شرعی مسائل:

آیت کی مناسبت سے بچے کو دودھ پلانے سے متعلق چار شرعی احکام ملاحظہ ہوں،

بچے کو دودھ پلانا (Breast-feeding) ماں پر واجب نہیں

(1)...بچے کو دودھ پلانا ماں پر واجب نہیں، باپ کی ذمہ داری ہے کہ اجرت دے کر دودھ پلوائے لیکن اگر بچہ ماں کے سوا کسی اور عورت کا دودھ نہ پیئے، یا باپ فقیر ہو تو اس حالت میں ماں پر دودھ پلانا واجب ہو جاتا ہے، بچے کی ماں جب تک اس کے باپ کے نکاح میں ہو یا طلاقِ رجعی کی عدت میں ہو تو ایسی حالت میں اسے دودھ پلانے کی اجرت لینا جائز نہیں، عدت کے بعد لینا جائز ہے۔

(2)...کسی عورت کو مُعَیَّن اجرت پر دودھ پلانے کیلئے مقرر کرنا جائز ہے۔

(3)...اجرت پر دودھ پلانے کیلئے غیر عورت کی بہ نسبت ماں زیادہ مستحق ہے۔

(4)...اگر ماں زیادہ اُجرت طلب کرے تو پھر غیر عورت کو مقرر کرنے میں اصلاً کوئی حرج نہیں۔

سورۃ التحریم

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَۚ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (1)

ترجمہ: اے نبی! تم اپنی بیویوں کی رضا چاہتے ہوئے اپنے اوپر اس چیز کو کیوں حرام کرتے ہو جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کی ہے اور اللہ بہت بخشنے والا ،بڑا مہربان ہے۔

شانِ نزول: حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهَا فرماتی ہیں: حضورِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اُمُّ المؤمنین حضرت زینب بنتِ جحش رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهَا کے یہاں شہد نوش فرماتے اور اُن کے یہاں کچھ زیادہ دیر تشریف فرما رہتے تھے۔میں نے اور حضرت حفصہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهَا نے باہم مشورہ کیا کہ ہم میں سے جس کے ہاں حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تشریف فرما ہوں تو وہ ان سے عرض کرے: کیا آپ نے مغافیر تناوُل فرمایا ہے، مجھے آپ (کے دہنِ مبارک) سے مغافیر کی بُو آرہی ہے۔(جب ایسا کیا گیا اور حضورِ انور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ان کا مَنشاء معلوم تھا تو) ارشاد فرمایا: ”نہیں ،البتہ میں نے زینب بنتِ جحش رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهَا کے یہاں شہد نوش فرمایا تھا تو ہرگز میں دوبارہ ایسا نہیں کروں گا اور میں نے اس پر قسم کھائی، تم اس بات کی کسی اور کو خبر مت دینا۔(

بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ التحریم، باب یاایّہا النبی لم تحرّم ما احلّ اللہ لک۔۔۔ الخ، ۳/ ۳۵۹، الحدیث: ۴۹۱۲) اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔

آیت کے آخر میں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بخشنے والا، مہربان ہے، اس نے آپ کی ان دونوں مبارک بیویوں کا یہ قصور معاف فرمادیا اور آپ کے لئے اس قَسم کا کفارہ بیان فرمادیا ہے جس سے آپ کی ساری امت پر آسانی ہو گی۔

آیت ''یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ'' سے حاصل ہونے والے مسائل:

اس آیت سے دو باتیں معلوم ہوئیں،

قسم کھانے کی شرعی حیثیت

(1)... قسم کھالینے سے چیز قسم کھانے والے پر حرام ہو جاتی ہے اور جب وہ چیز استعمال کرے گا کفارہ لازم ہو گا۔

(2)... حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا شہد کو اپنے آپ پر حرام فرما لینا محض ازواجِ مُطَہَّرات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ کو راضی کرنے کے لئے تھا، نہ کہ بے علمی کی وجہ سے کیونکہ اپنے منہ کی بُو غیب نہیں وہ تو محسوس ہوتی ہے، لہٰذا بد مذہب اس آیت سے حضور پُر نور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بے علمی پر دلیل نہیں پکڑ سکتے۔

قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَیْمَانِكُمْۚ-وَ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْۚ-وَ هُوَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ(2)

ترجمہ: بیشک اللہ نے تمہارے لیے تمہاری قسموں کا کھولنا مقرر فرمادیا ہے اور اللہ تمہارا مدد گار ہے اور وہی بہت علم والا، بڑا حکمت والا ہے۔

آیت ’’قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَیْمَانِكُمْ‘‘ سے حاصل ہونے والے مسائل:

اس آیت سے دو باتیں معلوم ہوئیں،

حلال کو اپنے اوپر حرام کرلینا بھی قَسم (Oath) کی ایک قِسم (Type) ہے

(1)...حلال کو اپنے اوپر حرام کرلینا بھی قَسم کی ایک قِسم ہے، البتہ اس کے برعکس یعنی حرام کو اپنے اوپر حلال کرلینا قسم نہیں مثلاً یوں کہا کہ اگر میں یہ کروں تو مجھ پر میری بیوی حرام، یہ قسم ہے اور یوں کہا کہ اگر فلاں کام کروں تو سور کھاؤں، یہ قسم نہیں۔

قسم کا کفارہ (Compensation) صرف دین محمدی کی خاصیت ہے

(2)...قسم کا کفارہ صرف اس دِین میں ہے، پچھلی شریعتوں میں یہ نہ تھا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو کفارہ کا حکم نہ دیا بلکہ قسم پوری کرنے کا حیلہ بتایا کہ اپنی بیوی کو جھاڑو ماردیں۔

وَ مَرْیَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِیْۤ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِیْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَ صَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَ كُتُبِهٖ وَ كَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِیْنَ(12)

ترجمہ: اور عمران کی بیٹی مریم کو (مثال بنادیا) جس نے اپنے پارسائی کے مقام

کی حفاظت کی تو ہم نے اس میں اپنی طرف کی روح پھونکی اور اس نے اپنے رب کی باتوں اور اس کی کتابوں کی تصدیق کی اور وہ فرمانبرداروں میں سے تھی۔

آیت ”فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا“ سے حاصل ہونے والی معلومات:

اس آیت سے تین باتیں معلوم ہوئیں،

(1)... پھونک حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام نے ماری اور اللّٰہ تعالٰی نے فرمایا: ”ہم نے پھونکا، اس سے معلوم ہوا کہ اللّٰہ تعالٰی کے مقبول بندوں کا کام در حقیقت اللّٰہ تعالٰی کا کام ہے۔

دَم کرنا فرشتوں کی سنت ہے

(2)... فیض دینے کے لئے دَم کرنا فرشتوں کی سنت ہے مشائخ کے دَم درُود کی اصل یہ آیتِ کریمہ ہے نیز کثیر اَحادیثِ صحیحہ سے بھی دَم کرنا ثابت ہے۔

(3)... حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو روحُ اللّٰہ اس لئے کہتے ہیں کہ آپ کی پیدائش رُوحُ الْاَمِین کی پھونک سے ہے۔

سورۃ نُوح

مِمَّا خَطِیْٓــٴٰـتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا ۙ فَلَمْ یَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا(25)

ترجمہ: وہ اپنی خطاؤں کی وجہ سے ڈبودیئے گئے پھر آگ میں داخل کیے گئے تو انہوں نے اپنے لیے اللہ کے مقابلے میں کوئی مددگار نہ پائے۔

قبر کا عذاب (Torment of grave) برحق ہے:

اس آیت سے ثابت ہوا کہ قبر کا عذاب برحق ہے کیونکہ حضرت نوح عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی قوم غرق ہونے کے بعد ہی آگ میں داخل کر دی گئی اور یہ بات واضح ہے کہ یہ جہنم کی آگ نہیں ہو سکتی کیونکہ اس آگ میں کفار قیامت کے دن ہی داخل کئے جائیں گے اور ابھی قیامت واقع نہیں ہوئی۔ یاد رہے کہ بعض گناہگار مسلمانوں یا کفار پر ہونے والا قبر کا عذاب زمین میں دفن ہونے پر ہی مَوقوف نہیں بلکہ جس انسان کو عذاب ہونا ہے وہ جہاں بھی مرے اور مرنے کے بعد اس کا جسم کہیں بھی ہو اسے عذاب ہو گا کیونکہ عذابِ قبر سے مراد وہ عذاب ہے جو مرنے کے بعد ہو چاہئے مردہ زمین میں دفن ہو یا نہ ہو اور اس عذاب کو عذابِ قبر اس لئے کہتے ہیں کہ زیادہ تر مُردے زمین میں ہی دفن کئے جاتے ہیں۔

رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِیْنَ

وَ الْمُؤْمِنٰتِؕ-وَ لَا تَزِدِ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا تَبَارًا(28)

ترجمہ: اے میرے رب! مجھے اور میرے ماں باپ کو اور میرے گھر میں حالتِ ایمان میں داخل ہونے والے کو اور سب مسلمان مردوں اور سب مسلمان عورتوں کو بخش دے اور کافروں کی تباہی میں اضافہ فرمادے۔

انتقال کرجانے والوں (Deceaseds) کے لئے مغفرت کی دعا کرنی چاہئے:

اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت نوح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے والدین مومن تھے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ انتقال کر جانے والے مسلمانوں کے لئے مغفرت کی دعا کرنی چاہئے کہ اس سے انہیں فائدہ ہوتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”میت قبر میں ڈوبتے ہوئے فریادی کی طرح ہی ہوتی ہے کہ ماں، باپ، بھائی یا دوست کی دعائے خیر پہنچنے کی منتظر رہتی ہے، پھر جب اسے دعا پہنچ جاتی ہے تو اسے یہ دعا دنیا اور اس کی تمام نعمتوں سے زیادہ پیاری ہوتی ہے اور اللہ تعالٰی زمین والوں کی دعا سے قبر والوں کو پہاڑوں کی مانند ثواب دیتا ہے اور یقیناً زندہ کا مُردوں کے لیے تحفہ ان کے لیے دعائے مغفرت ہے۔ (شعب الایمان، الرابع والستون من شعب الایمان۔۔۔ الخ، فصل فی زیارۃ القبور، ۷/۱۶، الحدیث: ۹۲۹۵)

سورۃ الجن

وَّ اَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا(18)

ترجمہ: اور یہ کہ مسجدیں اللہ ہی کی ہیں تو اللہ کے ساتھ کسی کی عبادت نہ کرو۔

آیت ’’وَّ اَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ‘‘ سے حاصل ہونے والے مسائل:

اس آیت سے تین باتیں معلوم ہوئیں،

(1)...وقف اور احترام کے احکام میں تمام مسجدیں برابر ہیں اگرچہ بعض مَساجد میں نماز ادا کرنے پر ملنے والے اجر و ثواب میں فرق ہے۔

مسجد کسی کی ملک نہیں ہوتی

(2)...مسجد خاص اللہ تعالیٰ کی ہے اور اس کے علاوہ کسی کی مِلک ہے نہ ہو سکتی ہے۔

(3)...شرک و بت پرستی ہر جگہ جرم ہے لیکن مسجد میں زیادہ جرم ہے کہ اس میں مسجد کی بے ادبی ہے۔

عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰى غَیْبِهٖۤ اَحَدًا(26)اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ یَسْلُكُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا(27)

ترجمہ: غیب کا جاننے والا اپنے غیب پر کسی کو اطلاع نہیں دیتا۔ سوائے اپنے

پسندیدہ رسولوں کے کہ ان کے آگے پیچھے پہرے دار مقرر کر دیتا ہے۔

اولیاء کے لئے غیب کا علم نہ ماننے والوں کا رد:

معتزلہ فرقے کے لوگوں نے اس آیت سے اولیاء کے لئے علمِ غیب ماننے سے انکار کیا ہے۔علامہ سعد الدین تفتازانی رَحْمَۃُاللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اپنی کتاب ”شرح مقاصد“میں باطل فرقے ”معتزلہ“کی جانب سے اولیاء کی کرامات سے انکار اور ان کے فاسد شُبہات کا ذکر کر کے ان کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں ”معتزلہ کی پانچویں دلیل خاص علمِ غیب کے بارے میں ہے،وہ گمراہ کہتے ہیں کہ اولیاء کو غیب کا علم نہیں ہو سکتا کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے:

”عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰى غَیْبِهٖۤ اَحَدًاۙ(۲۶) اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ“

غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر مسلط نہیں کرتا۔مگر اپنے پسندیدہ رسولوں کو۔

جب غیب پر اطلاع رسولوں کے ساتھ خاص ہے تو اولیاء کیونکر غیب جان سکتے ہیں۔ائمہ اہلسنّت نے جواب دیا کہ یہاں غیب عام نہیں جس کے یہ معنی ہوں کہ کوئی غیب رسولوں کے سوا کسی کو نہیں بتاتا جس سے مُطْلَقاً اولیاء کے علومِ غیب کی نفی ہو سکے،بلکہ یہ تو مُطْلَق ہے (یعنی کچھ غیب ایسے ہیں کہ غیرِ رسول کو نہیں معلوم

ہوتے) یا اس سے خاص وقوعِ قیامت کا وقت مراد ہے (کہ خاص اس غیب کی اطلاع رسولوں کے سوا اوروں کو نہیں دیتے) اور اس پر قرینہ یہ ہے کہ اوپر کی آیت میں غیبِ قیامت ہی کا ذکر ہے۔ (تو آیت سے صرف اتنا مطلب نکلا کہ بعض غیبوں یا خاص قیامت کے وقت کی تعیین پر اولیاء کو اطلاع نہیں ہوتی نہ یہ کہ اولیاء کوئی غیب نہیں جانتے، اس پر اگر یہ شُبہ قائم ہو کہ اللہ تعالیٰ تو رسولوں کا اِستثناء فرما رہا ہے کہ وہ ان غیبوں پر مُطّلع ہوتے ہیں جن کو اور لوگ نہیں جانتے اب اگر اس سے قیامت کے وقت کی تعیین مراد لیں تو رسولوں کا بھی اِستثناء نہ رہے گا کہ یہ تو اُن کو بھی نہیں بتایا جاتا۔ اس کا جواب یہ فرمایا کہ) فرشتوں یا انسانوں میں سے بعض رسولوں کو قیامت کے وقت کی تعیین کا علم ملنا کچھ بعید نہیں تو یہاں اللہ تعالیٰ کا اِستثناء فرمانا ضرور صحیح ہے۔ (شرح مقاصد، المقصد السادس، الفصل الاول، المبحث الثامن: الولی، ۳/ ۳۲۹،۳۳۰، فتاوی رضویہ، رسالہ: خالص الاعتقاد، ۲۹/ ۴۷۴-۴۷۵)

علامہ احمد صاوی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ”اولیاء رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِم کی جن کرامات کا تعلق کشف کے ساتھ ہے ان کی نفی پر اس آیت میں کوئی دلیل نہیں البتہ یہ (ضرور ثابت ہوتا) ہے کہ انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی غیب پر اطلاع اولیاء رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِم کی غیب پر اطلاع سے زیادہ مضبوط ہے کیونکہ انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام وحی کے ذریعے غیب جانتے ہیں اور وہ ہر

نقص سے معصوم ہے جبکہ اولیاء رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِم کی اطلاع کا یہ مقام نہیں، اسی لئے انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی عصمت واجب ہے اور اولیاء رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِم کی عصمت جائز ہے۔(صاوی، الجن، تحت الآیۃ: ۲۶، ۶/ ۲۲۵۶)

علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ''اولیاء کو بھی اگرچہ غیوب پر اطلاع دی جاتی ہے مگر انبیاء کا علم باعتبارِ کشف واِنجلاء (یعنی غیب کی باتوں کو ظاہر کرنے کے اعتبار سے) اولیاء کے علم سے بہت بلند و بالا واَرفع و اعلیٰ ہے اور اولیاء کے علوم انبیاء ہی کے وَساطت اور انہی کے فیض سے ہوتے ہیں، معتزلہ ایک گمراہ فرقہ ہے وہ اولیاء کیلئے علمِ غیب کا قائل نہیں، اس کا خیال باطل اور احادیثِ کثیرہ کے خلاف ہے اور اس آیت سے ان کا تمسّک (یعنی دلیل پکڑنا) صحیح نہیں، بیانِ مذکورہ بالا میں اس کا اشارہ کر دیا گیا ہے، سیّدُ الرُّسُل خاتَم الانبیاء محمد مصطفٰی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُرتضٰی رسولوں میں سب سے اعلیٰ ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام اَشیاء کے علوم عطا فرمائے جیسا کہ صحاح کی معتبر اَحادیث سے ثابت ہے اور یہ آیت حضور (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے اور تمام مرتضٰی رسولوں کیلئے غیب کا علم ثابت کرتی ہے۔(خزائن العرفان، الجن، تحت الآیۃ: ۲۷، ص ۱۰۶۲)

سورۃ اَلْمُزَّمِّل

یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ(1)قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا(2)نِّصْفَهٗۤ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِیْلًا(3)اَوْ زِدْ عَلَیْهِ وَ رَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا(4)

ترجمہ: اے چادر اوڑھنے والے۔ رات کے تھوڑے سے حصے کے سوا قیام کرو۔ آدھی رات (قیام کرو) یا اس سے کچھ کم کرلو۔ یا اس پر کچھ اضافہ کرلو اور قرآن خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔

آیت ''یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ'' سے حاصل ہونے والی معلومات:

اس آیت سے دو باتیں معلوم ہوئیں،

(1)…قرآنِ پاک میں دیگر انبیاءِ کرام عَلَیْهِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو ان کے نام شریف سے پکارا گیا جبکہ سیّد المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو ان کی صفات شریف سے ندا کی گئی ہے۔

(2)…ندا کے اس انداز سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ہر ادا پیاری ہے۔

اُمّت کے حق میں تَہَجُّد کی فرضِیَّت منسوخ ہوچکی ہے:

رہی یہ بات کہ تَہَجُّد کی فرضِیَّت کس کے لئے منسوخ ہوئی اس کے بارے میں علامہ علی بن محمد خازن رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: اسلام کے ابتدائی دور میں

سورہ مُزَّمِّل کی ان آیات کی وجہ سے تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر اور آپ کی اُمّت پر تہجد کی نماز فرض تھی، پھر تخفیف کی گئی اور پانچ نمازوں کی فرضِیَّت سے امت کے حق میں تہجد کا وجوب منسوخ ہو گیا اور ان کے لئے تہجد کی نماز ادا کرنا مُستحب ہو گیا جبکہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اس کا وجوب باقی رہا، اس کی دلیل یہ آیتِ مبارکہ ہے:

''وَ مِنَ الَّیْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ'' (بنی اسرائیل:۷۹)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور رات کے کچھ حصے میں تہجد پڑھو یہ خاص تمہارے لیے زیادہ ہے۔

یعنی آپ پر اللہ تعالیٰ نے جو اور عبادات فرض کی ہیں ان کے ساتھ ساتھ مزید تہجد کی نماز پڑھنا بھی خاص آپ کے لئے فرض ہے۔ (خازن، المزمل، تحت الآیۃ: ۴، ۴/۳۲۱)

جمہور مفسرین اور فقہاء کے نزدیک سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فرض نمازوں کے علاوہ نمازِ تہجد کی فرضِیَّت بھی باقی رہی جبکہ امت کے حق میں منسوخ ہوئی اور دلائل کی رُو سے بھی یہی صحیح ہے جیسا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں ''قولِ جمہور، مذہبِ مختار و منصور، حضور پُر نور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے حق میں (تہجد کی) فرضِیَّت (کا) ہے۔ اسی پر ظاہرِ قرآنِ عظیم شاہد اور

اسی طرف حدیثِ مرفوع وارِد۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی : ’’یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُۙ(۱) قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا‘‘

اللہ تعالیٰ کافرمان ہے:”اے چادر اوڑھنے والے! رات کے تھوڑے سے حصے کے سوا قیام کرو۔(ت)

وَقَالَ تَعَالٰی : ’’وَ مِنَ الَّیْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ‘‘

اور ارشاد فرمایا:”اور رات کے کچھ حصے میں تہجد پڑھو۔(بنی اسرائیل ۷۹)

ان آیتوں میں خاص حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو امرِ الٰہی ہے، اور امرِ الٰہی مفیدِ وجوب، اور اللہ تعالیٰ کا ’’نَافِلَةً‘‘ فرمانا اس وجوب کے مُنافی نہیں کیونکہ ’’نَافِلَةً‘‘ کا معنی ہے زائدہ، اب اس آیت کا معنی یہ ہوگا کہ آپ کے فرائض یا درجات میں یہ اضافہ ہے کہ آپ پر یہ لازم واجب ہے کیونکہ فرائض سب سے بڑے درجے اور فضیلت پر فائز کرنے کا سبب بنتے ہیں، بلکہ اس کی تائید اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد ”لَّکَ“ سے ہو رہی ہے۔ امام ابنِ ہمام فرماتے ہیں کہ بعض اوقات مجرور (یعنی حرف ”ک“) کے ساتھ مُقَیَّد کرنا اسی بات کا فائدہ دیتا ہے (یعنی یہ فرائض میں آپ کے لئے اضافہ ہے) کیونکہ مُتعارَف نوافل صرف آپ ہی کے لئے نہیں بلکہ اس میں آپ اور دیگر لوگ مُشترک ہیں۔(ت) (فتاوی رضویہ، باب الوتر والنوافل، ۷/۴۰۲-۴۰۳)

اور مفتی شریف الحق امجدی رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اس مسئلے کی تحقیق کرنے کے

بعد فرماتے ہیں: ”صحیح یہ ہے نمازِ تہجد حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پر نمازِ پنجگانہ کی فرضیت کے بعد بھی فرض رہی۔ (نزہۃ القاری، کتاب التہجد، ۲/۶۸۳)

اور مفتی نعیم الدین مراد آبادی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ”نمازِ تہجد سَیِّدِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پر فرض تھی، جمہور کا یہی قول ہے حضور (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی امت کے لئے یہ نماز سنت ہے۔ (خزائن العرفان، بنی اسرائیل، تحت الآیۃ: ۷۹، ص ۵۴۱)

جبکہ بعض مفسرین کے نزدیک امت کی طرح نبیٔ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے بھی تہجد کی فرضیت منسوخ ہوگئی تھی۔

صدرُ الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ”جو شخص دو تہائی رات سونا چاہے اور ایک تہائی عبادت کرنا چاہے تو اسے افضل یہ ہے کہ وہ رات کے پہلے اور آخری تہائی حصے میں سوئے اور درمیان کے تہائی حصے میں عبادت کرے اور اگر آدھی رات میں سونا چاہتا ہے اور آدھی رات میں جاگنا تو بعد والی آدھی رات میں عبادت کرنا افضل ہے کہ حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے، حضور پُر نور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا کہ رب تعالی ہر رات میں جب پچھلی تہائی باقی رہتی ہے آسمانِ دنیا پر خاص تجلّی فرماتا ہے اور فرماتا ہے ”ہے کوئی دعا کرنے والا کہ اس کی دعا قبول کروں، ہے کوئی مانگنے والا کہ اسے دوں، ہے کوئی

مغفرت چاہنے والا کہ اس کی بخشش کردوں۔(مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرہا، باب الترغیب فی الدعاء والذکر فی آخر اللیل والاجابۃ فیہ، ص۳۸۱، الحدیث:۱۶۸(۷۵۸))

زیادہ محبوب نمازِ داوٗدی ہے

اور سب سے بڑھ کر تو حضرت داوٗد عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے طریقے کے مطابق نماز ادا کرنا ہے، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: سب نمازوں میں اللہ تعالی کو زیادہ محبوب نمازِ داوٗد ہے کہ وہ آدھی رات سوتے اور تہائی رات عبادت کرتے پھر چھٹے حصے میں سوتے تھے (بخاری، کتاب احادیث الانبیائ، باب احبّ الصلاۃ الی اللہ صلاۃ داود۔۔۔ الخ، ۲/ ۴۴۸، الحدیث: ۳۴۲۰)۔(بہار شریعت، حصہ چہارم، سنن ونوافل کا بیان، نماز تہجد، ۱/۶۷۸، ملخصًا)

سورۃ اَلْقِیَامَۃ

اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهٗ وَ قُرْاٰنَهٗ(17)فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ(18)ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَهٗ(19)

ترجمہ: بیشک اس کا جمع کرنا اور اس کا پڑھنا ہمارے ذمہ ہے۔ تو جب ہم اسے پڑھ لیں تو اس وقت اس پڑھے ہوئے کی اتباع کرو۔ پھر بیشک اسے بیان فرمانا ہمارے ذمہ ہے۔

اس آیت سے 3 باتیں معلوم ہوئیں،

(1)... در حقیقت قرآن کو جمع فرمانے والا اللہ تعالیٰ ہے کہ اس نے حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سینۂ مبارک میں قرآنِ کریم کو ترتیب وار جمع فرمایا۔

حضور پُرنور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کسی مخلوق کے شاگرد نہیں:

(2)... حضور پُرنور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن کے حافظ، قاری، عالم اور صاحبِ اَسرار ہیں کسی مخلوق کے شاگرد نہیں۔

حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے استاد نہیں

(3)... حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے درمیان پیغام رَساں ہیں نہ کہ حضورِ انور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے استاد ہیں۔

آیت ’’ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَهٗ ‘‘ سے معلوم ہونے والے مسائل:

اس آیت سے 3 مسئلے معلوم ہوئے:

(1)…قرآن کا بیان قرآن نازل ہونے سے کچھ دیر بعد بھی ہو سکتا ہے۔

(2)…حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام صرف قرآن کے الفاظ لاتے تھے اور قرآن کے معانی، اس کے اَحکام اور اَسرار بلاواسطہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو عطا ہوتے تھے۔

(3)…حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بلا واسطہ اللہ تعالیٰ سے سیکھنے والے ہیں لہٰذا دنیا میں کوئی آپ جیسا عالِم نہیں ہو سکتا کیونکہ سب لوگ مخلوق سے علم حاصل کرتے ہیں جبکہ حضور پُر نور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے خالق سے علم حاصل کیا۔

سورۃ اَلدَّهْر (اَلْاِنْسَان)

یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَ یَخَافُوْنَ یَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِیْرًا(7)

ترجمہ: وہ اپنی منتیں پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی برائی پھیلی ہوئی ہوگی۔

مَنَّت کی دو صورتیں:

یاد رہے ،منت کی ایک صورت یہ ہے کہ جو چیز آدمی پر واجب نہیں ہے اسے کسی شرط کے ساتھ اپنے اوپر واجب کرلے۔اس کا حکم یہ ہے کہ اگر ایسے کام کی شرط لگائی جس کے ہو جانے کی خواہش ہے مثلاً یوں کہا کہ اگر میرا مریض اچھا ہو گیا یا میرا مسافر خَیْرِیَّت سے واپس آگیا تو میں راہِ خدا میں اس قدر صدقہ دوں گا یا اتنی رکعت نماز پڑھوں گا یا اتنے روزے رکھوں گا،تو اس صورت میں جب وہ کام ہو گیا تو اتنی مقدار صدقہ کرنا اور اتنی رکعت نماز پڑھنا اور اتنے روزے رکھنا ضروری ہے ،اس میں ایسا نہیں ہو سکتا کہ وہ کام نہ کرے اور مَنت کا کَفّارہ دیدے،اور اگر منت میں ایسے کام کی شرط لگائی ہے کہ جس کا ہونا نہیں چاہتا مثلاً یوں کہا کہ اگر میں تم سے بات کروں یا تمہارے گھر آؤں تو مجھ پر اتنے روزے ہیں،اس صورت میں اگر شرط پائی گئی یعنی اس سے بات کرلی یا اس کے گھر چلا گیا تو اب اسے اختیار ہے کہ جتنے روزے کہے تھے وہ رکھ لے یا کَفّارہ دیدے۔منت کی دوسری صورت یہ ہے کہ کسی شرط کا ذکر کئے بغیر اپنے اوپر وہ چیز واجب کرلے جو واجب نہیں ہے مثلاً یوں کہے کہ میں نے اتنے روزوں کی منت مانی یا اس طرح کہے میں اللہ تعالیٰ کے لئے اتنے روزے رکھوں گا۔اس کا حکم یہ ہے کہ جس چیز کی منت مانی وہ کرنا ضروری ہے اس کے بدلے کفارہ نہیں دے سکتا۔(بہار شریعت، حصہ نہم،منت کا بیان،۲/۳۱۵-۳۱۴،ملخصًا)

نوٹ:مَنَّت کے مسائل کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کرنے کے لئے

بہار شریعت، جلد نمبر 2 حصہ 9 سے "منت کا بیان" مطالعہ فرمائیں۔

اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا (29) وَ مَا تَشَآءُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا (30) يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖؕ وَ الظّٰلِمِيْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا (31)

ترجمہ: بیشک یہ ایک نصیحت ہے تو جو چاہے اپنے رب کی طرف راہ اختیار کرے۔ اور تم کچھ نہیں چاہتے مگر یہ کہ اللہ چاہے بیشک اللہ خوب علم والا، بڑا حکمت والا ہے۔ وہ اپنی رحمت میں جسے چاہتا ہے داخل فرماتا ہے اور ظالموں کے لیے اس نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

آیت " وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ " سے معلوم ہونے والے مسائل:

اس آیت سے دو مسئلے معلوم ہوئے،

(1)...انسان پتھر کی طرح بے اختیار نہیں بلکہ اسے اختیار اور ارادہ ملا ہے۔

انسان مختارِ مُطلَق نہیں ہے:

(2)...انسان اپنے ارادے میں بالکل مُستقل اور اللہ تعالیٰ سے بے نیاز نہیں بلکہ اس کا ارادہ اللہ تعالیٰ کے ارادے کے ماتحت ہے، لہٰذا انسان مختارِ مُطلَق نہیں، اسی عقیدے پر ایمان کا مدار ہے۔

سورۃ اَلْمُرْسَلٰت

فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ(8)وَ اِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتْ(9)وَ اِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ(10)

ترجمہ: پھر جب تارے مٹا دیئے جائیں گے۔ اور جب آسمان پھاڑ دیئے جائیں گے۔اور جب پہاڑ غبار بنا کے اڑا دیئے جائیں گے۔

ان آیات میں قیامت واقع ہونے کی علامات بیان کی جارہی ہیں۔

قیامت کی تین علامتیں:

اس کی ایک علامت یہ ہے کہ اس دن ستاروں کو بے نور کر کے مٹا دیا جائے گا ۔قیامت کے دن ستاروں کی ایک اور حالت بیان کرتے ہوئے دوسرے مقام پر ارشادفرمایا: ’’وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ‘‘(تکویر:۲)

ترجمۂ کنزُالعِرفان:اور جب تارے جھڑ پڑیں گے۔

اور ارشادفرمایا: ’’وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ‘‘(انفطار:۲)

ترجمۂ کنزُالعِرفان:اور جب ستارے جھڑ پڑیں گے۔

دوسری علامت یہ ہے کہ اس دن آسمان اللہ تعالیٰ کے خوف سے پھٹ جائیں گے اور ان میں سوراخ ہوجائیں گے۔قیامت کے دن آسمان پھٹنے کے بعد کی حالتیں

بیان کرتے ہوئے ایک اور مقام پرارشاد فرمایا:

''فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ'' (رحمٰن:۳۷)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: پھر جب آسمان پھٹ جائے گا تو گلاب کے پھول جیسا (سرخ) ہوجائے گا جیسے سرخ چمڑا۔

اور ارشاد فرمایا:

''وَ انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِيَ يَوْمَىٕذٍ وَّاهِيَةٌ'' (حاقه:۱۶)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور آسمان پھٹ جائے گا تو اس دن وہ بہت کمزور ہوگا۔

تیسری علامت یہ ہے کہ اس دن پہاڑ غبار بنا کے اُڑا دیئے جائیں گے۔ قیامت کے دن پہاڑوں کی اور حالتیں بیان کرتے ہوئے ایک مقام پرارشاد فرمایا:

'' وَ تَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّ هِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ'' (نمل:۸۸)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور تو پہاڑوں کو دیکھے گا انہیں جمے ہوئے خیال کرے گا حالانکہ وہ بادل کے چلنے کی طرح چل رہے ہوں گے۔

اور ارشاد فرمایا:

''وَ بُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا(۵) فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا

"(واقعہ:٦،٥)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور پہاڑ خوب چُورا چُورا کردیئے جائیں گے۔ تو وہ ہوا میں بکھرے ہوئے غبار جیسے ہوجائیں گے۔

سورۃ اَلنّٰزِعَات

وَّ السّٰبِحٰتِ سَبْحًا(3)فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا(4)فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا (5)

ترجمہ: اور آسانی سے تیرنے والوں کی۔ پھر آگے بڑھنے والوں کی۔ پھر کائنات کا نظام چلانے والوں کی (اے کافرو! تم پر قیامت ضرور آئے گی)۔

ہر کام وسیلے کے ذریعے ہونا اللہ تعالیٰ کا قانون ہے:

یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت تو یہ ہے کہ ہر چھوٹا بڑا کام کسی وسیلے کے بغیر خود اسی کے حکم سے ہوجائے، لیکن قانون یہ ہے کہ کام وسیلے کے ذریعے ہو کیونکہ دنیا کا ہر کام کائنات کا نظام چلانے پر مقرر فرشتوں کے سپرد ہے۔

بعض اللہ تعالیٰ کے نام مخلوق کے بھی نام ہوسکتے ہیں

آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض نام اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے درمیان مُشترک

ہیں، جیسے علی، سمیع، بصیر، انہیں میں سے مُدَبِّر بھی ہے کہ رب تعالیٰ بھی تدبیر فرمانے والا ہے اور فرشتے بھی مُدَبِّراتِ اَمر یعنی کاموں کی تدبیر کرنے والے ہیں۔

سورۃ اَلتَّکۡوِیۡر

اِنۡ ہُوَ اِلَّا ذِکۡرٌ لِّلۡعٰلَمِیۡنَ (27) لِمَنۡ شَآءَ مِنۡکُمۡ اَنۡ یَّسۡتَقِیۡمَ (28) وَ مَا تَشَآءُوۡنَ اِلَّاۤ اَنۡ یَّشَآءَ اللّٰہُ رَبُّ الۡعٰلَمِیۡنَ (29)

ترجمہ: وہ تو سارے جہانوں کے لیے نصیحت ہی ہے۔ اس کے لیے جو تم میں سے سیدھا ہونا چاہے۔ اور تم کچھ نہیں چاہ سکتے مگر یہ کہ اللّٰہ چاہے جو سارے جہانوں کا رب ہے۔

آیت ''وَ مَا تَشَآءُوۡنَ اِلَّاۤ اَنۡ یَّشَآءَ اللّٰہُ'' سے معلوم ہونے والے مسائل:

اس آیت سے 4 مسئلے معلوم ہوئے۔

(1)...انسان اپنے اختیاری کام میں مختار ہے۔

(2)...انسان کا اختیار مستقل نہیں بلکہ اللّٰہ تعالیٰ کی مَشِیَّت کے تابع ہے۔

ہر کام اللّٰہ تعالیٰ کی مَشِیَّت سے ہے مگر اس کی پسندیدگی سے نہیں

(3)... دنیا کا ہر کام اللّٰہ تعالیٰ کی مَشِیَّت اور ارادے سے ہے مگر اس کی پسندیدگی سے نہیں۔

(4)...اللہ تعالیٰ بندے کے ہر کام کا ارادہ فرماتا ہے مگر اسے برے کام کی رغبت یا مشورہ نہیں دیتا بلکہ اس سے منع فرماتا ہے، برے کاموں کی رغبت ابلیس لعین دیتا ہے۔

سورۃ اَلِانْشِقَاق

فَلَاۤ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ(16)وَ الَّیْلِ وَ مَا وَسَقَ(17)وَ الْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ(18)

ترجمہ: تو مجھے شام کے اجالے کی قسم ہے۔ اور رات کی اور ان چیزوں کی جنہیں رات جمع کردے۔ اور چاند کی جب اس کا نور پورا ہوجائے۔

شَفق(Twilight)سے کیا مراد ہے؟

امام اعظم ابوحنیفہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے نزدیک شفق سے مراد وہ اجالا ہے جو مغرب کی جانب سرخی ختم ہونے کے بعد شمال اور جنوب کی طرف نمودار ہوتا ہے اوراس اجالے کے غائب ہونے پر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے نزدیک مغرب کی نماز کا وقت ختم ہوتا اور عشاء کی نماز کا وقت شروع ہوتا ہے اور یہی کثیر صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم اکابر تابعین اور تبعِ تابعین کا قول ہے اور بعض علماء شَفق سے وہی سرخی مراد لیتے ہیں جو سورج غروب ہونے کے بعد اُفق میں نمودار ہوتی ہے۔

وَ اِذَا قُرِئَ عَلَیْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا یَسْجُدُوْنَ (21)
السجدۃ (13)

ترجمہ: اور جب ان کے سامنے قرآن پڑھا جاتا ہے تو سجدہ نہیں کرتے۔

سجدہ تلاوت سے متعلق 8 شرعی مسائل:

یہاں آیت کی مناسبت سے سجدہ تلاوت سے متعلق 8 شرعی مسائل ملاحظہ ہوں۔

سجدہ تلاوت کی آیت سننے والے پر سجدۂ تلاوت کرنے کا شرعی حکم

(1)... اس آیت سے ثابت ہوا کہ سجدئہ تلاوت کی آیت سننے والے پر سجدۂ تلاوت کرنا واجب ہے اور حدیث سے ثابت ہے کہ وہ آیت پڑھنے والے اور سننے والے دونوں پر سجدہ تلاوت واجب ہو جاتا ہے۔

(2)... قرآنِ کریم میں کل چودہ آیتیں ایسی ہیں جنہیں پڑھنے یا سننے سے سجدۂ تلاوت واجب ہو جاتا ہے خواہ سننے والے نے سننے کا ارادہ کیا ہو یا نہ کیا ہو۔

(3)... آیتِ سجدہ پڑھنے یا سننے سے سجدہ واجب ہو جاتا ہے البتہ پڑھنے میں یہ شرط ہے کہ اتنی آواز سے پڑھا ہو کہ اگر کوئی عذر نہ ہو تو خود سن سکے۔

(4)... اگر اتنی آواز سے آیتِ سجدہ پڑھی کہ وہ خود سن سکتا تھا مگر شور و غل یا بہرے ہونے کی وجہ سے نہ سنی تو سجدہ واجب ہو گیا اور اگر محض ہونٹ ہلے آواز پیدا نہ ہوئی تو واجب نہ ہوا۔

سجدہ تلاوت کی شرائط (Conditions)

(5)... سجدہ تلاوت کے لئے بھی وہی شرطیں ہیں جو نماز کے لئے ہیں جیسے طہارت، قبلہ رو ہونا اور ستر عورت وغیرہ۔

(6)... اگر امام نے نماز میں آیتِ سجدہ پڑھی تو اس پر اور مقتدیوں پر اور جو شخص نماز میں تو نہ ہو لیکن اس آیت کو سن لے تو اس پر سجدۂ تلاوت کرنا واجب ہے۔ (اس مسئلے کا خیال بطورِ خاص ان لوگوں کو رکھنا چاہئے جو تراویح پڑھنے کے لئے مسجد میں حاضر ہوتے ہیں یا گھروں میں بیٹھے مرد یا عورتیں امام کی تلاوت کو سن رہے ہوتے ہیں، البتہ آیتِ سجدہ سننے سے عورت پر سجدہ تلاوت اس صورت میں واجب ہو گا کہ وہ اس وقت جنابت، حیض یا نفاس کی حالت میں نہ ہو۔)

(7)... سجدہ کی جتنی آیتیں پڑھی جائیں گی اتنے ہی سجدے واجب ہوں گے اور اگر ایک ہی آیت ایک مجلس میں بار بار پڑھی گئی تو ایک ہی سجدہ واجب ہو گا۔

سجدہ تلاوت کا مسنون طریقہ:

(8)... سجدہ کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ کھڑا ہو کر اَللّٰہُ اَکْبَرْ کہتا ہوا سجدہ میں جائے اور کم سے کم تین بار سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہے، پھر اَللّٰہُ اَکْبَرْ کہتا ہوا کھڑا ہو جائے، سجدہ تلاوت کے شروع اور آخر میں دونوں بار اَللّٰہُ اَکْبَرْ کہنا سنت ہے اور کھڑے ہو کر سجدہ میں جانا اور سجدہ کے بعد کھڑا ہونا یہ دونوں قیام مستحب ہیں۔ (بہار شریعت، حصہ

چہارم، ۱/۱۳۷-۲۸۷، تفسیر احمدی، سورۃ انشقت، ص۷۳۹، ملتقطاً)

نوٹ: سجدہ تلاوت کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے بہارِ شریعت، جلد نمبر 1، حصہ نمبر 4 سے ''سجدہ تلاوت کا بیان'' مطالعہ فرمائیں۔

یاد رہے! یہ آیت بھی آیاتِ سجدہ میں سے ہے، اسے پڑھنے اور سننے والے پر سجدہ تلاوت واجب ہے۔

سورۃ اَلْبُرُوْج

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْجُنُوْدِ(17)فِرْعَوْنَ وَ ثَمُوْدَ(18)

ترجمہ: کیا تمہارے پاس لشکروں کی بات آئی۔ فرعون اور ثمود۔

آیت ''هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْجُنُوْدِ'' سے حاصل ہونے والے مسائل:

اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں،

کفار کے عذاب سے متعلق سچی تاریخی خبریں معلوم کرنے کا شرعی حکم

(1)...عبرت حاصل کرنے کے لئے کفار کے عذاب سے متعلق سچی تاریخی خبریں معلوم کرنا جائز بلکہ ثواب کا کام ہے۔

(2)...جب عبرت حاصل کرنے کے لئے کفار کے عذاب کی سچی خبریں معلوم کرنا ثواب کا کام ہے تو انبیاءِ کرام عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام اور اللہ تعالیٰ کے اولیاء کی

سیرت و حالات سے متعلق سچی تاریخی خبریں پڑھنا اور پڑھانا، سننا اور سنانا تاکہ ان کی پیروی اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کا شوق پیدا ہو، یہ بھی ثواب کا کام ہے اور بزرگانِ دین کا عرس منانے اور گیارہویں شریف کی محافل سجانے سے اصل مقصود یہی ہوتا ہے کہ لوگوں کو جمع کرکے ان بزرگوں کے سچے حالاتِ زندگی سنائے جائیں تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کرنے کا نتیجہ دنیا میں اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں زندگی گزاری اور دنیا میں رہ کر اپنے رب تعالیٰ کو راضی کر لیا تو دنیا سے چلے جانے کے بعد اسے کتنی عزت ملی اور اللہ تعالیٰ نے اس کی شان کو کتنا بلند کیا اور یوں ان میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور عبادت کرنے کا ذوق و شوق پیدا ہو، گناہوں سے توبہ کرنے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنے کی رغبت پیدا ہو اور لوگ اپنے ظاہر کی اصلاح کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے باطن کی اصلاح کرنے کی طرف بھی مائل ہوں البتہ یہ بات خاص طور پر یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء کا عرس منانا جائز ہے اور منانا بھی چاہئے کہ اس سے لوگوں کو اپنی اصلاح کرنے کا موقع ملتا ہے لیکن ان کا عرس منانے میں کوئی ایسا کام کرنے کی ہرگز اجازت نہیں ہے جس سے شریعت نے منع کیا ہو، مثلاً عرس کے موقع پر ڈھول بجانا، گانے بجانے کے آلات کے ساتھ قوالی کرنا، آتش بازی کرنا، عورتوں کا ڈانس کرنا اور دیگر وہ تمام چیزیں جنہیں کرنے سے شریعت نے منع کیا ہے، لہٰذا بزرگانِ دین کا عرس اس طرح منائیں کہ اس میں

کوئی بھی غیر شرعی کام نہ ہو تاکہ اس کی برکات حاصل ہوں ۔ ہمارے زمانے میں شریعت کے دائرے میں رہ کر جو فاتحہ ، سوم ، چہلم ، برسی اور عرس وغیرہ کئے جاتے ہیں ، ان کی شرعی حیثیت کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے فتاویٰ رضویہ، جلد نمبر 9 سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان کا رسالہ ’’ اَلْحُجَّةُ الْفَائِحَهُ لِطِيْبِ التَّعْيِيْنِ وَ الْفَاتِحَهُ‘‘(دن مُتَعَیَّن کرنے اور مُرَوَّجہ فاتحہ،سوئم وغیرہ کا ثبوت) مطالعہ فرمائیں۔

سورۃ اَلطَّارِق

وَ السَّمَآءِ وَ الطَّارِقِ(1)وَ مَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ(2)النَّجْمُ الثَّاقِبُ(3)اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ (4)

ترجمہ: آسمان کی اور رات کو آنے والے کی قسم۔ اور تمہیں کیا معلوم کہ رات کو آنے والا کیا ہے؟ خوب چمکنے والا ستارا ہے۔ کوئی جان نہیں مگر اس پر نگہبان موجود ہے۔

آیت ’’اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ‘‘ سے حاصل ہونے والی معلومات:

اس آیت سے دو باتیں معلوم ہوئیں:

(1)...اگرچہ رب تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ خود سب کی ہر طرح حفاظت

فرمائے، مگر قانون یہ ہے کہ یہ کام اس کے مقرر کردہ فرشتے کریں۔

رب تعالیٰ کے بعض نام اس کے بندوں کو دے سکتے ہیں

(2)...رب تعالیٰ کے بعض نام اس کے بندوں کو دے سکتے ہیں، جیسے اللہ تعالیٰ کا ایک نام حافظ ہے اور یہاں آیت میں فرشتوں کو حافظ بتایا گیا، لہٰذا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمارے حافظ و ناصر ہیں۔

سورۃ الاعلٰی

سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰۤى(6)

ترجمہ: (اے حبیب!) اب ہم تمہیں پڑھائیں گے تو تم نہ بھولو گے۔

آیت ''سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰۤى'' سے حاصل ہونے والی معلومات:-

اس آیت سے 6 باتیں معلوم ہوئیں:

(1)...علم اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔

(2)...حضورِ پُر نور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تمام مخلوق سے افضل و اعلیٰ ہیں کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے پڑھایا ہے۔

حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے استاد نہیں

(3)...حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے استاد نہیں بلکہ وہ

اللہ تعالیٰ کے پیغام اس کے حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں پہنچانے پر مامور ہیں۔

(4)...حضورِ انور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا علم بہت اعلیٰ ہے۔

(5)...مخلوق میں سے کوئی نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے برابر عالِم نہیں ہے۔

(6)...انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے ہونے والی بھول بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہیں اور اس میں ہزارہا حکمتیں ہوتی ہیں، جیسے سارے عالَم کا ظہور حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے ایک نِسیان کی برکت سے ہے، لہٰذا ہماری اور انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی بھول میں بڑا فرق ہے۔

فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى (9)

ترجمہ: تو تم نصیحت فرماؤ اگر نصیحت فائدہ دے۔

قرآنِ پاک کی آیات میں مفہومِ مخالف کا اعتبار نہیں ہوتا:

یاد رہے کہ یہاں نصیحت کرنے میں جو نصیحت فائدہ دینے کی شرط لگائی گئی، اس کا یہ مطلب نہیں کہ اگر نصیحت فائدہ نہ دے تو نصیحت نہ کی جائے بلکہ نصیحت فائدہ دے یا نہ دے دونوں صورتوں میں نصیحت کرنے کا حکم ہے کیونکہ قرآنِ پاک کی آیات میں مفہومِ مخالف کا اعتبار نہیں ہے اور یہ آیت بھی انہیں آیات میں سے ہے اور قرآنِ پاک میں اس کی کئی مثالیں موجود ہیں، جیسے ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

”وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا

مِنَ الصَّلٰوةِ ﳓ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ یَّفْتِنَكُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ‘‘(النساء:۱۰۱)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور جب تم زمین میں سفر کرو تو تم پر گناہ نہیں کہ بعض نمازیں قصر سے پڑھو اگر تمہیں یہ اندیشہ ہو کہ کافر تمہیں ایذا دیں گے۔

اس آیت کا یہ مطلب نہیں کہ اگر کافروں کی طرف سے اَذِیَّت پہنچنے کا خوف نہ ہو تو نمازوں میں قَصر نہیں کرسکتے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ سفر کے دوران چاہے امن ہو یا خوف دونوں صورتوں میں (4 رکعت والی) نمازوں میں قصر کی جائے۔

اور ارشاد فرمایا:

’’وَ لَا تُكْرِهُوْا فَتَیٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا ‘‘(نور:۳۳)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور تم اپنی کنیزوں کو بدکاری پر مجبور نہ کرو (خصوصًا) اگر وہ خود (بھی) بچنا چاہتی ہوں۔

اس ممانعت کا یہ مطلب نہیں کہ اگر وہ بدکاری سے بچنا نہ چاہتی ہوں تو تم انہیں بدکاری پر مجبور کرو بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ بہر صورت انہیں بدکاری پر مجبور نہ کرو۔

سورۃ اَلَّیۡل

وَ مَا یُغۡنِیۡ عَنۡهُ مَالُهٗۤ اِذَا تَرَدّٰیؕ(11)اِنَّ عَلَیۡنَا لَلۡهُدٰی(12)وَ اِنَّ لَنَا لَلۡاٰخِرَةَ وَ الۡاُوۡلٰی(13)

ترجمہ: اور جب وہ ہلاکت میں پڑے گا تواس کا مال اسے کام نہ آئے گا۔ بیشک ہدایت فرمانا ہمارے ہی ذمہ ہے۔ اور بیشک آخرت اور دنیا دونوں کے ہم ہی مالک ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں سے دین و دنیا کی بھلائیاں طلب کرنا جائز ہے:

نیز یہ بھی یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کے انبیاء عَلَیۡہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور اولیاء رَحۡمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیۡہِم سے دین اور دنیا کی بھلائیاں طلب کرنا بھی جائز ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے یہ نیک بندے اللہ تعالیٰ کی عطا سے دین اور دنیا کی بھلائیاں دے سکتے ہیں اور یہاں ہم صرف صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہُم کی سیرت میں موجود اس کی بے شمار مثالوں میں سے چند مثالیں اِختصار کے ساتھ ذکر کرتے ہیں تاکہ یہ بات واضح ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور سے دین یا دنیا کی بھلائیاں طلب کرنا شرک ہرگز نہیں بلکہ یہ صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہُم کا طریقہ رہا ہے۔ چنانچہ

جب حضرت ربیعہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہُ نے نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم سے جنت میں ان

کی رفاقت مانگی تو رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے انہیں جنت میں اپنی رفاقت عطا کر دی۔ (مسلم، کتاب الصلاۃ، باب فضل السجود والحثّ علیہ، ص ۲۵۲، الحدیث: ۲۲۶(۴۸۹))

حضرت عکاشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: یارسول اللہ! آپ دعا فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بے حساب جنت میں جانے والوں میں شامل کر دے۔ تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ اے عکاشہ! تو انہی میں سے ہے۔ (مسلم، کتاب الایمان، باب الدلیل علی دخول طوائف من المسلمین الجنۃ...الخ، ص ۱۳۷، الحدیث: ۳۷۴(۲۲۰))

اور صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم کا آخرت کی بھلائی طلب کرنا تو اپنی جگہ، جب کھجور کے ایک تنے سے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو میں تجھے اس باغ میں لوٹا دوں جہاں تُو تھا اور اگر تُو چاہے تو میں تجھے جنت میں بو دوں تاکہ جنت میں تیرے پھل اللہ تعالیٰ کے اولیاء کھائیں اور اس نے عرض کی کہ: مجھے جنت میں لگا دیں تو نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا "میں نے ایسا کر دیا (یعنی تجھے جنت میں لگا دیا)۔ (سنن دارمی، المقدمۃ، باب ما اکرم اللہ النّبی صلی اللہ علیہ وسلم بحنین المنبر، ۱/۲۹، الحدیث: ۳۲)

غزوہ خیبر کے موقع پر جب حضرت سلمہ بن اکوع رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی پنڈلی پر چوٹ لگ گئی اور وہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو گئے تو رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان کی

پنڈلی کو درست کر دیا۔(بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ خیبر، ۳/ ۸۳، الحدیث: ۴۲۰۶)

اور مدینہ منورہ میں رہنے والوں نے ایک بار حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے قحط کے بارے میں عرض کی تو انہوں نے رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے روضۂ انور کی چھت میں روشندان بنانے کا حکم دیا اور جب روشندان بنایا گیا تو اس قدر بارش برسی کہ گھاس اُگ آئی اور اونٹ موٹے تازے ہو گئے۔(سنن دارمی، المقدمۃ، باب ما اکرم اللّٰہ تعالی نبیہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بعد موتہ، ۱/ ۵۶، الحدیث: ۹۲)

سورۃ اَلضحی

وَ الضُّحٰى(1)وَ الَّیْلِ اِذَا سَجٰى(2)

ترجمہ: چڑھتے دن کے وقت کی قسم۔ اور رات کی جب وہ ڈھانپ دے۔

چاشت کی نماز سے متعلق دو شرعی مسائل:

یہاں چاشت کی نماز سے متعلق دو شرعی مسائل بھی ملاحظہ ہوں،

نمازِ چاشت کا شرعی حکم:

(1)...چاشت کی نماز مُستحب ہے اور اس کی کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں۔

نمازِ چاشت کا وقت:

(2)...اس کا وقت سورج بلند ہونے سے زوال یعنی نصفُ النّہار شرعی تک ہے اور بہتر یہ ہے کہ چوتھائی دن چڑھے پڑھے۔ (بہار شریعت، حصہ چہارم، ۱/۶۷۵-۶۷۶)

وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ(11)

ترجمہ: اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔

آیت ”وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ“ سے حاصل ہونے والے مسائل:

اس آیت سے تین باتیں معلوم ہوئیں۔

(1)... مسلمانوں کو اپنی صورت و سیرت اسلامی رکھنی چاہیے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت یعنی اسلام کا اظہار ہے۔

(2)... میلاد شریف، گیارہویں شریف اور بزرگانِ دین کا عرس منانا بہترین اعمال ہیں کہ یہ حضرات اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں اور میلاد و عرس میں حضور پُر نور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ولادت اور اللہ تعالیٰ کے اولیاء کا چرچا ہے۔

(3)... حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی نعت گوئی بہترین عبادت ہے کہ حضور پُر نور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے مبارک اوصاف ہمارے لئے بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں کیونکہ حضورِ انور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شان کی بلندی سے امت کی شان بھی بلند ہوتی ہے تو سرکارِ دو عالَم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے

اوصاف وکمالات کا ذکر کرنا اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا چرچا کرنا ہے۔

سورۃ اَلَمْ نَشْرَح

فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ (7)

ترجمہ: توجب تم فارغ ہو تو خوب کوشش کرو۔

آیت "فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ" سے حاصل ہونے والے مسائل:

اس آیت سے تین باتیں معلوم ہوئیں

نماز کے بعد دعا کا حکم

(1)...نماز کے بعد خاص طور پر اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نماز کے بعد کی گئی دعائیں قبول فرماتا ہے۔

(2)...بندے کو فارغ نہیں رہنا چاہئے اور نہ ہی کسی ایسے کام میں مشغول ہونا چاہئے جس کا کوئی دینی یا دُنیوی فائدہ نہ ہو۔ حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "انسان کے اسلام کی خوبیوں میں سے ایک خوبی یہ ہے کہ وہ اس چیز کو چھوڑ دے جو اسے فائدہ نہ دے۔ (ترمذی، کتاب الزہد، ۱۱-باب، ۱۴۲/۴، الحدیث: ۲۳۲۴)

مروجہ محافل واجتماعات قابلِ توجہ ہیں

(3)... جو خطیب، واعظ اور مُبلّغ حضرات رات گئے تک مَحافل اور اجتماعات میں عوامُ النّاس کے سامنے خطاب، تقریر اور بیان کرتے ہیں، انہیں بھی چاہئے کہ وہ اس کام سے فارغ ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کی کوشش کریں۔ لیکن افسوس کہ فی زمانہ ایسے حضرات کی ایک تعداد ایسی ہے کہ جو آدھی رات بلکہ اس سے بعد تک بھی محافل اور اجتماعات میں اپنے خطاب، تقریر اور بیان کرنے کے معاملے میں تو انتہائی چست نظر آتے ہیں اور ان کے خطاب میں جوش اور ولولہ نمایاں نظر آتا ہے، جماعت چھوڑنے، نماز قضا کرنے یا بالکل ہی نہ پڑھنے کی سزاؤں پر مشتمل آیات و اَحادیث رو رو کر سنا رہے ہوتے ہیں لیکن اس سے فارغ ہونے کے بعد نماز کے معاملے میں ان کی اپنی سستی کا یہ حال ہوتا ہے کہ وہ فجر کی نماز جماعت کے بغیر یا قضا کر کے پڑھتے ہیں اور دیگر نمازوں کی ادائیگی میں بھی انتہائی سستی سے کام لیتے ہیں۔ ایسے حضرات کو چاہئے کہ ان آیات اور اَحادیث کو پڑھ کر اپنی عملی حالت اور اس کی جزاء کے بارے میں خود ہی غور کر لیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

''یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ(۲) كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ'' (صف: ۲، ۳)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اے ایمان والو! وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں۔ اللہ کے نزدیک یہ بڑی سخت ناپسندیدہ بات ہے کہ تم وہ کہو جو نہ کرو۔

اور ارشاد فرمایا:

” اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَ اَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَؕ-اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ “ (بقرہ:۴۴)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: کیا تم لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھولتے ہو حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو تو کیا تمہیں عقل نہیں۔

اور حضرت اسامہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائے گا، پھر اس کو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا یہاں تک کہ اس کی انتڑیاں دوزخ میں بکھر جائیں گی اور وہ اس طرح گرد ش کر رہا ہو گا جس طرح چکی کے گرد گدھا گردش کرتا ہے۔ جہنمی اس کے گرد جمع ہو کر اس سے کہیں گے: اے فلاں! کیا بات ہے تم تو ہم کو نیکی کی دعوت دیتے اور برائی سے منع کرتے تھے (اور تم یہاں عذاب میں مبتلاء ہو)! وہ کہے گا: میں تم کو نیکی کی دعوت دیتا تھا اور خود نیک کام نہیں کرتا تھا اور میں تم کو تو برائی سے روکتا تھا لیکن خود برے کام کرتا تھا۔

(بخاری، کتاب بدء الخلق، باب صفۃ النار وانّہا مخلوقۃ، ۲/۳۹۶، الحدیث: ۳۲۶۷)

اور حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”شبِ معراج میرا گزر ایسے لوگوں کے پاس سے ہوا جن کے

ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جارہے تھے، جب بھی ان کو کاٹا جاتا تو وہ دوبارہ جڑ جاتے اور پھر ان کو کاٹا جاتا۔ میں نے پوچھا: اے جبرائیل عَلَیۡہِ السَّلَام! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے عرض کی: یہ آپ کی امت کے وہ خطیب ہیں جو لوگوں کو تو نیکی کی دعوت دیتے تھے لیکن اپنی جانوں کو بھول جاتے تھے حالانکہ وہ قرآن کی تلاوت کرتے تھے، کیا وہ عقل نہیں رکھتے تھے۔ (مسند ابو یعلی، مسند انس بن مالک، ما اسندہ علیّ بن زید عن انس، ۳/۳۷۰، الحدیث: ۳۹۷۹)

سورۃ العَلَق

اِقْرَاۡ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ(1) خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ(2)

ترجمہ: اپنے رب کے نام سے پڑھو جس نے پیدا کیا۔ انسان کو خون کے لوتھڑے سے بنایا۔

تلاوت کرنے سے پہلے "بِسْمِ اللہ" پڑھنے کا شرعی حکم:

یاد رہے کہ سورت کی ابتداء میں بسم اللہ پڑھنا سنت، ورنہ مُستحب ہے اور اگر تلاوت کرنے والا جو آیت پڑھنا چاہتا ہے اس کی ابتداء میں ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہے، جیسے "ھُوَاللہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا ھُوَ" تو اس صورت میں اَعُوْذُ بِاللہ پڑھنے کے بعد بِسْمِ اللہ پڑھنا تاکید کے ساتھ مستحب ہے، اگر تلاوت کرنے والا تلاوت کے

درمیان میں کوئی دُنیوی کام کرے تو اعوذ باللّٰہ اور بسم اللّٰہ پھر پڑھ لے اور اگر اس نے دینی کام کیا مثلاً سلام یا اذان کا جواب دیا یا سُبحَانَ اللّٰہ اور کلمۂ طیبہ وغیرہ اَذکار پڑھے تو اَعُوْذُ بِاللّٰہ پھر پڑھنا اس کے ذمے نہیں۔ (بہار شریعت، حصہ سوم، قرآن مجید پڑھنے کا بیان، ۱/۵۵۰-۵۵۱، ملخصًا)

سورۃ اَلْبَیِّنَۃ

لَمْ یَكُنِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَ الْمُشْرِكِیْنَ مُنْفَكِّیْنَ حَتّٰى تَاْتِیَهُمُ الْبَیِّنَةُ(1)

ترجمہ: کتابی کافراور مشرک (اپنا دین) چھوڑنے والے نہ تھے جب تک ان کے پاس روشن دلیل نہ آئے۔

سورۂ بَیِّنَہ کی آیت نمبر 1 سے حاصل ہونے والی معلومات:

اس آیت سے 3 باتیں معلوم ہوئیں

اہلِ کتاب اگر ایمان قبول کریں تو انہیں دگنا ثواب ملتا ہے

(1)...اگرچہ اہلِ کتاب اور مشرکین سب ہی کافر ہیں مگر چونکہ اہلِ کتاب کو کسی پیغمبر اور کتاب سے نسبت ہے اس لئے ان کے اَحکام نرم ہیں اور اگر یہ ایمان قبول کریں تو انہیں دگنا ثواب ملتا ہے، جب کتاب اور پیغمبر سے نسبت کفار کو اتنا فائدہ دے

دیتی ہے تو جس مومن کو حضور پُر نور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور قرآن سے خصوصی نسبت ہو جائے تو اس کا کیا عالَم ہو گا۔

(2)... حضورِ اَقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ایسی قوم کو درست فرمایا کہ جس کی اصلاح بظاہر نا ممکن تھی۔

آسمانی کتابوں پر ان کے منسوخ ہونے کے بعد ان پر عمل کرنے کا شرعی حکم

(3)... آسمانی کتابوں پر عمل ان کے مَنسوخ ہونے سے پہلے ہدایت تھا اور ان کے منسوخ ہونے کے بعد ان پر عمل گمراہی ہو گیا۔

سورۃ قُرَیْش

لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ (1) اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَ الصَّیْفِ (2) فَلْیَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَیْتِ (3) الَّذِیْۤ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ وَّ اٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ (4)

ترجمہ: قریش کو مانوس کرنے کی وجہ سے۔ انہیں سردی اور گرمی دونوں کے سفر سے مانوس کرنے کی وجہ سے۔ تو انہیں اِس گھر کے رب کی عبادت کرنی چاہئے۔ جس نے انہیں بھوک میں کھانا دیا اور انہیں خوف سے امن بخشا۔

سورہِ قریش کی آیت نمبر 3 سے حاصل ہونے والے مسائل:

اس آیت سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

کفار بھی شرعی عبادات کے مُکَلَّف ہیں

(1)...کفار بھی شرعی عبادات کے مُکَلَّف ہیں کہ ایمان لائیں اور عبادت کریں۔

(2)...کفر کی حالت میں کوئی نیکی، صحیح عبادت نہیں کیونکہ کفارِ مکہ طواف، حج، عمرہ اور حاجیوں کی خدمت کرتے تھے، مگر انہیں کالعدم قرار دیا گیا۔

(3)...کعبہ مُعَظَّمہ عظمت وجلال والے رب تعالیٰ کی ذات کا مَظْہَر ہے۔

(4)...اللہ تعالیٰ اگرچہ ہر ادنیٰ و اعلیٰ کا رب ہے لیکن اس کی رَبُوبِیّت کو اس کی اعلیٰ مخلوق کی طرف منسوب کرنا چاہیے، جیسے یوں کہنا چاہئے اے محمد مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے رب! اے کعبہ معظمہ کے رب!

لوگوں کو سہولت دینا اور معاشرے میں امن قائم کرنا اسلام کی بنیادی ترجیح اور خصوصیت ہے:

آیت نمبر 4 میں بھوک کی حالت میں کھانا دیئے جانے اور خوف کی حالت میں امن دیئے جانے کا ذکر ہے، یاد رہے کہ بھوک اور خوف دو ایسی چیزیں ہیں جو معاشرے میں گناہوں اور بدکاریوں کی تعداد میں اضافہ کرنے، جرائم کی شرح بڑھانے، بے امنی اور بد سکونی پھیلانے میں انتہائی اہم اور مرکزی کردار ادا کرتی ہیں جبکہ بھوک کا ختم ہونا اور خوف کا دور ہو جانا معاشرے میں پاکیزہ ماحول اور امن وامان

کی فضا قائم کرنے میں بہت بڑے معاون ہیں۔ اسے دوسرے انداز میں یوں سمجھ لیجئے کہ جہاں لوگوں کو سہولیات دی جاتی ہیں اور ان کی ضروریّاتِ زندگی پورا کرنے کے خاطر خواہ انتظامات ہوتے ہیں وہاں گناہوں اور بدکاریوں کی شرح کم ہوگی اور جہاں امن و امان قائم ہے وہاں جرائم کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہوگی اور لوگ پُر سکون زندگی بسر کریں گے۔ اگر موجودہ دور میں عالمی سطح پر لوگوں کے حالات کا جائزہ لیا جائے تو یہ چیز واضح ہوگی کہ ان میں زنا، چوری، ڈاکے، لوٹ مار، چھینا جھپٹی، قتل و غارت گری، بے امنی، بدسکونی، بے چینی اور ان کے علاوہ طرح طرح کے جرموں، گناہوں اور خوفوں کے عام ہونے کا بنیادی سبب بھوک ختم کرنے کے قابلِ قدر ذرائع کا نہ ہونا، زندگی گزارنے کے لئے بنیادی سہولیات سے محروم ہونا اور امن و امان قائم کرنے کے لئے ضروری انتظامات کا نہ ہونا ہے اور دینِ اسلام کے احکامات اور تعلیمات پر نظر کی جائے تو یہ حقیقت روشن دن سے زیادہ صاف نظر آئے گی لوگوں کی بھوک کو ختم کرنا، انہیں سہولیات فراہم کرنا، پاکیزہ معاشرے کا قیام اور امن قائم کرنا اسلام کی بنیادی ترجیحات اور خصوصیات میں سے ہے، جیسے دین اسلام میں مالدار مسلمانوں پر زکوٰۃ فرض کی گئی اور بعض اعمال پر صدقات دینے کا حکم دیا گیا اور ان کا حق دار ان لوگوں کو ٹھہرایا گیا جو انتہائی ضرورت مند ہیں اور فقیری و مسکینی کی حالت میں زندگی گزار رہے ہیں تاکہ ان کی ضرورت پوری ہونے اور فقر و مسکینی دور ہونے کا باقاعدہ

انتظام ہو۔

اگر آج بھی لوگ دینِ اسلام کے احکام پر صحیح طریقے سے عمل کرنا شروع کر دیں اور اس کی تعلیمات کو اپنے اوپر نافذ کر لیں تو یہ دنیا میں بھی زندگی کی بنیادی اور ضروری سہولیات پا لیں گے، پاکیزہ اور پر امن معاشرے میں زندگی بسر کرنے لگیں گے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے آخرت میں بھی چین، سکون، راحتوں، نعمتوں اور آسائشوں میں ہمیشہ کے لئے زندگی گزاریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دینِ اسلام کے احکام اور اس کی تعلیمات پر صحیح طریقے سے عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

سورۃ اَلْمَاعُوْن

وَ یَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ (7)

ترجمہ: اور برتنے کی معمولی چیزیں بھی نہیں دیتے

گھروں میں استعمال کی معمولی چیزیں حاجت سے زیادہ رکھنے کا شرعی حکم:

علماء فرماتے ہیں: مستحب ہے کہ آدمی اپنے گھر میں ایسی چیز اپنی حاجت سے زیادہ رکھے جن کی ہمسایوں کو حاجت ہوتی ہے اور انہیں عاریۃً دیا کرے۔

(خازن، الماعون، تحت الآیۃ: ۷، ۴/۴۱۳)

حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں: میں نے عرض کی: یا

رسولَ اللہ! صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، کون سی چیز ہے جس کا منع کرنا حلال نہیں ؟ارشاد فرمایا ’’پانی، نمک اور آگ۔ میں نے عرض کی: یارسولَ اللہ! صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، پانی کو تو ہم سمجھ گئے، مگر نمک اور آگ کا یہ حکم کیوں ہے ؟ارشاد فرمایا:اے حمیراء! رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا، جس نے کسی کو آگ دی اس نے گویا اس آگ سے پکا ہوا سارا کھانا خیرات کیا اور جس نے کسی کو نمک دیا اس نے گویا سارا وہ کھانا خیرات کیا جسے اس نمک نے لذیذ بنایا اور جس نے کسی مسلمان کو ایک گھونٹ پانی وہاں پلایا جہاں پانی عام ملتا ہو اس نے گویا غلام آزاد کیا اور جس نے مسلمان کو وہاں ایک گھونٹ پانی پلایا جہاں پانی نہ ملتا ہو اس نے گویا اسے زندگی بخشی ۔ (ابن ماجہ، کتاب الرہون، باب المسلمون شرکاء فی ثلاث، ۳/۱۷۷، الحدیث:۲۴۷۴)

سورۃ اَلْکَافِرُوْن

قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ(1)لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ(2)وَ لَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ(3)وَ لَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ(4)وَ لَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُؕ(5)لَكُمْ دِیْنُكُمْ وَ لِیَ دِیْنِ(6)

ترجمہ: تم فرماؤ! اے کافرو!۔ میں ان کی عبادت نہیں کرتا جنہیں تم پوجتے ہو۔ اور تم اس کی عبادت کرنے والے نہیں جس کی میں عبادت کرتا ہوں ۔

اور نہ میں اس کی عبادت کروں گا جسے تم نے پوجا۔ اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ تمہارے لئے تمہارا دین ہے اور میرے لئے میرا دین ہے۔

شانِ نزول: قریش کی ایک جماعت نے تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے کہا کہ آپ ہمارے دین کی پیروی کیجئے ہم آپ کے دین کی پیروی کریں گے۔ ایک سال آپ ہمارے معبودوں کی عبادت کریں ایک سال ہم آپ کے معبود کی عبادت کریں گے۔ رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان سے فرمایا ''اس بات سے اللہ تعالیٰ کی پناہ کہ میں اس کے ساتھ اس کے غیر کو شریک کروں۔ کفار کہنے لگے: تو آپ ایسا کیجئے کہ ہمارے کسی معبود کو ہاتھ ہی لگا دیجئے ہم آپ کی تصدیق کر دیں گے اور آپ کے معبود کی عبادت کریں گے۔ اس پر یہ سورۂ مبارکہ نازل ہوئی اور سرکارِ دوعالَم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مسجدِ حرام میں تشریف لے گئے، وہاں قریش کی وہ جماعت موجود تھی جس نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے یہ گفتگو کی تھی۔ حضور پُر نور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے یہ سورت انہیں پڑھ کر سنائی تو وہ مایوس ہو گئے اور انہوں نے حضورِ اَقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اور حضور پُر نور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کو اَذِیَّتیں پہنچانا شروع کر دیں۔ یاد رہے کہ اس آیت میں وہ کفار مراد ہیں جو اللہ تعالیٰ کے علم میں ایمان سے محروم تھے اور کفر پر ہی مرنے والے تھے۔

(خازن، قل یاایّہا الکافرون، ۴/۴۱۸-۴۱۷)

سورۂ کافرون کے شانِ نزول سے حاصل ہونے والی معلومات:

اس سے چند باتیں معلوم ہوئیں:

کفار سے دینی صلح کرنے کا شرعی حکم

(1)...کفار سے دینی صلح حرام بلکہ کئی صورتوں میں کفر ہے۔

کفار کے مذہبی اَیّام (Religious days) کی تعظیم کرنے کا شرعی حکم

(2)...کفار کے بتوں اور ان کے مذہبی اَیّام کی قابلِ تعظیم سمجھتے ہوئے ان کی تعظیم کرنا کفر ہے۔

(3)...مومن کے دل میں کفار کی ہیبت نہیں ہونی چاہیے۔

(4)...کفار کو شرعی عذر کے بغیر اچھے القاب سے یاد نہ کیا جائے۔

(5)... کافر کو بوقتِ ضرورت موقع محل کی مناسبت سے کافر کہنا درست بلکہ اسلوبِ قرآنی کے موافق ہے۔

سورۃ الفلق

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ(1)مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ(2)وَ مِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ(3)وَ مِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ(4)وَ مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ(5)

ترجمہ: تم فرماؤ: میں صبح کے رب کی پناہ لیتا ہوں۔ اس کی تمام مخلوق کے شر سے۔ اور سخت اندھیری رات کے شر سے جب وہ چھا جائے۔ اور ان عورتوں کے شر سے جو گرہوں میں پھونکیں مارتی ہیں۔ اور حسد والے کے شر سے جب وہ حسد کرے۔

تعویذات (Amulets) سے متعلق ایک اہم شرعی مسئلہ:

یاد رہے کہ ناجائز کاموں کیلئے تعویذ گنڈے ناجائز و حرام ہیں جبکہ جائز مقصد کیلئے گنڈے بنانا اور ان پر گرہ لگانا، قرآن مجید کی آیات یا اللہ تعالیٰ کے اَسماء پڑھ کر دم کرنا، جائز ہے۔ جمہور صحابۂ کرام اور تابعین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم اسی پر ہیں۔ (خازن، الفلق، تحت الآیۃ: ۱، ۴/۴۲۹ ملتقطاً) اور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے عملِ مبارک اور ارشاد سے بھی یہ چیز ثابت ہے، چنانچہ

حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا سے روایت ہے، آپ فرماتی ہیں کہ جب حضور پُر نور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے اہل میں سے کوئی بیمار ہوتا تو حضورِ اَقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مُعَوَّذات (یعنی سورہِ فلق اور سورہِ ناس) پڑھ کر اس پر دم فرماتے۔ (مسلم، کتاب السلام، باب رقیۃ المریض بالمعوّذات والنّفث، ص۱۲۰۵، الحدیث: ۵۰(۲۱۹۲))

اور حضرت عبید بن رفاعہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ حضرت اَسماء

بنتِ عمیس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے رسولِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے عرض کی: یا رسولَ اللہ! صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، حضرت جعفر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے بیٹوں کو بہت جلد نظر لگ جاتی ہے، کیا میں کچھ پڑھ کے ان پر دم کر دیا کروں؟ ارشاد فرمایا ”ہاں، کیونکہ اگر کوئی چیز تقدیر سے سبقت لے جا سکتی تو نظر ضرور اس سے سبقت لے جاتی۔ (ترمذی، کتاب الطّب، باب ماجاء فی الرّقیۃ من العین، ۴/۱۳، الحدیث:۲۰۶۶)

{وَ مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ: اور حسد والے کے شر سے جب وہ حسد کرے۔} حسد والا وہ ہے جو دوسرے کی نعمت چھن جانے کی تمنا کرے۔ یہاں حاسد سے بطورِ خاص یہودی مراد ہیں جو نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے حسد کرتے تھے یا خاص لبید بن اعصم یہودی ہے۔ (خازن، الفلق، تحت الآیۃ:۵، ۴/۴۳۰) اور عمومی طور پر ہر حاسد سے پناہ کیلئے یہ آیتِ مبارکہ کافی ہے۔ حسد بدترین صفت ہے اور یہی سب سے پہلا گناہ ہے جو آسمان میں ابلیس سے سرزد ہوا اور زمین میں قابیل سے۔ حسد کے مقابلے میں رَشک ہوتا ہے اور وہ یہ ہے جس میں اپنے لئے بھی اسی نعمت کی تمنا ہوتی ہے جو دوسرے کے پاس ہے لیکن دوسرے سے چھن جانے کی تمنا اس میں نہیں ہوتی۔ اس سورتِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ جادو اور حسد بدترین جرائم ہیں کہ عام شروں کے بعد ان کا ذکر خصوصیت سے فرمایا گیا۔

سورۃ النّاس

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ(1)مَلِكِ النَّاسِ(2)اِلٰهِ النَّاسِ(3)مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ﳔ الْخَنَّاسِ(4)الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ(5)مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ(6)

ترجمہ:تم کہو:میں تمام لوگوں کے رب کی پناہ لیتا ہوں۔تمام لوگوں کا بادشاہ۔ تمام لوگوں کا معبود۔بار بار وسوسے ڈالنے والے، چھپ جانے والے کے شر سے (پناہ لیتا ہوں)۔وہ جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے۔ جنوں اورانسانوں میں سے۔

وسوسہ اور اِلہام میں فرق:

یاد رہے کہ برے خیال کو وسوسہ کہا جاتا ہے جبکہ اچھے خیالات کو اِلہام ۔ وسوسہ شیطان کی طرف سے ہے لہٰذا اس پر لَاحَوْل پڑھنی چاہیے،اور اِلہام فرشتے کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے، اس لئے اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر کرنا چاہیے۔ نفسِ اَمّارہ کے غلبہ میں وسوسے زیادہ ہوتے ہیں جبکہ نفسِ مُطْمَئِنّہ کے غلبہ میں اِلہام زیادہ۔ شیطان ہمارا ایسا دشمن ہے جو ہمیں نظر نہیں آتا یعنی وہ ہمیں دیکھتا ہے اور ہم اسے نہیں دیکھتے، لہٰذا اس طاقت والے رب تعالیٰ کی پناہ مانگو، جو اسے دیکھتا ہے، اور وہ رب تعالیٰ

کو نہیں دیکھتا۔ قوی دشمن سے قوی رب تعالیٰ کی پناہ مانگو۔

ہماری اردو کتابیں:

بہار تحریر (14 حصے)	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
اللہ تعالی کو اوپر والا یا اللہ میاں کہنا کیسا؟	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
اذان بلال اور سورج کا نکلنا	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
عشق مجازی (منتخب مضامین کا مجموعہ)	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
گانا بجانا بند کرو، تم مسلمان ہو!	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
شب معراج غوث پاک	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
شب معراج نعلین عرش پر	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
حضرت اویس قرنی کا ایک واقعہ	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
ڈاکٹر طاہر اور وقار ملت	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
مقرر کیسا ہو؟	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
غیر صحابہ میں ترضی	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
اختلاف اختلاف اختلاف	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
چند واقعات کربلا کا تحقیقی جائزہ	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
سیکس نالج (اسلام میں صحبت کے آداب)	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
حضرت ایوب علیہ السلام کے واقعے پر تحقیق	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
ایک عاشق کی کہانی علامہ ابن جوزی کی زبانی	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
آئیے نماز سیکھیں (پہلا حصہ)	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری

قیامت کے دن کس کے نام کے ساتھ پکارا جائے گا	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
محرم میں نکاح	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
روایتوں کی تحقیق (تین حصے)	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
بریک اپ کے بعد کیا کریں؟	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
ایک نکاح ایسا بھی	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
کافر سے سود	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
میں خان تو انصاری	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
جرمانہ	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
لا الہ الا اللہ، چشتی رسول اللہ؟	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
سفرنامہ بلاد خمسہ	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
منصور حلاج	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
فرضی قبریں	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
سنی کون؟ وہابی کون؟	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
ہندستان دار الحرب یا دار الاسلام؟	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
رَضا یا رِضا	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
786/92	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
فتنہ گوہر شاہی	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
سلاسل میں بٹے ہوئے سنی کب ایک ہوں گے؟	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری

کلام عبید رضا	پیشکش عبد مصطفی آفیشل
تحریرات لقمان	از قلم علامہ قاری لقمان شاہد
بنت حوا (ایک سنجیدہ تحریر)	از قلم کنیز اختر
عورت کا جنازہ	از قلم جناب غزل صاحبہ
تحقیق عرفان فی تخریج شمول الاسلام	از قلم عرفان برکاتی
اصلاح معاشرہ (منتخب احادیث کی روشنی میں)	از قلم عرفان برکاتی
مسائل شریعت (جلد 1)	از قلم سید محمد سکندر وارثی
اے گروہ علما کہہ دو میں نہیں جانتا	از قلم مولانا حسن نوری گونڈوی
مقام صحابہ امام احمد بن حنبل کی نظر میں	از قلم علامہ وقار رضا القادری المدنی
مفتی اعظم ہند اپنے فضل و کمال کے آئینے میں	از قلم محمد ثقلین ترابی نوری
سفرنامہ عرب	از قلم مفتی خالد ایوب مصباحی شیرانی
من سب نبیا فاقتلوہ کی تحقیق	از قلم زبیر جمالوی
ڈاکٹر طاہر القادری کی 1700 تصانیف کی حقیقت	از قلم مفتی خالد ایوب مصباحی شیرانی
علم نور ہے	از قلم محمد شعیب جلالی عطاری
یہ بھی ضروری ہے	از قلم محمد حاشر عطاری
مومن ہو نہیں سکتا	از قلم فہیم جیلانی مصباحی
جہان حکمت	از قلم محمد سلیم رضوی
ماہ صفر کی تحقیق	از قلم مولانا محمد نیاز عطاری

فضائل و مناقب امام حسین	از قلم ڈاکٹر فیض احمد چشتی
شان صدیق اکبر بزبان محبوب اکبر	از قلم امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ
تحریرات بلال	از قلم مولانا محمد بلال ناصر
معارف اعلی حضرت	از قلم مولانا سید بلال رضا عطاری مدنی
نگارشات ہاشمی	از قلم مولانا محمد بلال احمد شاہ ہاشمی
ماہنامہ التحقیقات (ربیع الاول 1444ھ)	پیشکش دار التحقیقات انٹرنیشنل
امیر معاویہ پہلی تین صدیوں کے اسلاف کی نظر میں	از قلم مبشر تنویر نقشبندی
زر خانۂ اشرف	از قلم محمد منیر احمد اشرفی
حضرت حضر علیہ السلام۔ایک تحقیقی جائزہ	از قلم محمود اشرف عطاری مرادآبادی
ایمان افروز تحاریر	از قلم محمد ساجد مدنی
انبیا کا ذکر عبادت۔ایک حدیث کی تحقیق	از قلم اسعد عطاری مدنی
رشحات ابن حجر	از قلم فرحان خان قادری (ابن حجر)
تجلیات احسن (جلد 1)	از قلم محمد فہیم جیلانی احسن مصباحی
درس ادب	از قلم غلام معین الدین قادری
تحریرات شعیب (الحنفی البریلوی)	از قلم محمد شعیب عطاری جلالی
حق پرستی اور نفس پرستی	از قلم علامہ طارق انور مصباحی
خوان حکمت	از قلم محمد سلیم رضوی
صحابہ یا طلقاء؟	از قلم مبشر تنویر نقشبندی

روشن تحریریں	از قلم ابو حاتم محمد عظیم
تحریرات ندیم	از قلم ابن جاوید ابوادب محمد ندیم عطاری
امتحان میں کامیابی	از قلم ابن شعبان چشتی
اہمیتِ مطالعہ	از قلم دانیال سہیل عطاری
دعوت انصاف	از قلم علامہ ارشد القادری رحمہ اللہ
حسام الحرمین کی صداقت کے صد سالہ اثرات	از قلم محمد ساجد رضا قادری کٹیہاری
تحریرات ابن جمیل	از قلم ابن جمیل محمد خلیل
ماہنامہ التحقیقات (ربیع الآخر 1444ھ)	پیشکش دار التحقیقات انٹرنیشنل
مسئلۂ استمداد	از قلم حمد مبشر تنویر نقشبندی
حضرت امیر معاویہ اور مجدد الف ثانی	از قلم محمد مبشر تنویر نقشبندی
میرے قلم دان سے	از قلم احمد رضا مغل
عوامی باتیں (حصہ 1)	از قلم فیصل بن منظور
تحقیقات اویسیہ (جلد 1)	از قلم علامہ اویس رضوی عطاری
امیر المجاہدین کے آثار علمیہ	از قلم محمد آصف اقبال مدنی عطاری
رافضیوں کا رد	از قلم امام اہل سنت، اعلی حضرت رحمہ اللہ
چھوتی بیماریاں	از قلم علامہ مفتی فیض احمد اویسی
فتاوی کرامات غوثیہ	از قلم امام اہل سنت، اعلی حضرت رحمہ اللہ
غامدیت پر مکالمہ	از قلم ابو عمر غلام مجتبی مدنی

خودکشی	ازقلم علامہ مفتی فیض احمد اویسی
مقالاتِ بدر (جلد 1)	ازقلم علامہ بدر القادری رحمہ اللہ
ماہنامہ التحقیقات (جمادی الاولی 1444ھ)	پیشکش دار التّحقیقات انٹرنیشنل
سردی کا موسم اور ہم	ازقلم خالد تسنیم المدنی
ردناصر رامپوری	ازقلم میثم عباس قادری رضوی
چشمۂ حکمت	ازقلم محمد سلیم رضوی
کتابوں کے عاشق	ازقلم محمد ساجد مدنی
عبد السلام نامی علما و مشائخ	ازقلم (مفتی) غلام سبحانی نازش مدنی
التعقبات بنام فرقۂ باطلہ کا تعاقب	ازقلم شعیب عطاری جلالی
تحریر کی ضرورت و اہمیت	ازقلم عمران رضا عطاری مدنی
دشمن صدیق و عمر	ازقلم امام جلال الدین سیوطی
عرفان بخشش شرح حدائق بخشش	ازقلم اعظمی مصباحی، ذیشان رضا امجدی
وسائل بخشش کا فکری و فنی جائزہ	ازقلم شاعر عمران اشفاق
موسیقی فقہائے کرام کی عدالت میں	ازقلم محمد بلال ناصر
ماہنامہ التحقیقات (جمادی الآخرہ 1444ھ)	پیشکش دار التّحقیقات انٹرنیشنل
مختصر مگر مفید	ازقلم فیصل بن منظور
اللہ و رسول کے لیے لفظ عشق کا استعمال	ازقلم جلال الدین احمد امجدی رضوی
شرح فقہ اکبر (سوالاً جواباً)	ازقلم ابن شعبان چشتی

تلخیص نور المبین (سوالاً جواباً)	از قلم ابن شعبان چشتی
دینی تعلیم	از قلم علامہ سید شاہ تراب الحق قادری
سیرت صدیق اکبر	از قلم سید مفتی خادم حسین شاہ
فتاوی خادمیہ (جلد 1)	از قلم سید مفتی خادم حسین شاہ
ذکر اویس قرنی	از قلم ملا علی قاری حنفی
اذان سحر	از قلم خلیل احمد فیضانی
قرآن کریم اور گلہ بانی	از قلم ابوالفواد توحید احمد طرابلسی
سیرت مدار اعظم	از قلم علامہ مفتی فیض احمد اویسی
ایک گناہ سترہ گواہ	از قلم خالد تسنیم المدنی
بدعت اور ائمہ	از قلم حسان رضا راعینی
ایمان کی باتیں	از قلم محمد شاہ رخ قادری
بوقت رخصتی عمر عائشہ	از قلم ابو عمر غلام مجتبیٰ مدنی
مسائل صراط الجنان (5 حصے)	از قلم خالد تسنیم المدنی
اصطلاحات فقہ (باعتبار حروف تہجی)	از قلم: محمد ندیم عطاری مدنی
مقالات ادروی	از قلم محمد سلیم انصاری ادروی
روزوں کے مسائل	از قلم محمد اویس رضا عطاری رضوی
تعارف شرف ملت	از قلم ابوالابدال محمد رضوان طاہر فریدی
اہل باطل کا تحریری رد کیوں ضروری ہے؟	از قلم کبیر احمد شیخ

AMO

SABIYA
VIRTUAL PUBLICATION

enikah

niiii

BOOKS r

PS graphics

DONATE

ABDE MUSTAFA OFFICIAL

Abde Mustafa Official is a team from Ahle Sunnat Wa Jama'at working since 2014 on the Aim to propagate Quraan and Sunnah through electronic and print media. We're working in various departments.
Blogging : We have a collection of Islamic articles on various topics. You can read hundreds of articles in multiple languages on our blog.
amo.news/blog
Sabiya Virtual Publication
This is our core department. We are publishing Islamic books in multiple languages. Have a look on our library **amo.news/books**
E Nikah Matrimonial Service
E Nikah Service is a Matrimonial Platform for Ahle Sunnat Wa Jama'at. If you're searching for a Sunni life partner then E Nikah is a right platform for you.
www.enikah.in
E Nikah Again Service
E Nikah Again Service is a movement to promote more than one marriage means a man can marry four women at once, By E Nikah Again Service, we want to promote this culture in our Muslim society.
Roman Books
Roman Books is our department for publishing Islamic literature in Roman Urdu Script which is very common on Social Media.
read more about us on **amo.news**
For futher inquiry: info@abdemustafa.com

SCAN HERE

PhonePe G Pay Paytm
9102520764

BANK DETAILS
Account Details :
Airtel Payments Bank
Account No.: 9102520764
(Sabir Ansari)
IFSC Code : AIRP0000001

or open this link | amo.news/donate

مسائل صراط الجنان
(حصہ ا)

A

Abde Mustafa Official is a team from Ahle Sunnat Wa Jama'at working since 2014 on the Aim to propagate Quraan and Sunnah through electronic and print media. We're working in various departments.

Blogging : We have a collection of Islamic articles on various topics. You can read hundreds of articles in multiple languages on our blog.

blog.abdemustafa.com

Sabiya Virtual Publication

This is our core department. We are publishing Islamic books in multiple languages. Have a look on our library **books.abdemustafa.com**

E Nikah Matrimonial Service

E Nikah Service is a Matrimonial Platform for Ahle Sunnat Wa Jama'at. If you're searching for a Sunni life partner then E Nikah is a right platform for you.**www.enikah.in**

E Nikah Again Service

E Nikah Again Service is a movement to promote more than one marriage means a man can marry four women at once, By E Nikah Again Service, we want to promote this culture in our Muslim society.

Roman Books

Roman Books is our department for publishing Islamic literature in Roman Urdu Script which is very common on Social Media.

read more about us on **www.abdemustafa.com**

For futher inquiry: info@abdemustafa.com

M O

AMO
ABDE MUSTAFA OFFICIAL

SABIYA
VIRTUAL PUBLICATION

ISBN (N/A)